فہرست مضامین



اگلے زمانے میں کتابوں کے نذر کرنے میں مدح سے جو بادشاہ وقت
کی تعریف کی جاتی تھی اب نہ وہ زمانہ ہے نہ وہ لوگ اس زمانے کی چال یہ ہے کہ
کتاب کو کسی بڑے ہی کے نام سے منسوب کرتے ہیں لیکن فی زمانہ
شاہد تک پہنچانا ہے ؎

بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد
کنون ... ...

اگر کوئی قسمت کا بڑا کسی ... سے ... تو نقارخانے
میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے ... ... سے ... ہے
کچھ نہیں ع تو ... خدا ... ...
کی دنیا ... کی سب ... والا ... نہیں ...
طرف سے ... موجود اپنی کتاب کو ... بندہ ... کی نذر ... قبول

بھی ہو۔ مضمون مین تمھاری کیا مثال ہوگی اور اس کتاب کو کون پوچھے گا

ع برگ سبز است تحفۂ درویش

رباعی

ملا ہو کوئی دل کو کہ دو منہ کوئی | پابستۂ سلسلۂ وضع کا پابند کوئی
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے انیس | ان بندون کو کس منہ سے خداوند کہون

بعد تمہید کے تھی دل مین چبھ گئی۔ یہ ایک اخلاق کی کتاب ہے جس مین دنیا کی غور کر کے اور استقصا سے احکام الٰہی و شرع شریف کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جب کہ احکام مین جو ہر کسی کی مدد کرے گا پس کیون نہ اس کو اخلاق کو افضل البشر[1] المبعوث الی الاسود والاحمر رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا انت و امی[2] کی خدمت اقدس مین گزرانا جائے۔ وہان نہ وہان کا ڈر ہے نہ چھپانے کا خطرہ ہماری کتاب مین اخلاق کی تعلیم ہے اُن سے بڑھ کر کس کے اخلاق تھے۔ احکام الٰہی ہم تک اُسی ذات بابرکات کی زبان فیض ترجمان سے پہنچے ہین کفر و ضلالت سے نکال کر خدائے واحد یگانہ کی عبادت اُسی نے ہم کو سکھلائی ہے۔ پس اُس کے احکام کی وہی قدر کرے گا۔ لیکن ذرا یہ کیا غضب! میری بے ادبی چھوٹا منہ کو اور میری کتاب کو اور اس جرأت کو دیکھو۔ اللہ اکبر۔ کہان ذرہ۔ کہان آفتاب۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ دل نے جواب دیا مین خواب کیا ہی کا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک اس تصور سے دل بیٹھ گیا۔ پھر دل نے کہا کیا تجھے وہ واقعہ یاد نہیں کہ ایک گدھا

لہ[1] سارے انسانون سے بڑھ کر کالے گورے سب کی طرف بھیجے گئے جو دونون جہان کے لئے

لہ[2] میرے ماں باپ بھی تجھ پر فدا ہون

جوشِ محبت الٰہی میں خداوند تعالیٰ سے گفتگو کر رہا تھا اور اپنی بساط کے موافق جوش
اور محبت میں جو دل میں آیا کہہ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ سن کے غضب ناک ہو گئے کہ یہ دہقانی بیہودہ بکتا
باری تعالیٰ عز اسمہ میں کیا سوء ادبی کر رہا ہے اُسے ڈانٹا گمراہ سے تیری بندگی
اُسی وقت وحی آئی۔

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا | بندۂ ما را ز ما کردی جدا
تو براے وصل کردن آمدی | نے براے فصل کردن آمدی

غرض جوشِ محبت کچھ بات ہی اور ہے۔ موقع بے موقع سے کام نہیں دیوانگی
ہر کام دیوانگی ہے۔ دیوانہ را ہوئے بس است ؎

در عشق بجز گداختن نیست
این سوختن ساختن نیست

میں نے بھی عالم بے خودی میں اپنے پیارے نبی کا دامن پکڑ لیا ہے ؎

گو بُرا ہوں برے سے بدتر ہوں | آپ کا امتی مگر ہوں
نیک بندے بھی کل نہیں ہوتے | خار بھی دشت گل نہیں ہوتے

بسا اوقات خلوص نیت اور صدق دل سے جو تحفہ پیش کیا جاتا ہے گو وہ مختصر ہو
کیوں نہ ہو مگر قبول ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنے خیالی بندوں کو جو راہ راست پر لگا
بیشک وہ بے تحفہ خیالی کی ہے۔ امت محمدی کا ہم درد ذات پاک جو بڑے سے زیادہ
کون ہے۔ اس صدق و ہلاکت سے اُن کو نکالنے والا کون ہے ؎

خلق امر و صدق ان دو میں نیک بر | جس کی نسبت مستند دو اہل ہی تو نہ
مشت کے جو غم خودی اور بیکسوں کا ہمیں | محبوب جن کا تھا رہیں بعد از خدا بھی تو نہیں

مولا ہمارا دل میں جس کا ہی بجا ہیں — ہر ایک کے آقا ہیں قبل منسا یہ ہمارے ہیں
مرکز جہان مقصود تن فخر زمان خدا ہیں — محبوب رب خوالمنن خیر الوریٰ یہ ہی تو ہیں
حضرت محمد مصطفےٰ خیر الوریٰ نجم الہدیٰ — شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صل علیٰ یہ ماہ تو ہیں
کیا خوب طلعت ہمیں نہ دے کے کہا بہاے — سلطان دو جہان کے شاہ مدینہ یہی تو ہیں

میں نے اپنی کتاب حضرت کے حضور میں پیش کی ہے اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوں اور زبان حال سے عرض کر رہا ہوں ع

حق نے بخشی ہے شہود کا تیسہ — خاک جو چھو جائے تو سے ہو اکسیر
آئینہ جیسے وہ جلا پا جائے — آفتاب اس کے سامنے شرمائے
تم اگر چشم لطف وا کر دو — مس کو چاہو تو کیمیا کر دو
اگر تری مہر کی نظر ہو جائے — یہ خزف رو کش گہر ہو جائے

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَلْمُعْتَرِفُ بِالتَّقْصِيْرِ اَلرَّاجِيْ عَفْوَ رَبِّهِ الْقَدِيْرِ
اَحْمَدُ الْمَدْعُوَّ بِالْبَشِيْرِ
كَانَ اللهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِمَا وَاِلَيْهِ



الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالحق بشيرا ونذيرا بين يدي الساعة ـ من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما فانه لا يضر الا نفسه ولا يضر الله شيئا ـ

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے اُسی کی ہم تعریف کرتے ہیں اور اُسی سے مدد چاہتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں اور ہمارے اعمال کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اُسے کون گمراہ کرسکتا ہے اور جسے وہی گمراہی میں ڈالے اُسکا ہدایت دینے والا کون ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں جو یگانہ ہے اور اُسکا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک محمدؐ اُسکے بندے اور اُسی کے رسول ہیں جنکو اُسنے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر قیامت تک کے لیے بھیجا جسنے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یاب ہوا اور جسنے اُنکی نافرمانی کی تو اُسنے اپنا ہی برا کیا خدا کا تو اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا - نسئل الله أن يجعلنا ممن يطيعه ويطيع رسوله ويتبع رضوانه ويجتنب سخطه فإنما نحن به وله -

---

سلہ لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو نفس واحد (یعنی آدم) سے پیدا کیا اور (پھر) اس سے (یعنی ان کی پسلی سے) اس کی بیوی (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت (دنیا میں) پھیلا دیئے اور جس خدا کا تم واسطہ دے کر اپنے حقوق طلب کرتے ہو اس سے اور رشتوں کا پاس لحاظ رکھو (کیونکہ) خدا تمہارا نگران حال ہے۔ اے اہل ایمان خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہئے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ اے مومنو خدا سے ڈرو اور بات سیدھی کہو (تو وہ تمہارے اعمال سنوار دے گا) اور (خدا) تم کو اعمال صالحہ کی توفیق دے گا اور تمہارے گناہ (بھی) بخش دے گا اور جس نے خدا اور اس کے رسول کا کہنا مانا تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اسے ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بنائے ان میں سے جو اس کی اور اپنے رسول کی اطاعت کرتے اور اس کی خوشی کا تابع ہو اور اس کے غضب سے بچنے والا بنا کیونکہ ہم اسی سے ہیں اور اسی کے لئے ہیں ۱۲

اما بعد۔ بشیر محمد تقصیر اپنے ملکی بھائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ یہ
کتاب سلسلۂ تصنیف حسن معاشرت و تعلیم نیک کرداری و اخلاق کی دوسری کتاب ہے۔ جو
نوجوان نا کتخدا لوگون کے لیے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی حرز طفلان کے طرز کی ہے
جو اس سلسلہ کی پہلی کتاب کم عمر لوگون کے لیے جو سن بلوغ کو نہین پہونچے لکھی جا چکی ہے
اس سلسلہ کی تیسری کتاب تحفۂ ازدواج بیاہے ہوئے مردون کے لیے مولوی سید
علی احمد صاحب بلگرامی لکھ چکے ہین اور چوتھی اور آخر کتاب ادھیڑ عمر کے لوگون کیلئے
ہنوز لکھنی باقی ہے[1]۔ اگر حیات مستعار باقی ہے تو وہ بھی لکھ کر اپنے فریضہ سے
سبکدوش ہو جائینگے۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ
عنوان اس کتاب کو ڈاکٹر سلونس[2] ستال مشہور پادری امریکہ کی What a
young man ought to know کا ترجمہ تو نہین کہا جا سکتا ہان
ضرور ہے کہ اس کا مطلب اور خلاصہ وہی ہے۔ ہم نے کچھ کاٹ چھانٹ کر کے اسکو اپنے بھائیون

---

[1] جس کا نام [illegible] اس کے مشہور تصنیف کے مصرعے سے یہ تجویز کیا گیا ہو۔

[illegible] کے ہفتاد و سال پیر انسانی — جوان میں سال ہے [illegible]

[illegible] کے دس سال تک بس طفل نادان — جو کچھ فرق ہے اس عمر میں [illegible]

[illegible] کا نام بھی نام [illegible] کیا راحت جان ہے

[illegible] سے بہت تو جوان ہے حرز طفلان ہے

[2] تمہارے دل مین ایک بات معلوم ہو تو بے تامل اس کو گزر دو مگر [illegible]
Dr Sylvanus Stall D.D. of Philadelphia [2]

کے مناسب حال کر لیا ہے بموجب مصداق اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ [1] اگرچہ تعریف کے
تو اُن ہی کی ہے جو صرف نقل ہیں۔ بعد صاحب موصوف کے کئی کتابیں
لکھی ہیں چار عورتوں کے لیے اور چار مردوں کے لیے۔ ان کتابوں کی مقبولیت
کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی مختلف چھیالیس زبانوں میں ان کا ترجمہ
ہو چکا ہے ایک ہماری اردو ہی کسر رہتی سو بفضلہ تعالیٰ یہ کام بھی خاکسار نے کیا
ع قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ بوجہ اپنی بے بضاعتی کے گو میں اس
اہم خدمت کے قابل نہ تھا لیکن جب کسی دوسرے نے توجہ نہ کی تو ناچار مجھے
کرنا پڑا اور جیسا کچھ مجھ سے بن پڑا یا جیسا میں نے قوم کی خدمت کی اور
کسی طمع شکرگزاری یا نام و نمود کے لیے نہیں کی بلکہ صرف اپنی قوم کے نفع
و صلاح کی دینی کے لحاظ سے کی ہے اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ [2] - یورپ
کی مہذب اقوام میں اور ہم میں آسمان اور زمین کا فرق ہے جو بات ان کو سو
برس پہلے نصیب تھی ہم بدقسمتی [3] اس سے آج تک غافل ہیں - یورپ میں ان
کتابوں کی ایسی قدر ہوئی کہ اب تک دس لاکھ سے اوپر چھپ کر چاروں دانگ
عالم میں پھیل گئیں لیکن ہندوستان میں ان کو کسی نے پوچھا تک بھی نہیں
انگریزی خوانوں نے شاید پڑھی ہوں مگر اردو دان تو ان سے بالکل ناواقف ہیں

---

[1] بڑائی تو اسی کی ہے جو پہلے کوئی کام کرے ۱۲

[2] اس کتاب کا بدلہ تو بس خدا ہی دے گا ۱۲

[3] مراد ہے ۱۲

انگریزی خوان ہندوستانیون نے اگرچہ ایسا بھی ہوگا تو اچھے دل سے اور شاید
اس قابل نہ سمجھا ہوگا کہ اپنے بھائی بندون کو اس سے مستفید کرین - ہم جزو خیالات
لکھتے وقت کھٹک رہے تھے اور جانتے تھے کہ یہ اچھوتا مضمون ہے مذہبی لوگ
اس پر کان کھڑے کرین گے سو ہمارا اندیشہ غلط نہ تھا - بہتون نے ہماری کتاب
کی قدر کی پسند کیا لیکن پھر بھی بعض صاحب اسکو وجہ حیا سے گرا ہوا سمجھتے ہین
کیونکہ اُس مین ایسی ناگزیر باتون کی طرف لوگون کو توجہ دلائی گئی ہے کہ جن کا
چھپائے رکھنا ہی ہماری قوم پسند کرتی ہے - لیکن وہ لاکھ چھپائین یہ باتین کسی کے
چھپائے چھپ نہین سکتین دیر سویر ظاہر ہون گی پھر ہون گی اور کیون نہ ہون کہ قدرت
نے اُن کی درست کی ہے -

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

ایسے حضرات اپنے لوگون کے لیئے یہ تو جایز رکھتے ہین کہ وہ نوکرون لونڈیون
لچون - شہدون کی زبان سے یہ باتین بُری اور بہت بُری رکیک اور فحش صورت
مین سُنین لیکن اس بات کو گوارا نہین کرتے کہ کوئی بھلا مانس اُن کو اچھے پیرایہ
مین اُن کے سامنے پیش کرے - کہتے ہین کہ جو بچے بھولے بھالے ہین اُنکو
سر و دستان یاد نہین ہے - لیکن اس زمانے مین ہم نے کوئی بچہ ایسا بھولا بھالا
نہین دیکھا جو ان باتون کو عمر طبعی پر پہنچ کر نہ جانتا ہو جانتا ہے مشہور جانتا ہے اور
چوری چھپے کرتا بھی ہے لیکن ماں باپ کو یا تو اس کی خبر نہین یا خبر ہے تو تجاہل عارفانہ
کرتے اور چھپاتے ہین - اور وہ یہ نہین جانتا کہ ان افعال کی ماہیت کیا ہے

ہم کو معلوم کیوں ہوتے گئے ہیں۔ دیکھنے والے کا منشا کیا تھا ان کا صحیح مصرف یا
درجہ کیا ہے اور بے جا مصرف کیا گناہ ہے اور کیا نقصانات ہیں اور یہ باتیں
ہم کو جتلانا مقصود ہیں۔ ایسے حضرات اپنے لوگوں کو بہادر و نش۔ یوسف زلیخا تو
باوجود فحش ہونے کے پڑھائیں گے اور نہ پڑھنے دیں گے تو ہماری کتابیں جن کی آج یورپ
میں دھوم ہے وہ جو گھر گھر چھپی پڑی ہیں عورت مرد خواہ وہ کسی عمر کے ہوں ان کے
مطالعے سے مستفید ہوتے ہیں۔ پس کیا وجہ ہے کہ دنیا اس نیکوکاری کی سبیل
سے منکر ہو اور ہم پیاسے رہیں۔ اب ہم کو یہ دیکھنا مقصود ہے کہ جن افعال کو
فحش قرار دیا گیا ہے آیا وہ فی نفسہٖ بُرے اور فحش ہیں یا ہم نے اُن کا بے جا استعمال
کرکے ان کو اس درجے کو پہنچا دیا ہے۔ اخلاق فاضلہ میں سب سے برتر حیا ہے
یہاں تک کہ اسلامی شریعت نے اس کو جزو ایمان قرار دیا ہے اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ[1]
مِنَ الْاِیْمَانِ یہ اس لئے کہ حیا گویا خدائی محتسب ہے جو آدمی کو بہت سے
افعال ذمیمہ سے روکتا رہتا ہے۔ غصہ اور خواہش آدمی کے دو فطری خواص ہیں
اور ہر فرد بشر میں پائے جاتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ پس آدمیوں میں باہم
کشمکش کا واقع ہونا ایک ضروری بات ہے اور کشمکش موجب فساد۔ وہ چیز
جو دنیا میں امن و عافیت کو قائم کئے ہوئے ہے وہ حیا ہے یہ اُٹھ جائے تو
دنیا میں ایک لمحہ امن قائم نہیں رہ سکتا اور اسی سے کہا گیا ہے اِذَا لَمْ[2]
تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ حیا کے تین درجے ہیں۔ حیا کا ادنیٰ درجہ یہ ہے

---

[1] حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

[2] جب تو شرم نہیں کرتا تو جو جی چاہے کر۔

کہ آدمی اپنا سے غیر سے شرم کرے اس سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنے نفس سے
شرم کرے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا سے شرم کرے فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ
یَرَاکَ[1] ۔ ہم نے تو جہاں تک غور کیا یہی سمجھ میں آیا کہ ایک حیا کی حکومت کا دامن یہ
کما حقہ پھیلنا انتظام دینا اور حفاظت حقوق کے لئے بس کرتا ہے۔ حیا کی حکومت تو
آدمی کے تمام اعمال پر حاوی تھی یعنی آدمی کے ہر ایک عمل میں حیا کو دخل تھا مگر لوگوں نے
از خود حیا کی حکومت کو بہت محدود کر دیا اب حیا کا استعمال زیادہ تر ایک خاص خواہش
نفسانی میں کیا جاتا ہے اور وہ بھی حد سے زیادہ مبالغے کے ساتھ حتیٰ کہ بعض اوقات
جس کو جھوٹی شرم کہنا چاہیے جو بجائے خود رذیلت ہے۔ اخلاق کی کتابوں میں
یہ کلیہ قاعدہ قرار پا چکا ہے کہ تمام فطری قوتیں درجۂ اعتدال میں فضیلت ہیں اور افراط
و تفریط میں رذیلت مثلاً غصہ ایک فطری قوت ہے کہ درجۂ اعتدال میں شجاعت
محمود افراط میں تہور تفریط میں جبن ہو کر مذموم۔ یہی حال حیا کا ہے جو درجۂ افراط
میں جھوٹی شرم ہے۔ حیا حقیقت میں حفاظت ہے فطری قوت خواہش
نفسانی کی۔ خواہش نفسانی کے بارے میں عموماً لوگ غلطی کرتے ہیں اور سمجھتے
ہیں کہ یہ قوت فی نفسہٖ معیوب ہے قابل حقارت و نفرت اور حیا اس حقارت و
نفرت کا اظہار ہے اور اسی خیال سے ہر مذہب میں کتنے لوگ زہد اختیار
کر لیتے ہیں جو شادی بیاہ کچھ نہیں کرتے مگر غور سے دیکھا جائے تو خواہش نفسانی
کی قوت تمام فطری قوتوں کی سرتاج اور سب میں شریف تر اور بزرگ تر ہے
اس لئے کہ اور قوتیں انسان کی خادم اور اس کے لئے ذریعۂ راحت ہیں اور

---

[1] اگر تو خدا کو نہیں دیکھتا تو نہ سہی لیکن وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔"

خواہش نفسانی کی قوت حیوانات کی پیدائش کا ذریعہ یعنی بطور ظاہر انسان کے
پیدا کرنے والی ہے یا یوں کہو کہ اشرف المخلوقات کو عدم سے وجود کرتی ہے۔ جیا
کہ خواہش نفسانی کو ذلیل بنایا جاتا ہے جس میں اس کی عزت اور قدر و قیمت کی لیا
ہے۔ بیش قیمت جوہر کی مٹی پلید کی جاتی ہے زندگی کی۔

گر توانم یکے روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

نباتات اور حیوانات میں اور بعض اعتبارات سے انسان میں بھی داخل حیوانات کا
خداوند تعالیٰ نے یہ خاصہ رکھا ہے کہ اس میں اس کی شکل پر پہنچ کر ایک مادہ پیدا ہوتا
ہے جو نسل آئندہ کا ملکہ قرار پاتا ہے۔ یہ مادہ نباتات کے تعلق سے تخم یا بیج اور
حیوانات کے تعلق سے نطفہ کہلاتا ہے اور یہی نسل آئندہ کا خاکہ ہے۔ جس طرح
خاکہ رنگ بھرنے اور چند خط لگانے سے پوری تصویر بن جاتا ہے اسی طرح
تخم اور نطفہ چند بالائی اعمال کے انضمام سے بیٹے ہو گئے نباتات اور حیوانات
کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اعمال بالائی میں عمدہ اور ضروری تو انسان کے بس کے نہیں
بعض ہی کرتا ہے کچھ اوپری اور سرسری قسم کے آدمی انجام دیتا ہے جیسے تخم کے لئے
زمین کا جوتنا بونا کھاد دینا سینچنا۔ نطفے کو عورت کے رحم میں داخل کرنا بس اسی
تعلق سے آدمی کو شرارت کا موقع ملتا ہے اور وہ طرح طرح کی بدکرداریوں سے
یا تو سرے سے نطفے ہی کو تباہ کر دیتا ہے کہ اس میں تولید نسل کی قابلیت باقی
نہیں رہتی یا اس کو ضائع کرتا ہے ہر حالت میں ابطال حکمت الٰہی کا مجرم ثابت
ہوتا ہے اور افزائش نسل آدم کا مخالف۔ حکومت کی جا عالیہ نے اس مضمون کو

ایسا طیر قلم بنا دیا ہے کہ اس مضمون پر لکھتے ہوئے آپ ہی آپ لاجواب ہونا پڑتا ہے ؏

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ہم نے جھوٹی شرم کی کچھ پروا نہ کی ؏

در طلب کردن حقیقت کار　　　از خدا شرم دار شرم مدار

بلا خوف لومۃ لائم کے جو کہنا چاہیے تھا اس کے کہنے میں ہم کو پبلک سے کسی معذرت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سمجھدار آدمی کو اپنا بچپنا اپنی جوانی اور اُن میں جو خطرات پیش آتے ہیں سب یاد رہتے ہیں اور جو لوگ ان منزلوں میں چل رہے ہیں اُن کو بھی قدم قدم پر ٹھوکریں لگ رہی ہیں۔ راستہ اندھیرا گھپ ہے، اُس میں چراغ دکھلا دینا اور کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتلا دینا گناہ ہے؟ بلکہ لوگوں کو یہ افسوس کرنا چاہیے کہ ایسی کتاب برسوں پہلے کیوں نہ لکھی گئی کہ ہزارہا مخلوق خدا علانیہ اس تنگی میں یوں اُلٹی چھری سے ذبح نہ ہوتی۔ ایسی کتاب وہی لکھے گا جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا جس کا دل انسان کی تکالیف اور مصیبت سے کڑھتا ہوگا جس کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی ہوگی۔ ایسی کتاب لکھنے والے کو پہلے سے سمجھ لینا چاہیے کہ اُس پر چو طرف سے بوچھاڑ ہوگی۔ ہوا کرے۔ جو لوگ خدا سے نڈر ہیں اُس کے حکموں کے خلاف کرنے میں اُن کو ذرا باک نہ ہو اگر کچھ پروا نہ کریں تو میں کس شمار قطار میں ہوں ؏ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے +

اِن کتابوں کو دل لگا کر کون پڑھے گا! ناول جن میں عاشق و معشوق کا چٹخارہ ہے ۔ ناز و نیاز ۔ اشارہ ۔ ہجر یار کی تڑپ اور بیقراری ہے لذت وصال یار کی انجام

عمل میں کوئی بھولا بھٹکا ان نصیحتوں پر عمل نہ کرے کوئی خفیف نہیں ہے نہ جب دل میں لگ کر ہے تو مت نصیحت و علم وہ بھی خاک ہے۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند

جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

الحق مرٌّ ولو کان مُرّاً ع کردار وے نیست داغ مرض چہ جا کر دیکھیے کہ جب کتنا دین کتنے لوگ جمع ہوتے ہیں اور سنتے ہیں کتنے نہیں سنتے اور خود میں رکھتے یہی حال اس کتاب کا ہے۔ میں نے دو کتابیں ساتھ ساتھ لکھیں ایک اقبال دلہن جو عورتوں کے لئے ایک نصیحت آمیز قصہ کہانی تھی اور دوسری حرز نقصان۔

اقبال دلہن کے تو سیکڑوں بلکہ ہزاروں عاشق نکل آئے اس کی ہزاروں جلدیں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں لیکن بے چاری حرز نقصان کو کسی نے بھی نہ پوچھا جانے گو انہوں نے ناک بھوں چڑھا کر ڈال دیا اور یہی حال اس کتاب کا ہوگا لیکن ہوا کرے ہم اپنے کرنے کی کیے جائیں گے ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوے می کنم۔

اقبال دلہن کو چھوڑئے اگر میں کوئی عشقیہ نظم کی مثنوی لکھ دیتا یا ایک تھیٹر کا ڈراما لکھ تو گو عاقبت میری خراب ہوتی مگر دنیا میں تو ضرور واہ واہ ہو جاتی اور ایڈیشن پر ایڈیشن نکل جاتے ہم کو اپنی قوم کے نونہالوں کی حالت پر افسوس آتا ہے رباعی

اہل غفلت کو باخبر کرتے ہیں   تاثیر دہر سے کو اثر کرتے ہیں

اظہار حق کریں لے عارف   اس عہد میں عیب کو ہنر کہتے ہیں

ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ تباہ ہو رہے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے کانوں میں ایسی

سلہ سچی بات کڑوی ہی لگتی ہے خواہ دوسری جیسی اچھی کیوں نہ ہو۔

بعض مثالیں ہیں جن کا جاننا اُن کو ضرور ہے کہ اُن کی خاطر ہم کو گالیاں ملیں وہ ہم کو بھولوں گے
جھڑکیں - لوگ ہمیں برا کہیں گر ہم برا نہیں مانتے ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

اگر ہماری اس ہیچ پکار اور رو دیا سے ایک فرد بشر بھی دوزخ کے راستے سے
پلٹ گیا تو ہماری محنت وصول ہوئی اور اپنے پندار میں ہم بڑے خوش نصیب ٹھیرے
اس میں شک نہیں کہ روپیہ کے بغیر کچھ کام نہیں ہو سکتا لیکن اس قسم کے کاموں میں
روپیہ کہاں ع چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں + اگر روپیہ کی طمع ہوتی تو ہم کوئی
اخبار جاری کرتے کوئی رسالہ نکالتے کوئی بچوں کی کتابیں اور ناول لکھتے - یہ تو صرف خدا کی راہ
کا کام ہے الحلیس - اللہ ہی کا نام لے کر شروع کیا ہے اور وہی پورا بھی کرے گا -
ہماری شرم اسی کے ہاتھ ہے - لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا[1]
خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مختلف احکام بیان فرمائے ہیں - کچھ روحانی
ہیں کچھ اخلاقی ہیں کچھ ہمارے جسمانی قوی کی رکھ تھام کے متعلق ہیں - حکم سب اُسی کے
ہیں اور سب یکساں ہیں - اگر ہم ہمارے نفسانی خواہشوں کے احکام کی درستی سے
پابجائی کریں تو اخلاقی فرائض میں اور ان میں کیا فرق ہے - کچھ بھی نہیں جیسے اور
احکام کی تعمیل فرض ہے ویسے ہی اس کی بھی ہے - اللہ تعالیٰ نے کون سی بات
چھوڑ دی ہے جو دیکھئے کلام اللہ میں موجود ہے - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کلام مجید کی آیتیں عورت مردوں بوڑھوں بچے لڑکیوں سب کے سامنے پڑھتے تھے

[1] ہمارا مقصود تم سے کسی قسم کا بدلہ یا شکریہ پانے کا نہیں ہے ۱۲

صورت اسلام عام حتی نہ خاص اُس مین انسان کی ولادت کا حال غسل موجود ہے
کہ انسان کیونکر پیدا ہوا۔ زانی مرد و زانیہ کے احکام حیض و نفاس۔ غسل جنابت۔ مقاربت
سبھی کچھ ہے اور نہ بان ہی کلام الٰہی کی ہر باتی جو اُن کی ہماری زبان ہی تھی بیسیوں
احادیث موجود ہین جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی قسم کی مروی ہین لیکن
اُس وقت نہ کسی کو شرم آئی نہ اعتراض کیا۔ زناکاری کی سزا کیسی سخت کلام مجید
مین ہے اور زانی اور زانیہ کے متعلق بہ مقابلہ دوسرے گناہون کے کیسے سخت
اور عبرتناک احکام ہین۔ ہماری نظرون سے ایسے لڑکے گزرتے ہین جن کو جوانی مین
گھن لگ گیا ہے اُن کا رنگ جیسا دھوبا کپڑا خون کا نام نہین آنکھین ہین کہ اندر گھسی
ہوئی گڑگڑا کر رہی ہین جسم پر بوٹی نہین پھونک مارو تو اُڑ جائین۔ جوانی اور ڈھیلا ڈھالا
اُن کی صورت خود اُن کی بیماری اُن کے اخلاق کی تباہی اُن کے قواے جسمانی
کی بربادی اُن کے بیچارے بتلا رہی ہے کہ کیا حال ہو گیا۔ پاکبازی اور نیک نہادی کا
تو خاتمہ پہلے ہی ہو چکا اب خود اُن کی باری ہے ع گر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند
جب اُن کی نیک بخت بیویون اور اُن کے معصوم بچون کی واویلا و فغان کی آواز
ہمارے کانون مین آتی ہے جو ان نادان ناعاقبت اندیشون کی خطاکاری کا نشانہ
بنے ہین تو ہمارا دل لرزتا ہے۔ کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ یہ مثالین دیکھ کر بھی اگر ہم نہ سنبھلین
اور دیکھین کہ ہم اپنے کیے کی سزا کس بری طرح اس دنیا مین بھگت رہے ہین۔
جو لوگ روز دیکھ رہے ہین کہ ہماری کرتوت کی کیسی سخت سزا ہمین بارگاہ خداوندی سے ملتی
ہے پھر ان کو کون روکتا ہے نہ کہ ان کو کچھ صرف خوف خدا سے محض بلحاظ ہماری
خیرخواہی اور ہمدردی کے ہم کو ایسی باتین سنا کر ہم کو نشیب و فراز سمجھانے تا کہ ہم کو بھی تو

سے روکنا چاہتے ہیں۔ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ پ۷ انعام۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور یقیناً اُسکی شریعت غرا کا کوئی حکم ناپاکی کا شائبہ بھی نہیں رکھتا۔ اگر اُس کے پاک احکام میں اپنے ناپاک خیالات ملا کر اُسے خراب کریں تو خطا و قصور ہمارا ہے نہ کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ جل جلالہ کا۔ ہماری قوت واہمہ کے متعلق استعمال کا منشا بالکل پاک صاف ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارا خیال بھی ویسا ہی پاک و صاف نہ ہو ہمارا عین فرض اور حق عبودیت ہے کہ ہم اُس کے احکام کو اُسی نظر اُسی نگاہ سے دیکھیں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ہماری قوم ابھی ایسی مکمل باتوں کے لیے تیار نہیں ہے یعنی اس درجہ تہذیب کو نہیں پہنچی ہے لیکن آخر ان میں کب ایسی سمجھ آئے گی اور یہ کب سمجھا سکیں گے۔ اگر اسی انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں تو کچھ بھی نہ ہوگا ؎

ع ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

اب بھی ہمارا ملک سمجھ داروں سے خالی ہے گر اُن کی تعداد کم ہے۔ ہماری کتاب عقد حفظ پر بڑے بڑے لیڈنگ اخبارات نے عمدہ عمدہ ریویو کیے۔ ہندوستان کے نامی گرامی مصنفوں نے اُسے پسند کیا تعریفیں لکھیں اس سے زیادہ مجھے اور کیا توقع ہو سکتی تھی خدا کا شکر ہے کہ یورپ کی طرح ابھی یہاں زناکاری کا بازار گرم ہے نہ یہاں شراب خواری کی وہ بھرمار ہے انگریزی تعلیم ساتھ ساتھ ہے جس کی بھی ترقی ہو رہی ہے لیکن کچھ تو اس وجہ سے کہ ابھی بچہ ہے منہ سے الفاظ

۱؎ (ترجمہ) دونوں فریقوں میں سے کونسا (فریق) امن (و اطمینان) سے رہنے کا زیادہ مستحق ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو تم آپ ہی سمجھ لو ۱۲

باقی مین اُن کی شاعری کمل کھینچنے کا موقع نہین اور کچھ اس وجہ سے کہ مستورات
مین پردہ کا رواج قائم ہے ہندوستان ابھی اِس کا بُرا اثر نہین ہوا - پردہ کو
مانع ترقی سمجھ کر عورتون نے پڑھنے کا علم لیکن پردے اور بے پردگی مین وہی فرق ہے
کہ جو ایک مقفل اور کھلے صندوق مین ہے ۔ مانا کہ عصمت کا تعلق دل سے ہے
نہ کہ پردے سے لیکن پردہ ایک روک تو ضرور ہے - مثلاً آپ ایک ہزار روپیہ کا نوٹ
کھلے صندوق مین رکھ دین اور قفل نہ لگائین تو چور کے لئے اُس کا اُڑا لینا ضرور
اس سے تو آسان ہے کہ وہ قفل توڑے یا کنجی بنوائے جب کبھی صندوق کو
وہ نہ کھلے صندوق مین سے چوری کرنے کو ذرا بھی پیش و پیش نہ ہوگا اور بند صندوق مین سے کوئی
کوئی چیز نکالنا اور ہے وہ اسی طرح عورت کا عالم یہ بے پردہ عورتین تجربے سے ہین اور پردہ والی
بیویون کی عصمت کو بھی ہے چنانچہ اُس کی بڑی دلیل ہندوستان اور یورپ
کی موجودہ حالت ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
آخر مین یہ دعا ہے کہ اے پروردگار عالم جس نے ہماری پہلی کتاب کو درجۂ قبولیت
بخشا ہے کیون کہ بدون اُس مسبب الاسباب کے حکم کے ایک ذرہ جنبش نہین کر سکتا
بلکہ سب کچھ اسی کے دست قدرت مین ہے - انسان بے چارہ بے بس و ناچار ہے
اس کتاب کے پراگندہ اوراق کو جو تیرے مبارک نام سے شروع اور تیرے ہی مبارک نام
پر ختم کئے گئے ہین برکت دے اور اُن نوجوانون کیلئے جن پر ہماری قوم کی آنکھین لگی ہوئی
ہین جو ہماری قوم کی نہ صرف زمانہ حال کی دھن دولت اور امید گاہ ہین - اَلْمَالُ[1] وَ
وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مجمع بلکہ آیندہ آنے والی نسل کے بھی

[1] مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے بناؤ سنگار ہین ۔

جو وہی ناخدا ہیں۔ بکارآمد اور مفید بنا۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زان کہ من بندۂ گنہگارم

تکسور (ملاقہ) حیدرآباد دکن
یکم مئی ۱۹۱۱ء

اَلْمُفْتَقِرُ الرَّاجِیْ اِلَی اللّٰہِ الصَّمَدْ

بشیر الدین احمد

وَفَّقَہُ اللّٰہُ النَّزَّ وَدَنِعَدْ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب پہلا

سرمایۂ زندگی

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ

کہنے کو لوگ کہیں کہ اگلے زمانے میں یوں تھا ووں تھا مارنے والے کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے مگر کہنے والے کی زبان کون پکڑ سکتا ہے۔ لیکن سچ پوچھئے تو زمانہ نے وہ ترقی کی ہے کہ فی زمانہ دنیا اس عروج و کمال پر پہنچ گئی ہے کہ جس کی نظیر گزشتہ زمانے میں ملنا محال ہے۔ انسان کے آرام و آسائش و تفریح طبع کے لئے کبھی بھی اس کثرت سے اور ایسے عمدہ سامان موجود نہ تھے جو آج ہم کو بہ آسانی

؎ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جو یہاں بوؤ گے وہاں پاؤ گے ۱۲

میسر ہین۔ سارے جہان کے میوہ جات۔ تمام ملکون کی پیداوار غرض دنیا کی کل
کائنات جس بافراط سے آج انسان کے قدمون تلے دھری ہے پہلے اُس کا
وہم وگمان بھی نہین ہوسکتا تھا ع شکر نعمتہا ے تو چندان کہ نعمتہا ے تو +
عمدہ عمدہ کتابین اور موثر و مفید ذرائع جو آج ہم کو میسر ہین کب موجود تھے مدارس
کالج۔ یونیورسٹیان انواع و اقسام کے تعلیمی انسٹیٹیوشن اور درس گاہین آج غریب
امیر سب کے لئے یکسان کھلی ہوئی ہین بعینہ یہی حال تجارتی کاروبار اور ہر قسم کے
پیشہ ورون کا ہے گو پہلے بھی تجارت اور صنعت و حرفت تھی لیکن جس سلیقے اور
عمدگی اور افراط سے اب ہے پہلے کب تھی غرض خدا کی دی ہوئی نعمتین جو ہر طرف
انسان کے لئے موجود ہین اُن کے حاصل کرنے کے لئے ہر طرف کوشش
ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ دنیا مین ہمیشہ "طاقت" کی مانگ رہی ہے
سلطنتون کی قوت اور استحکام کا اندازہ بھی اُن کی فوج کی تعداد سے لگایا جاتا ہے
وحشی اور غیر مہذب قومین بھی اپنے مین سے جسے قوی ہیکل اور توانا پاتی تھین
اُسے ہی اپنا سردار بنا لیتی تھین مہذب اقوام مین سرگردگی کے لئے تن و توش
نہین دیکھا جاتا تھا بلکہ عقل و ہوش معیار قرار دیا گیا ہے لیکن یہ بھی تو ہے جسمانی
کی بہت قدر کی جاتی ہے جب ہی تو تمام تعلیمی انسٹیٹیوشنون اور سوسائیٹیون مین
ورزش کے ذرائع کا نہایت شد و مد سے اہتمام کیا جاتا ہے اور یون ہی جسے دیکھو
جسمانی ورزش کرکٹ۔ ٹینس۔ گالف۔ بائیسکل کا دلدادہ ہے جس کا ظاہری نتیجہ
یہ ہے کہ انسان قوی ہیکل اور مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے اُس کی جسمانی طاقت اُنکو
زیادہ متحمل محنت کش اور سختیان اُٹھانے کے قابل بناتی ہے۔ اوسط اعلا پیمانہ

ہے بیماریاں پاس کم پھٹکتی ہیں اور تب انسان وہ وہ کام کر سکتا ہے کہ جو آج تک
اُس نے کبھی نہیں کئے تھے۔ انسان جس کسی پیشہ میں ہی ہو خواہ وہ کاروبار
کے متعلق ہو یا پیشہ کی طاقت ہر جگہ کام آتی ہے اُس کو بھی جسمانی قوی کی طرف
سے کبھی تغافل نہیں کرنا چاہئے ع تندرستی ہزار نعمت ہے۔

جسے تندرستی نصیب نہیں وہ کیا کر سکتا ہے۔ کمزور اور نحیف الجثہ بمقابلہ تندرست
و توانا کے ہمیشہ پیچھا رہے گا۔ اگرچہ قوت جسمانی انسان کے لئے ایک عمدہ بنیاد
ہے لیکن جس چیز نے انسان کو ساری مخلوقات پر برتری دی ہے اور جس کی وجہ سے
وہ اشرف المخلوقات کے درجے پر پہنچا ہے وہ اور ہی بات ہے۔ انسان سے
تو بعض بعض جانور زیادہ طاقت ور ہیں۔ بیل ہی کو دیکھو کہ وہ انسان سے زیادہ بارکش ہے
پرند جانور کس آسانی سے اُڑتے پھرتے ہیں بھلا انسان کی وہاں تک رسائی کب ہے۔
عقاب کی نظر انسان سے کہیں تیز ہے۔ شہد کی مکھی محنت میں انسان سے
بڑھی ہوئی ہے اور ایک ذرا سی چیونٹی لگاتار محنت اور استقلال میں انسان سے
بدرجہا افضل ہے۔ انسان کی کل تصویر اگر دیکھنی ہے تو یہ ہے کہ نوجوان۔ طاقتور
تن تندرست اور توانا ہو جس کے چہرے سے تروتازگی ٹپکتی ہو اور جس کی ظاہری
حالت سے ایک بڑی عمر تک پہنچنے کی امید ہو اور جب تک زندہ رہے محنتی اور
کام کاج کا آدمی نظر آئے۔ جوان آدمی چوڑے چکلے سینے کا جس کے ہاتھ پاؤں
گٹھے کسائے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں جس کے چہرے اور فراخ پیشانی سے
آثار متانت ٹپکتے ہوں یہی اصلی نمونہ ایک کامل اور بے روگ انسان کا ہے۔
انسان کے لئے جو سرمایہ ناز و امتیاز ہے جس کی وجہ سے وہ فرشتوں پر سبقت لے گیا

اور خدا کے بعد کا درجہ حاصل کیا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی شکل پر پیدا
کیا ہے۔ خدا نے اُسے عقل، اخلاق، احساس، روحانی قوت دی۔ یہی چیزیں
ہیں جس نے اُسے تمام مخلوقات عالم پر برتری دی ہے۔ اگر یہ صفات اُس میں نہ ہوں
تو وہ کبھی تمام مخلوقات عالم پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ ان ہی صفات
عقلی و اخلاقی و روحانی کے سبب سے وہ سب کا سردار بن گیا ہے اور یہی ایسی باتیں
ہیں کہ کوئی نہ اُس کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ اُس کے قبضۂ قدرت سے
نکل سکتا ہے۔ انسان کی بہترین نشوونما انہیں قوائے سہ گانہ یعنی جسمانی و عقلی
و روحانی کی یکساں ترقی پر موقوف ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو نقصان پہنچا
تو لامحالہ بقیہ دونوں یا ایک قوت کو بھی ساتھ ہی ساتھ ضرور نقصان پہنچے گا۔
اگر قوائے عقلی و اخلاقی سے تغافل کر کے صرف جسمانی قوت کی خبرگیری کی جائے
تو گویا انسان نے قوائے بہیمیہ کی پرداخت کی اور اگر کوئی ایسی حرکت کی جائے
کہ جس سے قوائے جسمانی کو نقصان پہنچے تو لامحالہ عقلی و اخلاقی قویٰ کی بنیاد
بنیاد کھوکھلی ہو جائے گی۔ اگر کسی لڑکے نے استمنا کی عادت بد اختیار کر لی یا
کوئی جوان آدمی بدعادتوں میں پھنس گیا تو علاوہ قویٰ کے ذخیرہ کو نقصان پہنچانے
کی اُس کی غلط کاری کا نتیجہ اور اُس کی اخلاقی گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔ سب سے
پہلے اخلاق کی تباہی شروع ہوتی ہے اور لڑکوں میں والدین کی نافرمانی۔ اللہ
تعالیٰ سے برگشتگی۔ کلام الٰہی کی بے وقعتی اور تمام بھلائیوں سے تنفر پیدا ہو جاتا
ہے۔ ایسی حرکات کے آخری نتائج اُس کی قوائے عقلی کی کمزوری ہوتے ہیں
اور اگر وہ ان حرکات و گناہوں کے کرنے میں مداومت کرے تو مجہول بنا۔

کاہلی اور سستی یا دیوانگی ذل کا ہوتا ہے۔ انسان کو جو اللہ تعالیٰ نے قوائے
شہوانی عطا فرمائے ہیں یہ اس کی حکمت بالغہ اور بے نظیر دانشمندی کی دلیل ہے اور قوائے
شہوانی کا استعمال جب تک اس منشا کے موافق کیا جاوے جو کہ خداوند تعالیٰ کا مقصود
ہے تو وہ ایک پاک اور بہتر فعل ہے اور جہاں اس مقصد سے سر مو تجاوز کیا
گیا بس وہیں بجائے ایک نعمت عظمیٰ کے یہی قوت عذاب جان ہو جاتی ہے
خدا نے ہم کو اعلیٰ درجہ کی پاک اخلاق اور دانشمندانہ زندگی بسر کرنے کے لیے
پیدا کیا ہے۔ پس اگر کبھی قوائے اسفل میں لغزش نظر آئے تو ضرور ہے کہ اعلیٰ
درجہ کی قوی یعنی دل و دماغ سے مدد لی جاوے کیونکہ خدا نے ہم کو یہ دونوں
چیزیں اسی واسطے دی ہیں کہ ان کی مدد سے ہم قوائے شہوانی کو مغلوب کر سکیں
چند سال ہوئے کہ نیویارک کے مشہور ڈاکٹر پارکر نے ایک مجلس وعظ میں ہمارے
اس خیال کی توضیح نہایت عمدگی سے کی تھی۔ انسان کے جسم کی بناوٹ میں
اس کو انہوں نے ایک قلعہ کے بالا حصار سے تشبیہ دی جہاں سے اس کا مالک اپنے
وسیع مقبوضات پر نظر ڈالتا ہے۔ جسم کا بالائی حصہ یعنی سینہ گویا اس محل میں رہنے کا
کمرہ ہے جہاں گھر کے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ معدہ باورچی خانہ ہے جہاں جسم
کی پرورش اور توانائی پہنچانے کے لئے غذا تیار کی جاتی ہے اور اسفل حصہ
جسم کا گویا حمام اور دوسری حوائج ضروریہ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ انسان کی
روح رواں بالائی حصہ میں حکمران رہتی ہے اور اسی کو سیٹ آف گورنمنٹ
یعنی دار الحکومت سمجھنا چاہئے اسفل حصہ جسم کا جو گندے اجزائے پُر ہے اس قابل
نہیں ہے کہ وہ حکومت کی برتری حاصل کر سکے لیکن اکثر معاملہ برعکس نظر آتا ہے

کہ انسان اپنی اخلاقی اور دماغی قویٰ کو اپنے شہوانی قویٰ کے محکوم کر دیتا ہے۔

ہمارے اس بیان سے صاف طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ قوائے جسمانی کی بربادی کبھی ممکن نہیں ہے جب تک کہ قوائے عقل و اخلاق کو اُن کے اصل درجے سے گرا نہ دیا جائے اور بجائے اِس کے کہ قوائے عقل اور اخلاق کا غلبہ ہو اُن کو محکوم قوائے شہوانی کا نہ بنا دیا جائے جس شخص نے اپنے اخلاق کو درست رکھا ہے اور اُس کی عقل ٹھکانے سے ہے اور یہ دونوں قویٰ اُس میں مستحکم اور برسرِ کار ہیں تو ضرور ہے کہ وہ شہوانی قویٰ کے غلبہ سے محفوظ رہے گا اور اُس کا انجام بخیر ہوگا۔

دوسرا باب

تزکیۂ نفس

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ نحل

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

سب سے بڑا جوہر انسان کا تقویٰ ہے جو ہر نوجوان آدمی کے پیش نظر رہنا چاہیے

لہ اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا قرابت داروں کو دینے کا اور بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں سے اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے تم لوگوں کو ایسی نصیحتیں کرتا ہے تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو ۱۲

جو اس پر کاربند ہوگا اُس کی تمام مشکلات آسان ہو جاینگی - دنیا مین جو شخص تندرست
اور توانا ہے ضرور ہے کہ اُس مین خواہشات نفسانی بھی اُسی مناسبت سے قوی ہون
لیکن اگر یہ قوی بے روک ٹوک چھوڑ دے جاین تو بڑا مفسدہ ہے بلکہ ضرور ہے کہ
اُن کو مغلوب کرکے اُسی اسفل درجہ مین رکھا جاے جس کے لیے وہ موزون ہین
اور اس کے لیے لازم ہے کہ ایسے شخص کے اصول زندگی ایک مستحکم اصول پر قائم
ہون اور وہ اپنے قواے نفس پر پوری طرح قادر ہو - خداوند تعالی نے جو قواے
شہوانی ہم کو دیے ہین نعوذ باللہ اس مین کسی قسم کی غلطی نہین ہے کیونکہ جتنے بڑے
بڑے آدمی آج تک گزرے ہین اُن سب مین علی وجہ الکمال یہ قوت موجود تھی اگر
یہ نہ ہوتو انسان کمینہ - دون ہمت - کم ہمت - خود غرض - رذیل - اپنے ہم جنسون سے
بیگانہ اور عورتون سے متنفر ہو جاے گا - اگر انسان مین مردمی کا جوہر نہ ہوتا تو انسان
مین ہمدردی کی صفت کبھی پیدا نہ ہوتی اور نہ وہ کبھی ایسے تعلقات کے مین پھنستا
جن سے ایک کنبے اور قبیلے کی نگہداشت یا بال بچون کی پرداخت کی ذمہ داری عاید
ہوتی - اگر جسم انسانی مین یہ تحریک نہ ہوتی تو مرد کبھی عورت کی طرف رخ نہ کرتا نہ ملنساری
رکھتا - خوش خلقی اور تواضع سے پیش آتا - اگر یہ جوہر حد اعتدال پر رہے اور انسان
اس پر قابو رکھے تو پھر دیکھئے کہ وہ کیسا شریف المزاج اور ہمدرد ہوتا ہے - مردمی ہی ایسا
جوہر ہے جو انسان کے دل مین اعلی اور شریفانہ خیالات پیدا کرتا ہے - نمونتاً
ہیجڑون کو دیکھو جو اس قوت کو ضایع کر دیتے ہین کہ وہ دنی الطبع - نامرد - بزدل اور
ناکارہ محض ہو جاتے ہین دنیا اُن کے لئے اور وہ دنیا کے لئے بے کار محض
ہین اُن پر کیسی پھٹکار رہتی ہے جہان جاتے ہین وہین سے دھتکارے جاتے

ہین۔اگر کوئی شخص اپنی خواہشات نفسانی کو اپنے قابو مین نہین رکھ سکتا تو اپنے حق
مین کانٹے بوتا ہے۔خواہشات نفسانی کو دبائے رکھنا ہی بڑی ہمت کا کام ہے
اس مین شک نہین کہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے اور اشکال کا بدیہی ثبوت یہ ہے
کہ ہزارہا آدمی نفس سرکش وغیرہ کے غلام بنے ہوئے ہین ؎

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

جو بندۂ نفس ہین ممکن ہے کہ بعض قوتون کے اعتبار سے وہ کامیاب ہون لیکن
اس خصوص مین تو سراسر وہ دست و پا شکستہ ہین۔سکندر اعظم اس خیال سے روتا
تھا کہ اب کوئی ملک فتح کرنے کے لئے باقی نہ رہا تھا لیکن افسوس ہے کہ وہ خود اپنے
آپ پر فتح نہ پاسکا نپولین نے سارے یورپ کو ہلا رکھا تھا لیکن اُسکا چال چلن دیکھو
تو وہ خود ناممکن الحصول اولوالعزمی کا غلام تھا۔گو دنیا مین لاکھون آدمی ان کے تابع
فرمان تھے لیکن ایک اپنے نفس سرکش کو مطیع نہ کرسکے۔بڈل نامی فرانس کا
ایک شخص شیرون کے سدھانے مین مشہور تھا جس کو ایسا کمال تھا کہ جنگل سے
تازہ پکڑے ہوئے شیرون کے پنجرے مین بے دھڑک گھس جاتا تھا اُسکا مقولہ
تھا کہ "یہ وحشی درندے مجھ سے اس واسطے ڈرتے ہین کہ وہ دیکھتے ہین کہ مین
اُن سے نہین ڈرتا۔مجھے اُن پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ پہلے مین
اپنے نفس پر غلبہ حاصل کرون"۔خوب یاد رکھو کہ جو شخص اپنے جسم کو پاک رکھنا چاہتا
ہے اور اپنی زندگی نیکی سے بسر کرنا چاہتا ہے جب تک اُس کے خیالات اُس کی
زبان اُس کا تصور اور اُس کا دل بُری باتون سے پاک نہ ہو وہ کبھی اپنے اس ارادے

میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ سچ ہے کہ کوئی شخص اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا
کہ اُس کے دل میں وسوسۂ شیطانی کا گزر نہ ہو لیکن اگر وہ ایسے خیالات کو اپنے
دل میں جگہ دے تو یقیناً بڑی غلطی کرتا ہے۔ بُرے خیالات دل میں ایسے
نامعلوم طور پر داخل ہوتے ہیں جیسے کہ امراض متعدی کے Germ (چھوٹے چھوٹے
کیڑے) کہ جو غذا اور سانس کے ساتھ ہمارے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر جسم تندرست
اور توانا اور بیماریوں سے پاک ہے اور طبیعت قوی ہے تو ایسے جرم نشوونما نہیں
پاتے بلکہ طبیعت خود اُن کو دفع کر دیتی ہے لیکن جہاں خود جسم روگیلا ہے تو ان ہی
کیڑوں کے مزاج کے موافق جگہ مل جاتی ہے اور یہ فوراً جگہ پکڑ لیتے ہیں اور رفتہ
رفتہ پھیل کر بالآخر موت کا باعث ہوتے ہیں۔ امراض کے جرم سے تو کوئی بھی محفوظ
نہیں رہ سکتا ہے نہ اُن کی روک تھام کسی کے اختیار میں ہے لیکن طبیعت اگر مضبوط
ہے تو نہ پنپ سکتے ہیں۔ اس سے بھی صاف اور ایک مثال میں بیان کرتا
ہوں ہر قسم کی زمین میں خود رو طور پر گھاس پیدا ہو جاتی ہے لیکن کیا اس کا الزام
کاشتکار پر ہو گا کہ اُس کے کھیت میں ایسی بے کار گھاس کیوں اُگی لیکن اگر وہ
کھیت کو اس فضول گھاس سے پاک نہ کرے اور وہ اپنی غفلت سے اُسے بڑھنے
دے تو ضرور وہ ایک نا قابل کاشتکار کہلائے گا گھاس کے پنپ جانے سے
یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین خوب طاقتور ہے لیکن جب فصل کے درو کا وقت
آئے گا تو غلہ کام آئے گا یا یہ بے کار گھاس پات۔ پس محض خیالات خام کا
دل میں آنا تو چنداں اندیشے کی بات نہیں ہے لیکن اُن کا دل میں اتنی مدت
تک جگہ دینا کہ اُن سے دوسرے اسی قسم کے خیالات آنے کے لئے رستہ

کھلے بہت خطرناک ہے کیونکہ ایسے خیالات کے جاگزین ہونے سے شہوانی
خیالات فاسدہ دل میں جگہ کر جاتے ہیں جن کا نتیجہ گناہوں کا ارتکاب ہے ؎

تن اوجلا من میلا بگلا جیسے بھیس
ہم سے تو کاگا بھلے کہ باہر بھیتر ایک

انسان کا جسم اور اُس کی زندگی پاک رہنے کے لئے خیالات کا پاک ہونا
ضروری ہے - میری رائے میں انسان کے خیالات کو کسی چیز سے ایسا بھاری نقصان
نہیں پونہچتا جیسا کہ ناپاک کتابوں کے پڑھنے سے یہاں حشرات الارض کی
طرح سیکڑوں بلکہ ہزاروں اس قسم کی کتابیں نکل چلی آتی ہیں - پڑھنے والے کو ان
میں دل لگتا ہے اور مزہ ملتا ہے کیونکہ وہ خیالات عیاشی کی موک رہتی ہیں
اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چپکے چپکے وہ خیالات کو برباد کرتی جاتی ہیں بُرے بُرے
تصورات ہر وقت پیش نظر رہتے ہیں نیکی کے خیالات کو اندر کے ہرتن او بھی
کی حالت ڈال دیتی ہیں ایسی مخرب اخلاق کتابیں کھلے خزانے بڑے بڑے
گھرانوں میں پڑھی جاتی ہیں جن کا بہت بُرا اثر اخلاق پر پڑتا ہے جس ناول کو
دیکھو اُس میں عشق بازی وصال اور ہجر یار کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ دل
لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور مصداق ہر دو بستان یاد دلاتی ان ایک قسم کا جوش
قوائے شہوانی میں پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ایک عام قاعدہ مقرر کر دینا چاہیے
کہ مرد ہو یا عورت پچیس سال کی عمر کے اوپر کبھی ناول کو نہ چھوئے اول تو انسان
کی زندگی خود تھوڑی سی ہے پھر ہزار ہا کتابیں اخلاق لٹریچر کی عمدہ سے عمدہ موجود ہیں
اور ہم کو بہت کچھ سیکھنا ہے جس کے لئے ہم کو کافی وقت نہیں مل سکتا پس وہ

کوئی ہمیشہ کا اوندھا ہوگا جو اپنی اوقات عزیز کو ایسی مزخرفات کتابون کے دیکھنے
مین برباد کرنا پسند کرے گا اور جب تک اُس نے کافی ڈھنگ کا حصول علم اور ضروری
معلومات کے فراہم کرنے مین حاصل نہ کر لیا ہو اور اُس نے خود اپنی زندگی کے لئے
ایک مستحکم اور باقاعدہ پختہ بنا نہ ڈالا ہو ایسی کتابون کا دیکھنا سم قاتل ہے چاہیے
کہ اوائل زندگی مین جب کہ انسان کے چال چلن کی بنیاد پڑنے کا وقت ہے
عمدہ اور مصلح اخلاق و عادات کتابون کا ایسے اہتمام سے مطالعہ کیا جاے کہ
اُسکا چسکا پڑ جاے اور اگر کہین شروع ہی سے ناولون کی طرف رخ کیا تو یاد رہے
کہ پھر تمام عمر ان کتابون کے پڑھنے کی طرف رغبت نہ ہوگی اور نہ کبھی دل لگے گا۔
ہم کو ہر طرح سے اپنے دل اور خیالات کو بہت پاک رکھنا لازم ہے۔ گندی
تصویرون سے اس طرح دور بھاگو جیسے کہ چیچک یا دوسرے امراض متعدی سے
الگ تھلگ رہتے ہو۔ اس قسم کی تصویرون کا اثر بہت ہی ناپاک اور گندہ
اور برباد کن ہوتا ہے۔ ایسی بُری تصویرون کے دیکھنے سے آدمی کو حرام کاری زنا
اور دوسرے افعال قبیحہ کے کرنے پر آمادگی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہزارہا
شخص ناگفتہ بہ مصائب و امراض مین مبتلا ہو کر پشیمان ہوتے ہین اور اگر تنہا ہی
بھگت کر چھوٹ جاتے تو غنیمت تھا اس تباہی کا اثر اُن کی ناکردہ گناہ اولاد تک
بھی پہونچتا ہے۔ پس ہم کو چاہیے کہ فوراً اس قسم کی کل تصویرین اور فوٹوگراف
جلا دین خواہ وہ کسی نام کی آڑ مین کیون پیش کی گئی ہون مثلاً آرٹ یعنی صنعت
وفن مصوری کا نمونہ لیکن ہین تو وہ برہنہ ہی اور شہوت قواے نفسانی کو ہیجان مین
لاتی ہین اور بُرے اور ناپاک خیالات پیدا کرتی ہین۔ اس قسم کی تصویرین خواہ اخبار

کے مکانوں میں بطور زیبائش لگائی گئی ہوں یا البموں میں ہوں۔ بہرحال کسی شکل
میں ہوں اور کسی جگہ ہوں یک قلم ان کا نیست و نابود کر دینا اُس شخص کا ایک اہم
فریضہ ہے جو اپنی زندگی پاک طرح بسر کرنی چاہتا ہے۔ اگر تم اپنے جسم کو پاک
رکھنا چاہتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ اپنی زبان کو بھی پاک رکھو۔ ناپاک اور رذیل گفتگو
اور بُری چیزیں پیش نظر رکھنے میں کبھی دھوکا نہ کھاؤ اور یاد رکھو کہ یہی بنا ہے عمدہ
اخلاق کے بگڑنے کی۔ بُرے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے صرف ایک ہی
شخص کو نقصان نہیں پہنچتا نہ صرف وہی شخص متاثر ہوتا ہے جو بُرے کلمات
زبان سے نکالتا ہے یا بُرے قصے کہانیاں بیان کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ
وہ بھی برباد ہوتے ہیں جن کے کانوں میں ایسی باتیں پڑتی ہیں۔ زمانہ میں بہت
سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اب پچھتاتے ہیں وہ اُس گھڑی کو نہیں پاتے کہ
جب انہوں نے ایسی تصویر دیکھی تھی جس کا نقش اُن کے دل پر جم گیا آج اگر کوئی
اُس نقش کو اُن کے دل سے مٹا دے تو وہ سیکڑوں روپیہ قربان کرنے کو موجود
ہیں مگر وہ نقش ایسا گہرا جما ہے کہ کسی طرح نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ بھی
ہیں جنہوں نے ایک دفعہ کوئی مبتذل کہانی سُن لی ہے اور وہ واقعہ ہر وقت
اُن کے سامنے موجود ہے کسی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ پس اگر تم ایسی باتوں
سے بچنا چاہتے ہو جو جذبات شہوانی کے محرک ہیں تو تم کو ایسے لوگوں کی صحبت
سے بھاگنا چاہیے جن کے خیالات طرز زندگی اور گفتار شہوت خیز ہوں۔ ہمیشہ ناپاکی
کو نفرت کی نگاہ سے دیکھو اور ایسی باتوں سے بچتے رہو جو نظم میں گندہ ہوں یا خیالات
کو نفرت دلانے والی ہوں یا تصویر میں ذلیل معلوم ہوں شہوت انگیز ناول عشقیہ قصے

شیطانون کی طرف سے۔ اپنے کان بند کرو جو بظاہر نہایت دلچسپ اور شیرین معلوم
ہوتی ہین لیکن سینہ بسینہ دل مین اُتر کر تمھارے خیالات پر زہریلا اثر پیدا کرتی ہین۔ جو
لوگ پاک زندگی بسر کرنا چاہتے ہین اُن کو خوردونوش کا بھی خیال رکھنا چاہیے
کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ جو شخص[1] ناپاک اور مکروہ اشیاء کا استعمال کرین اور باطن ہمیشہ
خون پاک رہے۔ انسان کے اخلاق حسنہ کی بنیاد دل مین ہوتی ہے جو دل نور
ایمان سے منور نہین ہے وہ ہمیشہ خدا سے باغی اور شیطان کی طرف راغب رہتے
ہین اور اس وجہ سے تمام پاک اور شریفانہ خیالات اور خدا ترسی اُن مین باقی نہین
رہتی بہت سے لوگ اس بات کا خیال نہین کرتے کہ وہ دل کہ جس مین خدا کی بات

---

[1] مسلمانون کا اکثر خیال ہے کہ انگریزون کے سور کھانا حلال ہے حالانکہ اُن کی کتابون مین بھی حرام ہے بہت
دوسری بات یہ کہ اس کا نتیجہ بھی بُرا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سنال صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ جو لوگ سور کا گوشت
کھانے کے عادی ہین اُن کے خون مین زہریلا اثر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مختلف قسم کے جلدی
امراض پیدا ہو جاتے ہین خواہ تازہ گوشت کھایا جاوے یا پکا پکایا جو ولایت سے آتا ہے یا کوئی
ایسی چیز سلونی یعنی کہ جس مین اس کی آمیزش ہو بعض لوگ یہ سوال کرتے ہین کہ اگر سور کا
گوشت کھانا مضر صحت ہے تو وہ پیدا ہی کیون کیا گیا۔ سور کوّے۔ گدھ وغیرہ جانورون کی طبع
غلیظ کھاتی ہے اس کی غلاظت ایک غلیظ ہے کہ جو اگر صاف نہ کیا جاوے تو انواع و اقسام کے مرض
پیدا ہو جائین گے۔ بڑے بڑے شہرون مین تمام غلیظ بذریعہ بھنگیون کے باہر شہر
کے گاؤن جاتی ہین جلا دیا جاتا ہے۔ دیہات مین سور اس کام کو کرتے ہین پس دیکھئے دکھاتے طبیعت
کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ وہ جانور کہ جس کی غذا ایسی ناپاک ہو اور اسی سے اس کا تن توشہ
حاصل کیا جاوے ۔

اور ایمان کے خیالات راسخ نہیں ہیں ہمیشہ مکار اور دھوکہ باز ہوتا ہے۔ ایسے دل میں
یہی نہیں کہ خدا کا خوف نہیں رہتا بلکہ انسانیت کی بو باس بھی نہیں ہوتی۔ پس جس شخص کا دل
ناپاک ہوگا کبھی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ خود پاک ہو۔ اس قسم کے گوشت کے لوتھڑے
کے بجائے اگر ہمارے جسم میں پتھر کا ٹکڑا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا اس لیے ہمارا فرض
ہے کہ ہم سب پہلے تزکیۂ نفس کی کوشش کریں۔ انسان کے دل کی اچھائی برائی
کی ایک مثال یہ ہے کہ جب کھڑکی میں سے منہ نکال کر دیکھتے ہیں تو ہمکو معلوم دیتا
ہے کہ ہوا کس طرف چل رہی ہے اگرچہ ہم ہوا کو نہیں دیکھ سکتے تاہم اس کا اثر معلوم
دیتا ہے۔ خس و خاشاک کو گرد اڑاتے ہوئے دیکھ کر ہم ہوا کا رخ معلوم کر سکتے ہیں
یہی حال انسان کی روح کا ہے ہم روح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے لیکن وہ
انسان کے جسم میں موجود ہے آدمی کے افعال و اعمال سے ہم کو معلوم ہو جاتا ہے
کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے آیا وہ خود غرض عیاش اور بدکردار ہے اور خدا کے احکام
کی مخالفت کرتا ہے اور ہر اچھے کام کی طرف سے منہ پھیرتا ہے یا یہ کہ وہ خدا کے
احکام پر چلتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے احکام کی تعظیم کرتا ہے اور
ایک راست بازانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ پس جس شخص کا دل پاک ہے اور اس میں ایمان کی
روشنی ہے تو ضرور ہے کہ اس کے افعال سے اس کی تصدیق ہو جائے۔ (دوہا)

آنکھ ناک کچھ موند کے نام نرنجن لے
کر کا منکا چھاڑ دے منکا من سے پھیر
اندر کے پٹ جب کھلیں باہر کے پٹ دے
پھیرت پھیرت جگ گیو گیو نہ من کا پھیر
[illegible]

دل کی صفائی اور خیالات کی درستی و اصلاح کے بعد بہتر وہ ہیں نیک بخت
عورتوں کی ہمسایگی سے ہم کو فائدہ پہنچتا ہے جن کی پاک باطنی ۔ نیک طینتی اور
خوش مزاجی سے بڑا مفید اثر مرتب ہوتا ہے ۔ جن کی قوائے شہوانی اُن کے
قابو میں نہیں ہیں اُن کے لیے تو عموماً عورتوں سے میل جول بالکل مضر ہے
بعض عورتیں گو بلحاظ اپنے افعال کے تو اچھی ہوتی ہیں مگر دل کی گندی ہوتی ہیں
اُن کے تیرِ عشق بازی سے ہوتا ہے ۔ اُن کی چال ڈھال چتک مٹک ناز و ادا
شہوت انگیز اُن کی بول چال دل زیب ہوتی ہے ۔ ایسی عورتیں ضرور نفسانی
خواہشات کی محرک ہوتی ہیں لیکن یہ حالت مستورات میں بہت کم ہوتی ہے بالعموم
عورتیں فطرتاً پاک باز شرمیلی ۔ حیادار نیک بخت ہوتی ہیں ۔ اُن کے دلوں میں
مردوں سے زیادہ مذہبی خیالات کی عظمت ہوتی ہے وہ ہم سے زیادہ خدا سے
خوف کرتی ہیں بشرطیکہ بری صحبت اور فحش ناولوں کے پڑھنے سے اُن کے
خیالات میں کدورت نہ پیدا ہو گئی ہو ۔ ایسی عورتوں کی صحبت جوان مردوں کے
لئے مفید ہوتی ہے پس یاد رکھو کہ نیک بخت اور نیک روش بیویوں کے
پاس اُٹھنے بیٹھنے سے جوان مردوں کو اور زیادہ تہذیب آتی ہے جب مرد کسی
عورت کو سچے دل سے محبت کرتا ہے تو یاد رکھو کہ مرد کے لئے عورت سے زیادہ ہمدرد
اور جان چھڑکنے والا یار رفیق ملنا ناممکن ہے

وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو عورت اور مرد دونوں کی پاکبازی کے لئے دو جدا
جدا قرار دیتے ہیں ۔ بلکہ دونوں کے لئے کانٹے کی تول ایک ہی معیار ہے ۔
جو شخص اخلاقی کوڑھ میں مبتلا ہے خواہ وہ عورت ہو یا مرد اُس سے دور بھاگنا چاہئے

وہ اُس کا مرض اُن کو لگ جانے کا اندیشہ ہے۔ یا کیا نبی کے دور سے عورت
کے لئے الگ سلوک اور کے لئے الگ مقرر کرنے کی کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں
آتی۔ مرد کے لئے کیوں کر ایک فعل جائز رکھا جا سکتا ہے جو عورت کے لئے ممنوع
ہے کیا خدا نے مرد اور عورت کے لئے اخلاقی قانون جدا جدا بنایا ہے کیا اُن
دونوں کو نفس واحدہ سے پیدا نہیں کیا هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا [۵] ۔۔ اف۔ کیا کسی فعل کے حسن و قبح کی
از اخلاقیات کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کس سے سرزد ہوا۔ ہرگز نہیں خدا کا
قانون اخلاق سب کے لئے یکساں ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ غریب ہو یا امیر کالا ہو یا
گورا۔ . . اس میں ذات جماعت کو کچھ دخل نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ جب خدا نے عورت مرد کے لئے جدا جدا سبق نہیں کئے بلکہ قانون قدرت
دونوں کے لئے یکساں ہے تو پھر فی زمانہ جو مردوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل
ہے اور وہ جو چاہتے ہیں کھلے خزانے کرتے پھرتے ہیں اُن کے لئے کچھ
موجب ننگ و عار نہیں اور اُن کو کوئی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کے دانت
ہیں لیکن عورت سے ذرا سی لغزش بھی ہو جائے تو بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے
اور اُس کو پھانسی پر چڑھا دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مردوں کے لئے وہ بات
کیوں روا رکھی جا سکے جس کا کرنا عورتوں کے لئے مذموم ہے کیا خدا کی طرف
سے ایسی کوئی تفریق کی گئی ہو؟ کیا کسی فعل کی اچھائی برائی کا دارومدار اس کے

سلہ ۵ (لوگو) وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو تن واحد آدم سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے
اس کو جوڑا بنایا۔

کرنیوالے کی نوعیت پر موقوف ہے؟ کیا واجب اور نا واجب کا انحصار تذکیر و
تانیث پر منحصر ہے؟ خداوند تعالیٰ نے قانونی اخلاق کی بنیاد ایسی مستحکم رکھی ہے کہ
جو کسی حالت میں بدل نہیں سکتی خواہ مرد اس کا عامل ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔
امیر ہو یا غریب۔ کالا ہو یا گورا۔ اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے نہ مذہب ذات
دنات (جماعت) نہ فرقہ یا تبدیل حالت کو دخل ہے پس اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ جب خدا کی طرف سے عورت مرد کے لیے اخلاقی امور میں کوئی امتیاز نہیں رکھا
گیا ہے تو پھر اس ایک بام دو ہوا کا سبب کیا ہے اور اس تفریق منصفانہ کا موجد
کون ہے؟ صاف بات یہ ہے کہ یہ مردوں ہی کی من گھڑت ہے۔ اس کی ابتدا
غیر مہذب زمانے میں ان لوگوں سے ہوئی جو اصول مذہب سے بے بہرہ تھے۔
لیکن تعجب یہ ہے کہ مہذب ملکوں نے بھی اس کا تتبع کر لیا ہے اور کم و بیش
ہر مذہب کے لوگ اس غلط اصول پر چلنے لگے۔ زمانۂ جاہلیت میں مرد عورتوں کو
خرید لیا کرتے تھے یا یہ کہ جبراً گرفتار کر لیتے تھے یا بھگا لاتے تھے۔ عورت ایک
قسم کی جائداد سمجھی جاتی تھی کہ جس پر مردوں کو پورا اختیار حاصل تھا کہ جب چاہیں خرید لیں
اور جب چاہیں بیچ ڈالیں بلکہ اُن کا مار ڈالنا بھی ایک ادنیٰ بات تھی۔ عورتوں کا
کسی قسم کا حق ہی نہ تھا جو کچھ اختیارات تھے مردوں ہی کے دست قدرت میں تھے
عورت کی وفاداری مردوں کے لیے محبتانہ واسطہ نہ تھا بلکہ ایک حکمانہ اور جابرانہ حق تھا
مگر مردوں کے لیے کچھ بھی ذمہ داری نہ تھی وہ اپنے افعال کے مالک و مختار تھے
مردوں کی روک تھام کرنے والا کون تھا۔ مردوں نے عورتوں کو تو ہر طرح شکنجہ میں
جکڑ دیا لیکن اپنے لیے کسی قسم کی قید نہ لگائی اور شتر بے مہار کی طرح آزاد ہو گئے۔

سارے قانون اور قواعد اور پابندیاں عورتوں کے سر تھوپ لی گئیں اور قانون قدرت
اور انصاف سب کو بالائے طاق رکھ کر خود مطلق العنان ہو گئے۔ یہ غیر منصفانہ معیار
نہ صرف غیر مہذب ملکوں میں قائم تھا بلکہ اس مہذب زمانہ میں بھی بہت سے لوگ اس پر
اڑے ہوئے ہیں اور اسی کی تعلیم دیتے ہیں اور ہٹ دھرمی سے اسے واجب العمل
اور درست سمجھتے ہیں۔ واضح ہے کہ کسی فعل کی بھلائی برائی نوعیت فعل پر موقوف
ہے نہ کہ نوعیت مرتکب پر۔ افعال کے حسن و قبح کا تعلق جسم سے نہیں ہے بلکہ
روح سے ہے اصل چیز روح ہے جسم تو صرف افعال کے سرزد ہونے کا ذریعہ ہے انسان
سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں اُن کی ذمہ داری جسم پر نہیں ہے بلکہ روح پر ہے
بحالت ارتکاب جرم مکان میں جو لوگ رہتے ہیں وہ پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے
ہیں کہیں مکان کو بھی سزا ہوئی ہے۔ جسم انسانی صرف روح کا عارضی مسکن ہے۔ مکان
کی نوعیت پر سے کبھی اُس کے رہنے والوں کا صحیح حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ جو کام
بُرا ہے وہ جھونپڑی میں کیا جائے یا محل میں اُس کی بُرائی میں کوئی فرق نہیں آتا۔
اسی طرح افعال کا حسن و قبح جسم انسانی کے اندر مذکر اور مونث کی روح ہونے
پر موقوف نہیں ہے جو بات ایک روح کے واسطے مباح یا ممنوع ہے وہ دوسری
روح کے لیے بھی مباح اور ممنوع ہے۔ اس میں کسی قسم کی تمیز و تفریق جنسیت
یا رنگ و قومیت کی نہیں ہے کیونکہ باشندے سب کے لئے یکساں عمل ہے جو بات
امریکہ والوں کے واسطے گناہ ہے وہ اسی طرح ہندوستان والوں کے واسطے
بھی گناہ ہے جو بات قطبین میں روا اور جائز ہے وہ خط استوا کے ملکوں کے لیے
بھی جائز اور روا ہے جو بات عورتوں کے لئے لندن میں حرام ہے وہ مردوں کے لیے

لیے ہندوستان میں ہی مذموم ہے۔ خدا نے اپنا قانون کسی خاص قوم یا ذات یا فرقہ
یا جنس کے لئے جدا جدا نہیں بنایا۔ جو بات ایسی روح کے واسطے گناہ ہے جو کہ عورت
کے جسم میں ہے ضرور وہ بات اُس روح کے لئے بھی گناہ ہوگی جو کہ مرد کے جسم
میں ہے۔ حضر ہو یا سفر۔ زمین پر ہو یا سمندر میں۔ دن ہو یا رات ہر وقت اور
ہر شخص کے واسطے خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔ امیر ہو یا غریب سب کے
لیے ایک ہی اخلاقی قانون ہے جس میں تفریق نہیں ہے۔ قانون اخلاق کے
دو مختلف مدارج نہ اب ہیں نہ پہلے کبھی تھے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتے ہیں بلکہ دونوں
کے لیے بالکل یکساں ہیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ اپنے اپنے دل میں اس تفرقہ کو کھو دیں
اور صحیح اصول کی بنیاد ڈالیں اور اس غلطی کو جو بدی کی جڑ اور خرابیوں کی بنا اور بہت سی
کی بربادی کا باعث ہے اور جس کی وجہ سے ناگفتہ بہ گندہ اور بد فعلیاں سرزد ہوتی
ہیں اور جس کی بدولت لاکھوں آدمی دنیا اور دین دونوں میں برباد ہو رہے ہیں
یکقلم نیست و نابود کر دیں۔ نیک روش لوگوں کے لیے بڑی محافظ عقل سلیم ہے۔ سمجھ
بوجھ کے ساتھ نیک بختی بہت بہتر ہے ناسمجھ کی نیک بختی سے۔ بہت سے لوگ
جو بدی کی زندگی شروع کرتے ہیں اُس کی وجہ اُن کی ناواقفیت اور جہالت ہوتی
ہے کہ وہ مآل کار اور نتائج سے واقف نہیں ہوتے۔ جو کچھ عورتوں کے حالات
سنتے چلے آئے ہیں اُس سے اُن کے دلوں میں عورتوں کی طرف سے بلا وجہ
بُرے خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ بُری اور فحش کتابوں موجب اخلاق تصاویر سے ہم کو
سخت نقصان پہنچتا ہے اور ہم اندھا دھند گڑھے میں گر پڑتے ہیں۔ بہت سی کتابیں
ایسی لکھی گئی ہیں کہ وہ بظاہر تو اصلاح خلق ہیں مگر در پردہ اُن کا مطلب یہ ہے

کہ غلط سلط مباحث کر کے خیالات کو منتشر کردین لوگون کو گمراہ کردین تاکہ اُن کی جھوٹی
گھڑی ہوئی داستانون کو فروغ ہو جوان لوگ اُدبدا کر اُن کو خریدین جن سے صرف
مال و دولت کی کھسوٹ اور اپنی جیبین بھرنے کے سوا اور کچھ مقصود نہین اس
قسم کی کتابون سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہین ہو سکتا کیونکہ نصیحت اُسی کی کارگر
ہوتی ہے جو نیک نیتی سے کی جائے خود بھی اُس کا پابند ہو اور یہان معاملہ اس کے
برعکس ہے لیکن ایسی کتابین بھی موجود ہین جن سے عمدہ عمدہ نصائح صحیح صحیح مضمون و
مضمون حالات نہایت سنجیدگی سے معلوم ہو سکتے ہین اور جو شخص ایسی کتابون کو
پڑھے گا ضرور وہ انسان کی بھلائی اور نسوانی قوی عورت و مرد کے تعلقات اور اللہ
تعالیٰ کی حکمت بالغہ اُس کی بے انتہا قدرت اور دانشمندی معلوم کر کے گمشدان
عالم وجد مین رہے گا اور اُس کی بے مثال خدائی پر پھڑک پھڑک اُٹھے گا ہر شخص
جو عورت کی پاک نظر سے کا نقش ہو گا وہ عورت کو نظر استحسان اور محبت سے دیکھے گا
اور ہر وقت اور ہر حال مین اُس کی امداد اور محافظت پر آمادہ رہے گا نہ یہ کہ عورت
کا نام سنتے ہی ناپاک خیالات کا ہجوم ہو جائے اور صرف عورت کو ایک ذریعہ شہوت رانی
کا سمجھے۔ کوئی مہذب اور شریف آدمی کبھی ایسے کمینہ اور رکیک خیالات کو
اپنے دل مین جگہ نہ دے گا کہ کسی پاک اور نیک بخت بھولی بھالی عورت کو بُری
نگاہ سے دیکھے اور اُسے عصمت کے درجے سے گرا کے بُرائی کے رستے پر
چلانے کی کوشش کرے اور اس طرح اُسے تباہ و برباد کر کے دین بھی کھودے
ذاتی شرافت اور پاکبازی ہر جوان آدمی کے لئے ایک بے بہا قابل قدر جوہر ہے
دنیا مین جس قماش کے لوگ ہون گے اُسی طرح دنیا بنے گی۔ انسانیت کا تقاضا یہ

کہ ہر طرح سے اپنے چال چلن میں بے قصور ہوں۔ ہم کو خود اپنی ذات کے لئے
ان صفات کی ضرورت ہے اور دوسروں کے لئے بھی خصوصاً اپنے ماں باپ کی خاطر
کیونکہ ہماری بھلائی برائی کا اثر ان پر پڑتا ہے۔ ہماری حالت میں جن جن سے ہے
ہمارے دوست احباب ملنے جلنے والوں غرض اُن سب پر کہ جو ہم پر بھروسہ رکھتے
ہیں اور ہم کو ایک شریف آدمی جانتے ہیں ہم کو سچ مچ کا شریف آدمی ہونا چاہیے
زمانہ میں ایسے لوگوں کی قدر ہے کہ جو سر سے پیر تک اور دل سے دماغ تک غرض
جن کا ہر رگ و ریشہ پاکبازی سے بھرا ہوا ہو۔ تم کو یاد رہنا چاہیے کہ تم اپنے افعال
سے اپنے چال چلن کی بنیاد ڈال رہے ہو اگر افعال اچھے ہیں تو تمہارا چال چلن
اچھا رہے گا اگر افعال برے ہیں تو چال چلن برا ہو جائے گا۔ غرض تمہارے اعمال
و افعال ہی سے دنیا اور دین دونوں کی حالت کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر تم اُس
لڑکی میں جس سے کہ تمہاری شادی ہونے والی ہے عصمت اور عفت اور
پاکیزہ خیال چاہتے ہو کہ تمہاری بیوی شریف اور عاصمہ ہو تو تم کو چاہیے کہ
تم شریفانہ طور پر گزران کرو اور تم بھی بالکل اچھوتے رہو۔ یہاں ایک بات اور بھی پلے باندھنے
کے قابل ہے جو کچھ تمہاری حالت ہے اور جس طرح کی زندگی تم بسر کر رہے ہو یاد
رکھو کہ ہو بہو ٹھیک تمہاری اولاد کی بھی زندگی ہوگی۔ اگر تم بدکردار ہو تو اپنی
اولاد کے لیے بھی بدکرداری کا راستہ صاف کر رہے ہو لیکن اگر تم راست باز اور
پاکباز ہو تو تمہاری اولاد بھی اسی روش پر چلے گی۔ اگر تم میں کوئی بری عادتیں ہیں
تو یقیناً وہ تمہیں وراثت میں ملی ہوں گی۔ ہم کو کوشش کرنی چاہیے کہ اُن کا سلسلہ
ہم ہی میں سے کاٹ دیں اور جہاں تک ممکن ہو ہم خود اُن کی اصلاح کر لیں کہیں ایسا نہ

کہ یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے پوری مولاد تک نہ پونہچے ۔ اسی واسطے انسان کے
لیئے شرافت بڑا جوہر خیال کیا جاتا ہے ۔ بڑی بوڑی اسی واسطے دیکھی جاتی ہے ۔
حسب نسب نسل. خاندان کی پرچول اسی واسطے کی جاتی ہے کہ اچھون کے
اچھے ہی ہوتے ہین اور بُرون کے بُرے ۔ مثل مشہور ہے اصل سے خطا نہین
کم اصل سے وفا نہین ۔

تیسرا باب

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۔ بقر

جسمانی کم زوری

ہر شخص جو دیکھنے مین شائستہ اور جوان ہو لیکن اُس کے جسمانی قوی کم زور ہون تو
ضرور اُس مین کچھ نہ کچھ کالا ہے ۔ ایسے شخص کو مزید اپنی خبر لینی چاہیے اور اُس
نقص کا کھوج لگانا چاہیے ۔ جسمانی کمزوری بعض اوقات پیدائشی بھی ہوتی ہے
جو باپ سے بطور توریث ملتی ہے لیکن ایسے غیر اختیاری نقص کی اصلاح بھی ایک
حد تک کی جاسکتی ہے ۔ کسی ہوشیار ڈاکٹر سے مشورہ کرنے یا حفظان صحت
اور ورزش جسمانی پر عمدہ کتابین پڑھنے سے تم کو ضرور اتنا تو معلوم ہو جاے گا
کہ پانی کہاں مرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی غذا کے ردو بدل ریاضت جسمانی اور
ورزش وغیرہ سے اپنی بگڑی ہوئی حالت بہت کچھ درست کی جاسکتی ہے بلکہ

سلہ اور بلاشبہ بہت ہی بُرا سودا ہے جس کے بدلے انہون نے اپنی جانون کو بیچا ۱۲

اگر ہمت و استقلال اور پابندی اختیار کی جاوے تو یہ ممکن ہے کہ پوری توانائی
اور تندرستی حاصل ہو جاوے اور آگے چل کر طول طویل زندگی میں تندرستی اور
فارغ البالی کے ساتھ بسر کر سکیں۔ تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اکثر تیس برس
کی مدت کے اندر ہی اندر وہی لوگ مرتے ہیں جو خلقتاً توانا ہوتے ہیں۔ گو یہ بات
بظاہر تعجب خیز ہے لیکن صحیح بات یہی ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ جو بڑا تیراک
ہوتا ہے وہ اکثر ڈوب کر ہی مرتا ہے یا جو بڑا نامی گرامی سوار گھوڑ دوڑ کا مرد میدان
ہوتا ہے وہ آخیر اسی میں ضائع ہوتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اُن کو اپنے کمال
پر گھمنڈ ہوتا ہے طبیعت اُن کی ڈھیٹ ہو جاتی ہے ڈر کا نام نہیں رہتا جس کی
وجہ سے بیباکانہ طور پر جرأت کر بیٹھتے ہیں اور نتیجہ یہ کہ اپنی بے موقع جسارت کے
شکار ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو پیدائش سے قوی اور
توانا ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنی جوانی اور طاقت کا ایسا گھمنڈ رہتا ہے کہ احتیاط تو
اُن کے پاس نہیں پھٹکتی الا بلا وقت بے وقت جو ملا کھا جاتے ہیں قواعد حفظان صحت
کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں سردی گرمی کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ کھانے
پینے کے اوقات کا لحاظ نہیں کرتے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قبل از وقت
قبر میں جا سوتے ہیں۔ وہ شخص جس کا جسم بالنسبت کمزور ہو اور جس کے قوائے
جسمانی متوسط درجہ کے ہوں اگر اپنی تندرستی کے قائم رکھنے کی تدبیر کرتا ہے اور
سنبھل سنبھل کر قدم رکھتا ہے تو یقیناً اُس کے طویل العمر ہونے کی زیادہ توقع کی جاتی
ہے بہ نسبت اُس شخص کے کہ جو بے تو زیادہ قوی ہیکل مگر بے پروائی سے
کسی قاعدہ حفظان صحت کی پابندی نہیں کرتا اور دیدہ و دانستہ اُس کی خلاف ورزی

کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں میں جسمانی کمزوری آبائی نہیں ہوتی تو بے اوقات خوراک کی
مکروہ ہوتی ہے اور بعض اوقات بدپرہیزی کر کے اس وقت وہ اپنی جان پر خود غضب
ڈھاتے ہیں اکثر مرغن ثقیل اور بعض ثقیل الہضم غذائیں کھاتے ہیں بعض وقت وہ چیز کھاتے
ہیں جو اُن کو راست نہیں اور بعض وقت ادھ کچری غذا کھا لیتے ہیں جو معدہ
میں جا کر ہضم نہیں ہوتی۔ تندرستوں کو دن میں صرف تین دفعہ کھانا کھانا چاہیے جن میں
پانچ گھنٹے سے کم کا فصل نہ ہو کھانے کے اوقات کی پابندی اہتمام سے کرنی چاہیے
اور اوقات مقررہ کے درمیان کبھی کچھ منہ میں نہ ڈالنا چاہیے۔ اگر معدہ میں غذا پہنچنے
کے دو تین گھنٹے کے اندر پھر کچھ کھا لیا جائے تو پہلی غذا قریب الہضم ہوتی ہے نئی
غذا پہنچ جانے سے اُس کا عمل تکمیل ہضم رک جاتا ہے جس کی وجہ سے پہلی
پکی غذا مخلوط ہو کر خمیر ہو جاتی ہے اور کھٹی ڈکاریں آنے لگتی ہیں اور جو غذا اچھی طرح
ہضم شدہ امعا میں پہنچنی چاہیے بجائے اس کے ادھ کچری پہنچتی ہے
جس کا نتیجہ درد سر ہوتا ہے اور ایسی غیر ہضم شدہ غذا بدن کو بھی نہیں لگتی۔
کھانے کے اوقات کی پابندی نہ کرنے سے عصبی کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کی
وجہ سے سوء ہضم اور ضعف معدہ ہو جاتا ہے صحت قائم رکھنے کا عمدہ اصول یہ
ہے کہ وقت پر کھاؤ اچھی طرح چباؤ اور تھوڑی بھوک رکھ کر اٹھ کھڑے ہو معدے کو
ٹھسا ٹھس نہ بھرو۔ یاد رکھو کہ اکثر بیماریوں کی جڑ معدے کی خرابی ہوتی ہے
دوسرا سبب جسمانی کمزوری کا نیند کی کمی ہوتا ہے جوان اور تندرست آدمی کے
لیے جس کے قوائے جسمانی اور دماغی تھکے ہوئے نہ ہوں عموماً آٹھ گھنٹے کی نیند
درکار ہے۔ ہر شخص جو تھکا ماندہ ہو غیر معمولی محنت سے پست ہو گیا ہو وہ اس سے

زیادہ سب ضرورت آرام کر سکتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ جب بیمار کی آنکھ
کھلتی ہے معدہ پر کہ بے خبر سو جاتا ہے تو یہ ایک علامت اُس کے بعد تندرست
ہونے کی ہے۔ عموماً جوان اور تندرست مزاج لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو وقت اُن کے
آرام و آسائش کا ہے وہ بیہودہ شوقوں جلسوں میں صرف کرتے ہیں جس سے طبیعت
خراب ہو جاتی ہے۔ کاہل اور سست آدمیوں کے سوا کوئی بھی ضرورت سے
زیادہ سوتے رہنے کو پسند نہ کرے گا اور یاد رکھو کہ صبح کو آنکھ کھل جانے کے بعد
بچھونے پر کروٹیں لیتے اینڈتے رہنے کا نام نیند نہیں ہے بلکہ کاہلی ہے۔ بچھونے
میں جب ہی تک پڑے رہنا ٹھیک ہے کہ جب تک گہری نیند رہے اور جب آنکھ
کھل جائے تو جھٹ پٹ اُٹھ بیٹھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ اول
شب کی نیند بہ نسبت پچھلی رات کے نیند خاص صحت بخش ہے پس جو جلد سوتا اور سویرے اُٹھتا نہایت ٹھیک
گو بعد کو دن تندرست ہو لیکن اگر رات کو بے چینی یا بدخوابی رہتی ہے تو ضرور
کچھ نہ کچھ خرابی ہے کامل تندرستی کے لئے ضرور ہے کہ گہری اور مسلسل نیند
آئے رات کو آنکھ کھل جانا یا نیند اُچاٹ ہو جانا تندرستی کے نقص کی علامت
ہے اگر غیر معمولی ڈراؤنے خواب دکھلائی دیں یا کابوس ہو تو ضرور ہے کہ معدے
میں دن کی یا شب کی کھائی ہوئی غیر ہضم شدہ یا کوئی ایسی ثقیل غذا ہے جو دیر ہضم
ہے۔ پس تم کو خیال کرنا چاہیے کہ کیا کھایا تھا۔ بعض لوگوں کو دودھ راس نہیں
بعضوں کے معدے مچھلی یا کسی خاص قسم کی غذا کو قبول نہیں کرتے۔ بہت مرغن
غذائیں ہمیشہ مضر معدہ ہوتی ہیں بعض لوگوں کو ترکاریاں یا کیلے وغیرہ شب
میں کھانے سے پیٹ میں بوجھ اور قراقر پیدا ہو جاتا ہے۔ پریشانی اور تردودات

سے بھی اکثر نیند اُڑ جاتی ہے اور انھیں اسباب سے دماغی مشینری غیر مشتعل ہو جاتی ہے
اور دل کی حرکت تیز ہو کر خون کا دوران دوسری طرف کو ہو کر دماغ کی جانب ایسی غیر معمولی
مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ نیند نہیں آ سکتی اگر یہی حالت چند گھنٹوں رہے تو مزاج
میں بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے ہاضمہ بگڑ کر طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں سونے سے
پیشتر تازہ ہوا میں چہل قدمی یا نصف حصہ اسفل بدن کو گرم پانی سے غسل دینا
اس طرح کہ کمر سے نیچے کا جسم پانی میں رہے نیند کے لیے نہایت مفید
ہے۔ لمبے اور گہرے سانس لینے سے بھی خون کا دوران دماغ کی طرف سے
ہٹ جاتا ہے اور ذرا نیند میں خیال ڈالنے سے یہ شکایت رفع ہو سکتی ہے
جب کبھی تم کو نیند میں خلش معلوم ہو تو غور کرو کہ کیا اس کا سبب ہوگا یا تو تمہاری دماغی
حالت درست نہ ہوگی یا غذا میں کچھ بے ترتیبی ہوئی ہوگی ہر شخص کو تجربہ حاصل
کرنا چاہیے کہ کس قسم کی غذا کا اُس پر کیا اثر ہوتا ہے۔ جب کبھی تم کو درد سر معلوم
ہو یا طبیعت مضمحل اور سست ہو یا الٹ پلٹ معلوم ہو تو ضرور اس کا کچھ سبب
ہوگا اور اگر پچھلے چوبیس یا زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹہ کی گذشتہ
حالت پر غور کرو تو ضرور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ تم نے کونسی چیز ایسی کھائی تھی
کہ جس کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی ہے ہندوستان میں تو کم رواج ہے مگر
دوسرے ملکوں میں بعض لوگ پروں کے بچھونے پر سوتے ہیں اس میں شک
نہیں کہ سخت سردی میں گرم اور گدگدا بچھونا آرام دہ تو ضرور ہے لیکن ویسا ہی نقصان
بھی ہوتا ہے۔ اس لیے جب کہ دوسرے قسم کے اوڑھنے بچھونے سے بھی
تندرستی عمدگی سے قائم رہ سکتی ہے تو پھر خواہ مخواہ پروں کے بچھونے پر کیوں

سوے کپڑے انتہا گرم ہوتے ہین - چت لیٹنے مین پیٹھ اور ریڑھ کی ہڈی کو زیادہ حرارت پونہچکر Spinal cord کو اذیت پونہچتی ہے جس سے قواے جسمانی اور شہوانی دونون کو نقصان پونہچتا ہے - کسی قسم کی توشک یا مونا گدا جو زیادہ سخت ہو زیادہ مفید ہے اوڑھنے کے بھاری لحاف یا زیادہ بوجھ لاد لینا مضر ہے ہمیشہ اس مین تعدیل منظور ہے ہلکا اوڑھنا بجاے بھاری اوڑھنے کے بہتر ہے ایک بھاری لحاف کی جگہ دو رزائیان ہون تو اچھا ہے کوئی اوڑھنے کی چیز ایسی بھاری نہ ہو کہ اگر سوتے مین کھلجاے تو یکایک ہوا لگ کر سردی اور زکام ہوجاے بیاہا ہو یا کوارا الگ الگ پلنگ پر سونا نہایت ضرور ہے جب دو آدمی مل کر ایک پلنگ پر سوتے ہین ضرور ہے کہ جو طاقت در ہو وہ کمزور کی قوت کو جذب کرتا ہے اور اگر دونون مین کوئی ایک بھی دق یا سل مین مبتلا ہو یا جسے کسی قسم کا جلدی یا متعدی عارضہ ہو تو ایک دوسرے سے متاثر ہوجانے کا اندیشہ ہے - سونے کا کمرہ ہمیشہ ایسا ہونا چاہیے کہ اُس مین دھوپ کا گزر ہو اور دن کے وقت بلا روک ٹوک ہوا کی آمد و رفت ہو اور رات کو بھی گھٹا ہوا نہ ہو بلکہ ہوا کا گزر رہے -

بعض حالتون مین جسمانی کمزوری قوت کے غیر معمولی اسراف یا خود کردہ عوارض کی وجہ سے ہوتی ہے - بچپنے اور زمانہ مابعد مین بڑے لڑکون کی صحبت یا کسی اتفاقی اسباب مثلاً ستون پر سے پھسلنا یا درختون پر سے چڑھنے اترنے یا عضو مخصوص کی غیر معمولی بے چینی یا سوزش سے نامردانہ اور کمینہ عادت استمنا کی پڑجاتی ہے - مدرسون حتی کہ کالجون اور یونیورسٹیون تک مین استمنا سا اور وضع خلاف فطری عادت

اسی قسم کی دوسری ناپاک اور برباد کن افعال بہت سے طلباء سے سرزد ہوتے
ہین اور بعض اوقات ان کی کثرت خوفناک درجے کو پونہچ جاتی ہے۔ ان نفرت انگیز
اور کمینہ عادتوں کی اگر مداومت کی جاوے تو پھر نتیجہ سوائے بربادی کے کچھ نہین ہے
یہ عقلی قویٰ کی کمزوری اور اخلاقی تنزل کا باعث ہوتی ہے اور قواے جسمانی کو
بیخ و بنیاد سے ہلادیتی ہے آگے چلکر یہی عادتین یہی حرکات یہی نہین کہ صرف
خدا کا گناہ ہین بلکہ انسان کی عمدہ اور پاک فطرت کو بگاڑنیوالی چیزین ہین اور
اگر لت پڑجاوے تو پھر تو اُس شخص کی باقی ماندہ زندگی کے لئے بدترین نتائج ہونے
لازمی ہین۔ زیادہ تر وجہ ان عادتون کے اختیار کرنے کے ناواقفیت اور ناواقفی
ہوتی ہے۔ اگر والدین اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کرین تو اس کا بہت کچھ
انسداد ہوسکتا ہے۔ ماباپ کا تجاہل عارفانہ یا سکوت یا چشم پوشی صریح حماقت ہے
کہ جو حد الزام تک پونہچتی ہے۔ والدین اپنے بچون کو بجاے اس کے کہ خود
دانشمندانہ اور عمدہ پیرایہ مین ان امور سے آگاہی دین اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے
ہین کہ وہ رذیل اور کمینون کی صحبت مین انہین باتون سے مطلع ہون مگر بدترین
پیرایہ مین۔ سچ تو یہ کہ وہ غضب کرتے ہین اور دیدہ و دانستہ ایک عمدہ ذریعہ اولاد
کے دلون مین پاکبازی اور نیکی کے خیالات جمانے کا ضایع کر دیتے ہین۔ مسز ایسر
مارک جو خود تین بچون کی مان ہین اسی مضمون پر لکھتے ہوے کہتی ہین کہ "بڑا
بھاری گناہ جہل ہے۔ بڑے ہوے پیچھے تم کو خود معلوم ہوجاے گا کہ ناواقفیت
کوئی عذر معقول نہین ہے اور یاد رکھو کہ شروع ہی سے بچون کو باخبر کر دینا گویا
اُن کو بہت سے گڑھون مین گرنے سے بچالینا ہے۔ سچی بات مناسب طریقہ سے اگر

بیان کی جاوے تو کسی بچہ کے لیے نقصان دہ نہیں ہو سکتی۔ خاموشی۔ جھوٹی
شرم اور بلی کے گو کی طرح چھپانے سے لاکھوں انسانوں کی روح اور جسم
برباد ہو گئے ہیں " اے کاش والدین کو معلوم ہوتا کہ کیسے کیسے دردناک خطوط
میرے (ڈاکٹر سلوفیس شال صاحب) پاس چوطرف سے روزانہ چلے آتے ہیں
تو ضرور ہے کہ وہ لوگ بہت پچھتاتے اور ضرور ان مضمون سے واقف ہو کر
اپنے فرائض کی ادائی پر مستعد ہو جاتے اور جھوٹی اور بیہودہ شرم اور ناجائز
سکوت کو بالائے طاق رکھ دیتے۔ ان میں سے بہت سے خطوط راست باز
اور ایماندار نوجوان عیسائیوں کے ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہمارے والدین نے
ہم کو تمباکو اور منشی اشیاء جھوٹ بولنے اور بے ایمانی قماربازی۔ بری صحبت کی
مضرتوں کو تو جتلا دیا تھا لیکن اس کم بخت لت کی طرف تو اشارہ تک بھی نہ کیا"۔
میرے والدین یوں تو بڑے سمجھدار تھے لیکن خدا معلوم اس ایک لعنت خفیہ کی طرف کیوں
اندھے ہو گئے۔ بہرحال معلوم ہو گیا سبب کہ میرے والدین نے بچپن میں مجھ کو ذرا بھی متنبہ نہ کیا۔ آہ! کاش
میرے والدین بچپنے ہی میں سچ سچ باتیں مجھ سے کہہ دی ہوتیں اور سمجھا بجھا کر جتلا کر اس بری لت
سے بچایا ہوتا میری عمر بھر کی تباہی کا باعث ان کی شدید معیوب غفلت ہے"
"مجھ کو دیکھئے کہ میں دنیا اور دین سے گیا گزرا ہوا شخص ہوں۔ میری اس حالت
کا الزام سوائے میرے والدین کے کس پر دیا جا سکتا ہے خصوصاً جب کہ میرا
ان مصائب سے بچا لینا بالکل ان کے اختیار میں تھا" "کیا میرے والدین۔
چھوٹے بڑے مدرسوں اور کالج کے استاد۔ پادری صاحب ڈاکٹر صاحب
اور میرے کل دوستوں میں سے کسی ایک کو بھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ صرف

ایک ذرا سا اشارہ ہی مجھے کر دیتے یون تو دنیا کے سارے کاروبار مین جس کو دیکھو
میرا مددگار تھا لیکن افسوس کہ اس طرف کسی نے اُنگلی بھی نہ اُٹھائی کہ مجھے ان گناہون
سے بچا لیتے حالانکہ اُن سب کو معلوم تھا کہ مین کیا دنیا جہان کے سب لڑکون کیطرف
چاروں طرف سے ان امور کی راہ کھلی ہوئی ہے - کیون آہ - کیون ؟ - ان مین سے
کسی ایک نے بھی خبر نہ لی - ذرا تو مجھے باخبر کر دیتے پس بتلایئے کہ کیون کر مین اپنے
والدین کو اس خصوص مین معاف کر سکتا ہون " اس قسم کے دل ہلا دینے والے

؎ میری کتاب حرز عفلان سلسلۂ تلقین حسن معاشرت وتعلیم نیک کرداری واخلاق کی پہلی کتاب جو لڑکون کے لئے لکھی گئی تھی پبلک نے اسکی بہت قدر کی افسون اتھ نکل گئی بڑے بڑے مشاہیر نے بیش قیمت اور فصاحت افزا ریویو کئے ملک کے سرآمد اخبارون نے بہت عمدہ اور مفید ہونا اسکا ظاہر کیا لیکن پھر بھی کسی کسی کونے کھدرے سے بعض کوتاہ اندیش اور تنگ خیال لوگ دبی زبان سے کہ گزرے کہ یہ کتاب تو سرود بستان یا در اندہان ہے اور بعضون نے کہا کہ فحش ہے ؎

غالب بُرا نہ مان جو دشمن بُرا کہے ۔ ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

افسوس ہے ہمارے قوم کی حالت پر - ہم ایسے لوگون کو معذور رکھتے ہین قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ترجمہ (کہہ دیجئے کہ کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہین) بچا ہیون کو شکوہ کیا وہ پُرانے فیشن کے لکیر کے فقیر ہین زمانہ کی رفتار سے برسون پیچھے پڑے ہین اپنے لکیر کی چال نہین چھوڑتے یہ مثل مشہور ہے مَنْ صَنَّفَ اسْتَهْدَفَ (جو تصنیف کرے بہرنشانہ (ملامت) بنتا ہے - ہماری کتاب سرود بستان یا در اندہان نہین ہے - یہ وہ باتین ہین جن کے بار رہ نیدن کی ضرورت ہمیین فطرت نے خود یاد دلا دیا ہے - انسان بلا ذی عقل و ہوش سے جو ہوش ہین وہ بھی جانتے ہین ان مرت اُن کا

ہماری غلطوں کی پرچھار روزانہ لڑکوں اور جوانوں کی طرف سے ہوتی ہو اور اگر ان سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹) صحیح استعمال بتلانا ضروری ہے اسی کا بیان کتب میں ذکر ہو۔ اگر لڑکے بایں صورت بدمست ہو گئے ہیں تو ان کے نشۂ مستی کو دور کرنا ہمارا فرض ہے اگر لڑکے بہ سبب ایسے سادہ ہیں کہ کچھ نہیں جانتے تو ایسوں ہی کو جتانا ہمارا اصل مقصود ہے اور جو جان بوجھ کر اس بلا میں مبتلا ہیں ان کے لیے ہماری کتاب زنجیر سلسل[سلہ] کا کام دے گی۔ اگر ہمارے مضامین فحش سمجھے جاتے ہیں تو بریں عقل و دانش باید گریست + خداوند تعالیٰ کا کوئی کلام نعوذ باللہ فحش ہو سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ جس بات کو نادان فحش سمجھتے ہیں وہ ہرگز فحش نہیں ہے بلکہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو اپنے جیسے افراد پیدا کرنے کی قوت دی ہے وہ خود خداوند تعالیٰ کی قوت تخلیق ہرگز بہیل بیت ؎

اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے

کیسی یہ سمجھ ہے آپ سمجھے

یہ بات دوسری ہے کہ ہم نے اس نعمت عظمیٰ کا برا استعمال کیا ہو لیکن اس سے اصل شے کی نوعیت میں کیا فرق آتا ہے۔ کیا ان باتوں کا ذکر داخل فحش ہے؟ شروع کلام اللہ سے پیچھے تک کو بات اس میں اشارۃً ہے۔ احادیث کی کتب میں سراپا ایسے احکام سے مملو ہیں کتب اخلاق ان سے بھری پڑی ہیں۔ طب کی کتابیں ان سے بس بھری ہیں۔ میری کتاب میں بھی اگر ان امور کا ذکر ہو تو برا کیا ہوا۔ اس کتاب میں جو مضمون نقل کیے گئے ہیں وہ جواب ہیں ان اعتراضات کا جو میری کتاب پر نابھی سے کئے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی لاکھوں جلدیں ہاتھوں ہاتھ یورپ میں بکیں جس کو اسے نہیں دیکھو سب کا سب موجود ہو۔ بہت سی مختلف زبانوں میں ان کا ترجمہ (بقیہ نوٹ صفحہ

سلہ سلسلہ کا نشان ریل کا وہ زنجیر ہے جو ریل کو روک دیتا ہے۔

والدین مناسب طریقے پر اُن کو مشورہ دینے اور اُن کے صلاح کار ہوتے تو بھی ۃ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰) اب تک ہو چکا ہے خاکسار نے محض اپنی قوم کے بچوں کی ہمدردی سے خَالِصَۃً لِوَجْہِ اللہ (صرف اللہ کے واسطے) اگر اس کو اردو کے قالب میں پیش کر دیا تو کچھ گناہ کیا؟ کیا میری کتاب نادانوں سے بھی گئی گزری ہے۔ مگر بات یہ ہے اَلْحَقُّ مُرٌّ وَلَوْ کَانَ دُوْنَہٗ ہماری قوم مردہ پرست ہے۔ کسی کام کی قدر وقت پر نہیں کی جاتی پہلے تو اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے پھر تکفیر کے فتوے ہوتے ہیں۔ نہ میں نے کوئی اتنا بڑا کام کیا تھا نہ تقدیر ایسی زبردست تھی کہ میرے لئے بھی کفر کا فتویٰ دیا جاتا جو غالباً میری بد قسمتی کا پروانہ ہوتا۔ سرسید کو لیجئے کہ اُن کے ساتھ ہماری قوم نے کیا سلوک کیا۔ کافر نیچری اور کیا کیا اُن کو خطاب دیا وہ کا بیان سنتے رہا مگر قوم کی دھن ست خالی نہ رہا آج وہی قوم ہے کہ جن کے منہ سے ابھی تھوڑے دن ہوئے لعنۃ اللہ نکلتا تھا اور اب بے ساختہ چاروں طرف سے علیہ الرحمۃ کا ڈنکا بج رہا ہے

آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار

خدا کا شکر ہے کہ اب بھی قوم قدردانوں سے خالی نہیں ع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
میری کتاب کو اُنھوں نے سر آنکھوں پر رکھا

حَسَدُوا الْفَتٰی اِذْ لَمْ یَنَالُوا سَعْیَہٗ

جب کسی کو وہ بدنصیب نہیں ہوتی (جو ایک شخص کو ہو گئی ہے) تو لوگ حسد کرنے لگتے ہیں

فَالْقَوْمُ اَعْدَاءٌ لَہٗ وَخُصُوْمٗ

اور قوم اُس کی دشمن اور بر سر پرخاش ہو جاتی ہے

کَضَرَائِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْہِہَا

جیسے حسین سوکنیں کہ ایک دوسرے کی نسبت کہا کرتی ہیں

مصائب و ایسی پیشانی نہ ہوتی اور نہ ایسے گناہوں میں جن کے مبتلا ہوتے ہم نے
پچیس تیس سال کی عمر کے لکھے پڑھے ہر طرح پر سمجھدار ایسے نوجوان آدمی بھی
دیکھے ہیں جو ناواقفی کی وجہ سے ان برائیوں میں پھنس گئے ہیں - ہزار ہا لڑکے
اور نوجوان آدمی جو بظاہر دیکھنے میں تو بڑے ہوشیار اور سمجھدار ہیں مگر ان کو
انسان کے توالد و تناسل کے اعضا کی بناوٹ اور غرض و غایت کی کچھ بھی
خبر نہیں اس خصوص میں وہ بالکل کورے ہیں اور ایسے لوگ ہی ان افسوسناک
عوارض اور مصائب میں صرف[۱] کی لاعلمی کی وجہ سے پھنس گئے ہیں بعض
لوگوں کا یہ غلط خیال بھی ہے کہ جب عمر کے ساتھ عضو مخصوص بڑھتا جاتا ہے
تو اس میں جلد نشو و نما پیدا کرنے کے لئے مثل دوسرے اعضا کے کسی قسم
کے ورزشی ذرائع پیدا کرنے چاہئیں یہ لغو اور بیہودہ خیال ضرور اس وجہ سے پیدا ہوتا
ہے کہ گیندیں اور پٹھے ورزش سے طاقتور ہو جاتے ہیں لیکن ان لوگوں کو
اس بات کی خبر نہیں ہے کہ اعضائے تناسل کا بڑا عضو ایک رگوں کا گچھا ہے
جس کا سلسلہ نظام عصبی اور تمام اعضائے تناسل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ رگیں
سارے جسم میں ایک جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں[۲] - اس طریقے سے بجائے اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱) حَسَدًا وَبَغْيًا اِنَّهَا كَذَمِيْمٌ
حسد اور عداوت سے کہ وہ تو بری ہے

[۱] مردوں کے اعضائے *Male generative organs*
تناسل "نری کا غدود" "غدہ قدامیہ" *Prostate gland* = غدود مثانے کی
گردن اور پیشاب کی نالی مبدا کے گرد مقعد کے اوپر کو واقع ہوتا ہے اس کی شکل قدرے مخروطی مثل سپیاری کے

(بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ۵۳)

کہ ہم عضو مخصوص کو طاقت پہنچا سکیں الٹا نقصان پہنچاتے ہیں اور اگر چند روز

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲) ہوتی ہے۔ اس کا طول ایک انچ عرض ڈیڑھ انچ موٹائی پون انچ اور وزن
چھ درام ہوتا ہے۔ پیشاب کی نالی اس کی بالائی سطح کے نزدیک اس کے درمیان سے گزرتی ہے
خود اس غدہ دو پر پندرہ سے بیس تک باریک نالیاں ہوتی ہیں جو پیشاب کی نالی میں کھلتی ہیں
اس غدہ میں ایک سفید رطوبت پیدا ہوتی ہے جسے مذی کہتے ہیں

"ودی کے غدود۔ غدنان الکوپر (Cuper's glands) یہ چھوٹے چھوٹے گول
زرد رنگ کے مٹر کی طرح دو غدود ہیں جو پیشاب کی نالی کے ابتائی حصے کے نیچے ایک جھلی میں
لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان غدودوں کی نالیاں ترچھے طور پر سامنے کو جاکر پیشاب کی نالی میں کھلتی
ہیں۔ ان غدوں سے جو ایک لیس دار رطوبت پیدا ہوتی ہے اُسے ودی کہتے ہیں

عضو تناسل" Penis اس کے درمیان سے پیشاب کی نالی کا بہت سا حصہ گزرتا ہے
اس کی ساخت استادہ ہونے والی رگوں کا ایک گچھا ہے جو ازحد رگوں سے بنا ہے اس کی ساخت
میں لچک دار ریشوں کے خانے خانے پائے جاتے ہیں جن میں ... ہوتی ہیں اس کے تین جدا
جدا حصے ہوتے ہیں یہ میں دو حصے دونوں پہلوؤں پر Corpora cavernosa ہیں
جسمان الاجوفان کہتے ہیں تیسرے درمیانی تحتانی حصے کو Corpus Spongiosum
جسم اسفنجی کہتے ہیں جو بڑا سے بول پر شامل ہے ظاہری حصے ایک جز ایک جسم ایک سے
جڑ جوڑی ہوتی ہے اور وہ مضبوط خون کے ذریعے خطر الحاد کے ساتھ مل جاتی ہے اس کے کو
میں حشفہ کہتے ہیں جس کی چوٹی پر بول کی نال کا بیرونی سوراخ ہوتا ہے حشفے کے نیچے اور
پر چھوٹے چھوٹے غدود ہوتے ہیں جن سے ایک قسم کی سی بد بو کی سفید رطوبت پیدا ہو کر ان حصوں کو
تر رکھتی ہے۔ حشفے کے اوپر جو چمڑا ہوتا ہے اُسے عربی میں قلفہ کہتے ہیں۔

کہ ہم ایسا ہی کرتے ہیں تو نہ صرف رنگین مردہ ہو جائیں گی بلکہ ایک قسم کی کشش

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۳) "خصیتان" Testicles یہ دو جسم بیضوی شکل کے
منی پیدا کرنے والے غدود ہیں جنین میں یہ غدود پیٹ کے اندر آبدار جھلی کے پیچھے گردوں کے
نیچے رہتے ہیں لیکن پیدائش کے ڈیڑھ دو مہینے پہلے پیٹ کی کنج ران والی نال کے ذریعے فوطوں
میں آ جاتے ہیں۔ ہر ایک خصیے پر چند غلاف ہوتے ہیں۔ ہر ایک خصیہ ڈیڑھ انچ لمبا ایک
انچ چوڑا ہوتا ہے اور سوا انچ موٹا قریب نصف چھٹانک کے وزن ہوتا ہے خصیے کی پچھلی سطح
کے بیرونی کنارے کے پیچھے اور تنگ حصے کو خصیۂ فوقانی کہتے ہیں یہ وہ حصہ ہے جس میں
منی کا قیام ہوتا ہے ہر ایک خصیے کی ساخت میں قریب چار سو کے چھوٹے چھوٹے لابیولز
(کوٹھریوں) Lobules پائے جاتے ہیں ہر ایک لابیول میں منی کی باریک نالیوں کے
سوراخ ہوتے ہیں یہ نالیاں ہر ایک لابیول کی چوٹی پر پہنچ کر باہم مل کر پندرہ بیس نالیاں بنتی ہیں
جن کے ذریعے سے منی خصیۂ فوقانی میں جا کر پختگی پاتی ہے

خصیے کی نال Vas deferens ہر ایک نال اپنی طرف کے خصیے کے بالائی حصہ
سے جسے خصیۂ فوقانی کہتے ہیں شروع ہو کر خصیے کے عروق اور اعصاب کے ساتھ ایک غلاف
میں ملفوف ہو کر اوپر کو چلی جاتی ہے اور شکم کے کنج ران والے سوراخ کے راستے شکم میں پہنچ کر اور اپنے
ہمراہی عروق وغیرہ سے علیحدہ ہو کر آنت مستقیم اور مثانے کے درمیان سے گزرتی ہوئی منی کی تھیلی میں ختم ہوتی
ہے خصیوں میں منی پیدا ہو کر اسی نالی کے ذریعے سے منی کی تھیلیوں میں جا کر جمع ہوتی ہے۔ ہر ایک نالی قریب
دو فٹ کے لمبی ہوتی ہے (راز گریزانامی و مخزن حکمت) یہ موٹی موٹی باتیں ہیں ورنہ علم تشریح میں مردوں اور عورتوں
کے اعضائے تناسل کی ماہیت پر بسوط کتابیں لکھی گئی ہیں جس سے خداوند تعالیٰ کی صناعی اور قدرت
کاملہ کا ایسا نقشہ پیش نظر ہوتا ہے کہ آدمی ہک دھک رہ جاتا ہے ۱۲

واقع ہو کر اُس کا قد وقامت کم ہو جاوے گی اور کمی کے علاوہ اور جزئیلی پر جاتی ہے
اور سارا انتظام عصبی کمزور ہو جاتا ہی - پس بعض لوگ ایسی غلط فہمی مین مبتلا ہو کر اس
گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہین اور آخر کار اپنے کیے پر پشیمان ہوتے ہین - علی ہذا
بعض ناواقف لوگ کیا بلکہ بعض نیم حکیم بھی اسی خیال پر جمے ہوئے ہین کہ تجرد کی
پاک اور پرہیزگارانہ زندگی مردی کے لئے مضر ہے - ناظرین کو ہم معلوم کرا دینا چاہتے
ہین کہ یہ خیال بالکل لغو اور مہمل اور خلاف اصول سائنس ہی اور ہمارے اس دعوے کی
تائید مین ہم بڑے بڑے نامی گرامی یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹرون کی راے کو نقل
کرتے ہین :-

پروفیسر سوبل - ایس - بیل - کنگز کالج - لندن کہتے ہین کہ "اگر کسی وجہ سے شادی ہونا
متعذر ہو تو بھی بلحاظ اصول زنا یا دیگر علم الابدان بطور بدل کوئی طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے
یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد محض ہی - اس امر مین ذرا بھی شک نہین ہے کہ
سخت درجہ کا اعتدال اور احتیاط ہی علم الابدان اور اصول اخلاق کے موافق ہی
اور جوشش جوانی خواہشات نفسانی کی بیجا پابجائی اسی طرح ضروریات بدنی کے
منافی ہے جیسے کہ وہ اخلاق اور مذہب کے خلاف ہی" شاید لوگ اس راے پر
کاربند ہونے مین تامل کرین اس لیے ہم اس سے زیادہ بھروسہ اور اعتماد کا دوہ
ضابطہ کا جواب پیش کرتے ہین جو ناروے کی "یونیورسٹی فار آئیڈ دانس منٹ اینڈ
چیلک موریلی" ایک استفساری خط کے جواب مین کرسچنک یونیورسٹی کی طبی فیکلٹی
نے دیا ہی جس مین شمالی یورپ کے بہترین ڈاکٹر موجود تھے :-
آپ کے سوال کے جواب مین انگریزی کیمیٹی کے میڈیکل فیکلٹی کی طرف سے حسب ذیل

اعلان پیش کرنے کی جرأت حاصل کی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں میں بہت سے لوگوں نے جو اس امر کا ادعا کیا ہے کہ اخلاقی طور پر بحالت تجرد زندگی بسر کرنا منافی صحت ہے اور یہی خیال اخباروں اور مجالس عام میں بھی دہرایا گیا ہے یہ خیال بربنائے ہمارے متفقہ تجربے کے غلط محض ہے۔ ہم نے اُن لوگوں میں جو تجرد کی زندگی بسر کرتے ہیں آج تک کوئی ایسی بیماری یا کسی خاص قسم کی کمزوری ایسی نہیں دیکھی جس کو ہم اس قسم کی زندگی بسر کرنے کی طرف منسوب کر سکیں۔ ہم سب لوگوں کی صرف یہ رائے ہی نہیں ہے بلکہ ہم اپنے متفق تجربے کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ پاکبازی کی زندگی عورت اور مرد دونوں کے لیے بالکل غیر مضر ہے۔" "ناروے میں ڈاکٹروں کے جرنل (رسالہ) نے جو تعلیم یافتہ ملک زیورچ سوئٹزرلینڈ کے اور زمانۂ حال کے طبی سائنس میں جو وجوہ کامل ہیں ہماری رائے سے تماماً بہت وثوق سے اتفاق کیا ہے"۔ پروفیسر اگسٹ فورل اور بیرن ڈان کرافٹ ابنگ یونیورسٹی (آسٹریا) یہ دونوں صاحب متفقاً کہتے ہیں کہ "ہم اس بات پر جمے ہوئے ہیں کہ جوان آدمیوں کے لئے شادی ہونے تک پارسائی نہایت مفید اور صحت بخش ہے۔ یہ امر نہ صرف اخلاق اور قوت توانائی کے لحاظ سے ضروری ہے بلکہ حفظان صحت کے نقطۂ خیال سے بھی بہتر ہے۔"

اوائل سنہ ۱۹۰۲ء بمقام برسلز (بلجیم) ایک بہت بڑی کانگرس موافق اور مخالف فریقوں کی جمع ہوئی تھی جس میں اسی قسم کے امور تصفیہ طلب تھے۔ اس میں تمام دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے ڈیلیگیٹ جمع ہوئے تھے نہ صرف یورپ بلکہ ایشیا نیز یعنی روس، جاپان، ایران اور چین کے قائم مقام بھی موجود تھے۔

یہ کانگرس صرف اُن لوگونکی نہ تھی جوکہ پاکبازی کی ممد معاون تھے بلکہ وہ تو بہت
تھوڑے سے تھے غلبہ اور کثرت فریق مخالف کی تھی جو یورپ بھر مین ایسی بُرے اخلاق
عادات کی ترویج اور قیام کے حامی تھے اُن کے خیالات اور اُن کی تحریکات
بہت پُرزور تھین - اس کانگرس مین انہین وجوہ سے یہ رزولیوشن پاس کردیا گیا تھا
کہ کوئی امر اُس وقت تک واجب التعمیل نہ سمجھا جاے گا جب تک کہ سب اُس
پر متفق نہ ہون ایک شخص کا اختلاف بھی کارروائی کو ناجایز قرار دے گا - پس
ان شرایط کے بعد جو فیصلہ صادر ہوا ہو اور ایسے متضاد خیالات کے لوگ جس
امر پر متفق ہو گئے ہون وہ بہت وقعت کے قابل ہے اور اب اُس مین کیا کلام
ہوسکتا ہے اور ایسی حالت مین بجز اس کے چارہ نہین کہ اس قطعی فیصلے کو وہ لوگ
بھی چار و ناچار تسلیم کرین جو عالم تجربہ کے مخالف ہین - اس کانگرس مین پروفیسر بیر
نے جو سب سے بڑے ریگولیشنسٹ تھے یہ رزولیوشن پیش کیا جو بلا کسی ایک
اختلاف کے پاس ہوا " جوان آدمیون کے لیے سب سے بڑھ کر ضرورت اس تعلیم
کی ہے کہ اُن کو جتلایا جا سکے پاکبازی عفت قواے شہوانی کا ضبط ہی نہین
کہ نقصان دہ نہین ہے بلکہ علی الرغم پابندی اُصول طب اور حفظان صحت کے
لحاظ سے بدرجۂ غایت ضروری ہے " کیا اس رزولیوشن کی نسبت یہ گمان
کیا جاسکتا ہے کہ یہ صرف اُن لوگون کے اثر سے پاس ہوا جو پہلے سے پاکبازی
کے خیال سے موید تھے اور کیا اس رزولیوشن سے اُن بڑے بڑے ڈاکٹرون
کے قول کی جن کو ہم اوپر لکھ آئے ہین پوری طرح تائید نہین ہوتی! ڈاکٹر جارج
نفیز اپنی مشہور کتاب "دی ٹرنسمشن آف لیف" مین لکھتے ہین کہ ہم

نہایت زور سے تردید کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہ مسئلہ کہ تجرد باعث نقصانات ہو نہایت معرض ہے اور جس سے ناگفتہ بہ برائیان پیدا ہوتی ہین اور جو بدیون کے بدریج اشتعال کو ترقی دینے والا ہے۔ تجرد سے نہ عضو مخصوص کمزور ہو جاتا ہے نہ طاقت مین فرق آتا ہے نہ جریان کی شکایت پیدا ہوتی ہے نہ کنجش (اتنا خون پیدا ہونا کہ رش پیدا ہو جاوے) پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کے وہ امراض پیدا ہوتے ہین جو بعض کوتاہ اندیش لوگون نے ہاکرایہ اور بے پرواڈاکٹرون نے گڑھ لئے ہین زندگی کی کوئی حالت دماغی اور جسمانی قویٰ سے ایسی موافقت نہین کھاتی جیسی کہ تجرید۔ ڈاکٹر لڈسٹن اپنی اس کتاب مین جو امراض شہوانی و اعضاے توالد وتناسل کی شکست پر ہے۔ لکھتے ہین کہ مریضون کو اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ اعضاے توالد وتناسل اُسی وقت اچھی حالت مین رہتے ہین کہ جب قواے جسمانی مین ان پر درجۂ دوم مین لحاظ کیا جاوے معمولی آدمیون کو جہان تک جسمانی قویٰ کو تعلق ہے اس خاص قوت کی چندان ضرورت نہین ہے بلکہ اُس کی نہوت مین بھی عمر اُن کی اچھی گذر سکتی ہے۔ زندگی کے لئے اس قوت کا ہونا لازمی نہین ہے۔ اِس کے مصرف کو وہ صرف دراز کیا معنی بعض حالتون مین ساری عمر بھی ملتوی رکھ سکتے ہین لیکن کبھی بھی اس سے جسمانی قویٰ کو نقصان نہین پہونچ سکتا جو لوگ عرصۂ دراز تک بند سے رہتے ہین اُن کو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہئے جس وقت ضرورت پڑے گی فوراً مستعد نکاح ہو سکتے ہین اور اُس وقت دیکھ لین گے کہ استنے دنون کی رکاوٹ سے اُن کو ذرا بھی نقصان نہین پونہچا۔ اِس کی توجیہ یون ہون کی جاسکتی ہے کہ جسمانی فطرت اخلاقی فطرت کے تابع ہو جاتی ہے۔ مسٹر ایرن۔ ایم۔ پاول ایڈیٹر

میں تھرولیسٹ و پریزیڈنٹ امریکن سیورٹی الائنس نے اس مغالطہ آمیز راے کی
تردید کے لیئے نہایت ماہر فن ڈاکٹر جو شہر نیویارک اور اُس کے قرب وجوار میں رہتے
ہیں اُن سب کی راے لے کر بطور ایک رسالہ کے شائع کی ہے جو بالکل ہماری
راے سے متفق ہے اور جس سے ہمارے قول کی پوری طرح تائید ہوتی ہے
"بہ لحاظ اُن عام مصائب اور امراض جسمانی کے جو کثرت سے پھیلے ہوے ہیں
اور جن سے افسوسناک موروثی نتائج اخلاق کی خرابی پیدا ہوتی ہے اور جو بدکاری
کی زندگی سے کسی طرح منفک نہیں ہو سکتے - ہم نیویارک اور اُس کے قرب و
جوار کے ڈاکٹر جن کے دستخط ذیل میں ہیں اس راے پر متفق ہیں کہ تجرد - پاکبازی
اور پرہیزگاری کی زندگی عورت اور مرد دونوں کے جسمانی دماغی اور اخلاقی حالات
کے بالکل موافق ہے" بغرض مزید اطمینان یہ راے تمامی اسپیشلسٹ اور
اُن ڈاکٹروں کے پاس بھیجی گئی جو اس خاص صیغہ طبی میں بڑے بڑے کالجوں
اور شفاخانوں میں مشہور ہیں اُن سب نے بھی اسی راے سے اتفاق کیا -
پس اتنی بڑی قوی اور متفقہ شہادت کے بعد اب اس مسئلہ میں کسی مزید راے کی
کی ضرورت نہیں - طبی شہادت کے علاوہ دیکھیئے تو عقل بھی اس کے خلاف
ہے کیونکہ یہ امر کہ دار - شادی اور مہذب سوسایٹی کے نظم کو درہم برہم کرنے والا
ہے اسی سے لونڈی باندیوں خواصوں حرموں اور کئی کئی بیویوں کے رکھنے
کی ترغیب ہوتی ہے اور یہی حرامکاری اور عیاشی کی جڑ ہے - اگر یہ خیال جاگزین
ہو جاوے تو بجاے پاک اور سچی محبت کے بدنظری اور شہوتانہ دیدہ بازی کا دور دورہ
ہو جاے گا - بھلا انسان تو انسان خدائی قانون بھی اس کے صریح خلاف ہے -

دردِ آنت کا دورہ اور درک ات کارڈ مین کبھی فرق نہین ہوسکتا۔ کیسے ممکن تھا کہ وہ
حکم ایک دیتا اور فطرت انسانی اُس کے خلاف پیدا کرتا۔ اگر وہ فطرت حیوانی مین
ایک ایسا خاصہ پیدا کرتا جو اُسی کے اخلاقی احکام کے خلاف تھا تو تعارض واقع
ہوجاتا۔ خدا نے اپنے کلام مین صاف فرما دیا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿بنی اسرائیل﴾۔ جو لوگ بدکاری کی زندگی بسر کر رہے
ہین اُن کے حالات کھلم کھلا ایسے ہین کہ جس سے خود اس خیال فاسد کا
صریح بطلان اور لغویت ثابت ہوتی ہے۔ کیا ایسے لوگ خوش ہین؟ ہرگز نہین۔
خوش کیا معنی اکثر تو اُن مین سے مبتلائے مصیبت ہین۔ خود اُن کا ایمان اُن کو
کوستا رہتا ہے اور اُن کا دل گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے ہین گناہ ہے جس
سے وہ اپنے جسم اور اخلاق دونون کو نقصان پہنچا رہے ہین لَهُ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ۔ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿حج﴾ اُن کا دل سچی اور پاک
محبت کی تمنا مین تڑپتا ہے۔ ایسی زندگی کے نتائج بکثرت ہمارے سامنے موجود
ہین سیکڑون بلکہ ہزارون آدمی دنیا مین ہر طرف بھرے پڑے ہین جو عیاشی کی
بدولت ہر طرح برباد ہوگئے ہین۔ عیاش مزاج لوگون کو سچی محبت کا مزہ نہین معلوم

سلہ اور زنا کے پاس (بھی) نہ جاؤ (کیونکہ) وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا چلن ہے ۱۲

سلہ ایسے (بدکار) کی (سزا) دنیا مین (بھی) رسوائی اور قیامت کے دن (بھی) ہم اُس کو عذاب دوزخ (کا مزہ) چکھائینگے (اور ہم کہین گے کہ) یہ (تیرے) اُن (اعمال بد) کا بدلہ ہے جو تونے پہلے (سے زاد آخرت بنا کر) بھیجے تھے ورنہ خدا تو اپنے بندون پر ذرا بھی ظلم نہین کرتا ۱۲

وہ ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ اُن کو بھلائی بُرائی میں بھی تمیز باقی نہیں رہتی -
اُن کو اپنی شہوت رانی کے سامنے ذات ذات رنگ روغن تفاوت عمر - دکھ بیاری
صفائی - ناپاکی - کسی چیز کی حد نہیں رہتی وہ دیدہ و دانستہ سنڈاس اور معدن امراض
میں جا گرتے ہیں اور خود اُس جلتی ہوئی آگ میں بھسم ہو جاتے ہیں - اگر مردوں کے
لئے تجرد مضر ہے تو ہر ایک قانون اُن ہی دلائل سے عورتوں کے لئے بھی
مقرر کرتا ہوگا کیونکہ ولولہ جوشش اور قوائے شہوانیہ عورت میں اگر مرد سے زیادہ نہیں
تو برابر تو ضرور ہیں لیکن مردوں کا یہ حال ہے کہ وہ عورتوں کی طرف سے آنکھیں
بند کر لیتے ہیں اپنے لئے تو اُنہوں نے جواز کی صورت نکال لی مگر عورتوں کے
مقابلے میں اُن کے پاس کیا جواب ہے؟ مردوں نے عورت کو صرف ایک
شہوت رانی کی مشین سمجھ لیا ہے - عورت کو اپنے جسم تک کا اختیار نہیں ہے
اُس سے تمام آزادیاں اور حقوق چھین لئے گئے ہیں اور اُس کو ایک ورطہ غلامی
میں جکڑ دیا ہے - خداوند تعالیٰ کا کبھی یہ منشا نہ تھا کہ مرد عورتوں کے حقوق کا غاصب
اور اُن کو برباد کرنے والا بنایا جائے بلکہ وہ اُس کا حامی مددگار اور محافظ بنایا
گیا ہے - عورتوں کی عزت اور وقعت میں ہماری عزت اور وقعت ہے - جو
کچھ تکالیف اور حق تلفیاں ہم عورتوں کی کرتے ہیں اُس کا اثر ہماری ہی ذات
پر پڑتا ہے - مرد کا جوڑا عورت ہے - داہنا ہاتھ مرد بایاں عورت - جب دونوں
عقد کی مقدس بندش میں بندھ جاتے ہیں تو دونوں مل کر توالد و تناسل کی
ایک فرد شمار کی جاتی ہے اور دونوں مل کر عدد کامل ہوتا ہے اس عدد میں جو
کچھ جمع کرنے یا تفریق کرنے سے دونوں افراد کو نقصان پہنچنا لازم و متحتم

ہے۔ اگر ہر دی کو لیا جاے تو یہ کچھ ایسی ضروری اور لازمی قوت نہین ہے کہ اُسکے
بدون کام نہ چل سکے بلکہ اُس کی ضرورت کو ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہین کیا جا سکتا
کیونکہ انسان مین صرف یہی ایک قوت نہین ہے بلکہ انسان اخلاق اور تمدنی
مخلوق بھی ہے۔ اُس کی قواے شہوانی صرف حرام کاریہی سے سیر نہین ہو سکتین
انسان کے لیئے اخلاق اور ایمان کی وہ ذمہ داریان ایسی اور لگی ہوئی ہین جو خواہشہ
قواے بہیمیہ کے مخالف ہین۔ انسان مدنی الطبع ہو اور اُس کی تمدنی خواہش صرف
بہیمی جوش کے فرو ہونے سے پوری نہین ہو سکتی جب تک کہ ساتھ ہی ساتھ
سوشل۔ اخلاق اور عقلی قوی کا بھی جوڑ نہ ہو۔ مرد کی طرح عورت بھی مدنی الطبع ہے اور
اُس کی تمدنی خواہش محض بہیمی خواہشات کے رفع کرنے سے کسی طرح پوری
نہین ہو سکتی بہ جہت اُس کی تکمیل جب ہی ممکن ہے کہ جب اُس کو شل بیوی کے
اپنا شریک مساوی بنایا جاے۔ سوسایٹی مین مرد عورت دونون برابر کا درجہ رکھتے
ہین اور جہان عورتین اس درجہ سے گری ہوئی ہین وہان مرد بھی ذلیل پست اور
تنزل کی حالت مین ہین کیونکہ دونون افراد مل کر ہی قوم کہلاتی ہے یہ کیسے ممکن ہے
کہ قوم کی ایک فرد ایک حالت مین اور دوسری دوسری حالت مین رہے؟ ایک آنکھ مین
مہر ایک آنکھ مین خدا کا قہر۔

اب اس بحث کو ختم کر کے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اگر کسی جوان
جوان مرد کی کمزوری کا باعث اُس کے اپنے حرکات ناشائستہ ہین تو اُس کے
لیئے صرف ایک ہی علاج ہے کہ وہ فوراً قطعی طور پر اُن سے اجتناب کرے۔
اس معا کے حاصل کرنے کے لیئے بڑی ہمت اور استقلال اور راسخ الاعتقادی کی

ضرور ہے کہ وہ اپنے اسفل حصہ جسم کی خواہشات کو اپنے عقل اور روحانی اعلیٰ قویٰ کے مغلوب کر سکے۔ اُسکو چاہئے کہ خشوع و خضوع سچے دل سے پروردگار عالم کے سامنے توبہ کرے اور اُس سے مدد چاہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ع ن۔ جو شخص اس عادت سے باز نہ آئے گا اُس کو یقین کر لینا چاہئے کہ وہ بتدریج اپنی تن درستی کو غارت کر رہا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے تمام قویٰ کو برباد کر رہا ہے اور اپنے پاؤں مین آپ کلہاڑی مار رہا ہے۔ آخر کار بعض حالتوں مین ضعف دماغ ہو جاتا ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور ایسا شخص آگے چل کر نامرد محض ہو جاتا ہے اور اُس کا آخری ٹھکانا یا پاگل خانہ ہوگا یا قبر۔ پس اگر اِن حرکات سے باز نہ آئے اور اسی پر قایم رہے تو ضرور ایسے برباد ہونگے کہ سوائے رنج اور پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ۵

بے فائدہ اب ہے رنج و حرمان
خود کردۂ خویش را چہ درمان

گناہ کے ساتھ اُس کا بدلہ بھی لگا ہوا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پاپ کرین اور پاپ کی سزا نہ پائین وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ع ن۔ جو شخص اس بلا مین مبتلا ہو اُس کو چاہئے کہ وہ پکار اُٹھے کہ اے میرے پروردگار مجھے اس بلا سے بچا اور ضرور یہ جواب ملے گا کہ ہم نے

ع اور جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے (اپنا گناہ) بخشوائے تو پائے گا کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲

ع اور جو برے عمل لے کر آئین گے تو وہ اوندھے منہ دوزخ مین دھکیل جائین گے (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ)

تیری سن لی اور ہم تجھے ہدایت دین گے ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا آیہ نساء

اے غم خوار ہر اک بے کس کے — حامی ہر عاجز بے بس کے
جس نے لگن مین تجھکو پکارا — سامنے تیرے ہاتھ پسارا
پھرا نہ خالی اس چوکھٹ سے — گیا نہ پیاسا اس پنگھٹ سے

ایسے شخص کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیشہ نفس امارہ کی خواہشون سے بچے کیونکہ نفسانی خواہش روحانی خواہشون کے خلاف ہوتی ہین ۔ بہت سی جگہہ بلکہ اکثر مواقع پر جب تک انسان مین ذرا بھی اخلاقی حمیت باقی ہے اور وہ اس کام کو بُرا گناہ اور تباہ کن سمجھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ فوراً مردانہ ہمت کر کے دل مین ٹھان لے کہ آج سے بس میری توبہ ہے اب مین کبھی ایسا کام نہ کرون گا مین اپنے نفس کو ملیا میٹ کرون گا اور تا دم مرگ پھر ایسی حرکت کے پاس نہ پھٹکون گا اور مین اپنی گمشدہ طاقت اپنے بگاڑے ہوے اخلاق اور اپنی بھٹکی ہوئی عقل کو از سر نو درست کرون گا" تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ایسا شخص اپنے ارادے مین کامیاب نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی برکت اور رحم سے پوری امید ہے کہ وہ ضرور فتح مند اور کامیاب ہوگا اور اپنی خواہشات نفسانی پر فتح پالے گا اور ضرور کامیابی کا سہرا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳) (اور اُن سے سرزنش کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ تو اُن ہی حلوون کی سزا مل رہی ہے جو تم (دنیا مین) کرتے تھے ۔

ﻟﮧ جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کی سزا پاوے گا اور خدا کے سوا اُس کو نہ (تو) کوئی حمایتی (ہی) ملے گا اور نہ مددگار ۱۲

اُس کے عد . ہے کا اور اگر وہ اپنے قول پر قایم رہا اور آیندہ کے لیے وہ ثابت
قدم ہو گیا تو عجب نہین کہ اُس کے نئے لیے اُن تمام نقصانات کی تلافی بھی ہو جاے
جواب تک اُسے پہونچ چکے ہین - بعض صورتین ایسی سنگین ہوتی ہین کہ جن مین
قوت رجولیت مفقود ہو جاتی ہے یا یہ عادت بد ایسی راسخ ہو جاتی ہے کہ آدمی
مجبور اور ناچار ہو جاتا ہے اور کسی طرح اپنے کو قابو مین نہین رکھ سکتا اور متواتر اخراج
منی سے بالکل بے بس ہو جاتا ہے تو ایسی حالت مین کسی ایسے مشہور ڈاکٹر
سے رجوع کرنا چاہیے کہ جو خود مذہبی خیال کا آدمی ہو - ایسے ڈاکٹرون سے بچو
جو استمنا وغیرہ کا علاج تم کو زناکاری بتلائین - یہ علاج کاہے کو ہوا ایک بلا
مین سے نکل کر دوسری بلا مین پھنسنا ہوا اور تمھاری نیکنامی اور اخلاق خوبیون کے
لئے ایک اور سم قاتل پیدا ہوا - ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا -
اب تک تمام امراض خباثت سے محفوظ تھے زناکاری نے تمھارے سارے امراض
کا دروازہ کھول دیا جن مین مرض آتشک نہایت ہی مہلک اور لا علاج ہے - جو شخص
ایسے بُرے مشورے پر عمل کرے گا بجاے اس کے کہ اُس کے عصب کو تسکین
اور اُسکے تھکے ہوے اعضا کو آرام ملے جس کی اُسے ایسی حالت مین سخت
ضرورت ہے اُلٹے اُس کو زیادہ جھمیلے پڑ جائین گے اور جوہر لطیف جو نکل جائیگا
اُس کا حساب ہی نہین - ایسے شخص کے لئے سیدھا جہنم کا دروازہ کھلا ہوا ہے
و دماغ کو ایسی حالت مین تقویت کی ضرورت ہے اور یہان اُس کے برعکس
اُسکے کمزوری کے اسباب پیدا کئے جا رہے ہین تصورات اور خیالات کو بجاے
و صاف کرنے کے اور آلودہ کرتا ہے اور اس طرح اُس شخص کے لئے جو اس

بلا سے نجات پانے کا خواہش مند ہے وہ رستہ تبلایا جا رہا ہے جو یقینی پوری
بربادی اور تباہی کا باعث ہوگا - جو ڈاکٹر کسی مریض کو اس بات کی ترغیب دے
کہ وہ بدون شادی کے عارضی طور پر ناجائز تعلق پیدا کرلے تو ایسے نالایق ڈاکٹر
کو فریکسلی الجرم سمجھنا چاہیے اور وہ ضرورت سخت سے سخت قانونی سزا کا مستوجب
ہے - امتناع بالیہ کے نقصانات صرف خیالی ہی نہیں ہیں بلکہ واقعی ہیں اور جو
شخص اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لے اور تیار ہو جائے
تو اسے سیدھے سادے خیرخواہانہ مشوروں پر عمل کرنا چاہیے - ایسے مریض
کو اپنی پچھلی زندگی کے تاریک زمانہ کی طرف سے رخ پھیر کر آیندہ کے روشن زمانے
پر نگاہ ڈالنی چاہیے اور دنیا باسیقایم ہر طرح سے بہتری اور بہبودی کی توقع
رکھنی چاہیے - ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست +
ایسا شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو سچے دوستوں کی صلاح پر عمل کرے اور اس کے
لیے سب سے بڑے حکیم کی مدد ہر وقت موجود ہے جس کے دربار میں کسی چیز
کی کمی نہیں جو صدق دل سے مانگو گے وہ پاؤ گے - جب کوئی شخص اپنی اصلاح
کا بیڑا اٹھائے تو سب سے پہلے اس کو صادق القول اور واثق الارادہ ہونا چاہیے
اور تم خود اپنی حالت پر غور کرو کہ فی الحقیقت تمہارے قویٰ کی اصل حالت کیا ہے
محض گھبراہٹ کی وجہ سے غلط اندازہ کرو نا امیدی کی حالت تصور کرکے سہم جاؤ
نہ یہ کہ تم اپنی حالت کو اصلی خطرہ اور نقصان سے کم سمجھ کر اس بات پر آمادہ ہو جاؤ
کہ بگڑا ہی کیا ہے چھپنے بھی دو - یہ بات کہ تمہارے جسمانی قویٰ دوسروں سے
کم تر ہیں یا تم تھوڑی دھوپ کے زیادہ متحمل نہیں ہو اور جلد تھک جاتے ہو یا تمہارا

حافظہ کمزور ہے اور تم تاریخی واقعات یا دوسری باتین جیسا کہ چاہیے یاد نہین رکھ سکتے
یا بحالت طالب علمی دوسرون سے تم پیچھے رہتے ہو اور کام نہین کر سکتے جو دوسرے
کر لیتے ہین تو یہ باتین تمھارے اعضاے توالد وتناسل کے مریض یا کمزور ہونے
کی کافی وجہ نہین ہین۔ سب انسان یکسان نہین ہوتے۔ قواے جسمانی۔
عقل اور تمامی حالتین ہر شخص کی قدرتاً جدا جدا ہوتی ہین۔ پس اپنی حالت کے اندازہ
کرنے کے لیے سب سے پہلے تم کو اپنے پیدایشی اور موروثی حالات پر غور کرنا چاہیے
کسی اچھے باخبر ڈاکٹر سے مشورہ کرو تاکہ تم کو اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہو جاے
ڈاکٹری مشورے سے تم کو اطمینان ہو جاے گا کہ جریان منی کا آنا ایک
معمولی بات ہے جو تندرست آدمیون میں بھی ہوتا ہے۔ جھوٹے پاجی اشتہاری
حکیم اپنی دواؤن کو فروغ دینے کو امراض کا ایسے ہیبت ناک خاکے کھینچتے ہین
کہ آدمی گھبرا جاے۔ اُن کی باتون پر کبھی نہ جاؤ۔ ہر شخص کی حالت جدا ہے تم کو اپنی
حالت کا اندازہ کرنا چاہیے تم کو دوسرون سے کیا کام۔ اکثر لوگون کا یہ غلط خیال ہے
کہ سواے دوا کے کچھ نہین ہو سکتا لیکن اکثر جگہہ دوا درمن سے کچھ فائدہ نہین
ہوتا۔ حفظان صحت۔ معمولی کھانے پینے کی احتیاط تبدیل غذا تھوڑی ورزش
اور ایسے ہی چٹکلون سے مفید نتائج پیدا ہو جاتے ہین کہ دواے عمر بھر بھی
ممکن نہین۔ اگر بدکاری یا دماغ پر غیر معمولی بار ڈالنے سے اعضاے تناسل
کی طرف غیر معمولی مقدار مین خون رجوع ہو گیا ہے تو جب تک رگون سے خون
نہ پھیل جاے اور خون کا غیر معمولی دوران اِن اعضا کی طرف اعتدال پر نہ آجاے
کوئی علاج مفید نہین ہو سکتا۔ بلکہ مسکن دواؤن سے عارضی افاقہ ہو جانا ممکن ہے

لیکن جب تک خون کا رُخ دوسری شاخون اور وریدون اور دماغ وغیرہ کی
طرف نہ پھر جاوے اور تمام بدن مین صحت آمیز اعتدال دوران خون کا نہ ہو جاوے
صحت ممکن نہین ہے سب سے پہلے آسان اور ضرور علاج یہ ہے کہ صبح شام
عضو تناسل کو ٹھنڈے پانی سے دھونا چاہیے اس سے ایک قسم کی خنکی اور سکون
ہو جاوے گا اور تخیلات اور درد اسے کی درستی ہو کر شہوانی رغبت کم ہو کر خیال دوسری
طرف بٹ جاوے گا۔ اس کے ساتھ ورزش بھی اس طرح کرنی چاہیے کہ خون کا
دوران تمام جسم مین ہونے لگے اور اس قسم کی ورزش جیسے پیدل دوڑ کرنے
سے مفاد نہین بلکہ مہینون اور برسون اور چاہیے تو یہ کہ مدۃ العمر جاری رکھین۔
سونے کے کمرہ مین اچھی طرح ہوا کا گزر ہونا چاہیے۔ جہان تک ہو سکے باہر
کھلے ہوے میدان مین تفریح کی جاوے۔ کھلے میدان مین تیز مشی بہت
مفید ہے بلکہ یہان تک چلین کہ تھک جائین۔ تھکاوٹ کے بعد ہی نیند برابر
ہونے کی آتی ہے جو مفید صحت ہے یہ بھی نہایت ضرور ہے کہ خیالات کو جانچین
بُری باتون کو دل مین نہ آنے دین پاک اور عمدہ خیالات پیدا کرنے کی کوشش
کرین۔ عمدہ عمدہ تاریخی۔ سفر و سیاحت۔ سوانح عمری۔ علوم و فنون امثال ذالک
کی کتابین دیکھین تاکہ اس مین ایسے منہمک ہو جائین کہ اُدھر کا خیال بھی نہ آنے
پاوے۔ خوراک بھی ایسی کھانی چاہیے جو مفید اور جزو بدن اور مقوی ہو جس مین
کوئی غیر معمولی اہتمام نہ ہو بلکہ وہ غذا ہو جو معمولاً تندرستی کی حالت مین کھائی جاتی ہے
اور جس سے تن بدن کی اتفاقی پرورش ہوتی ہے۔ جب بُری عادتون کے چھوڑنے
کا اہتمام کیا جاتا ہے اور گزشتہ نقصانات کی تلافی مقصود خاطر ہوتی ہے تو یہ توقع

بے سود ہے کہ ہتیلی پر سرسون جم جاے اور مہینون بلکہ برسون کی غلط کاری کا
دفعیہ چند دن دوا پینے یا مذکورہ بالا سیدھی سادی تدبیر سے فوراً ہو جاے اور
صحت کے آثار جلد ظاہر ہو جائین - نہین نہین - اس کے لیے صبر و استقلال سے
مہینون بلکہ برسون پابندی کرنی پڑے کی جب کہین جاکر پورا فائدہ ہوگا لیکن یاد رکھو کہ
جس قدر محنت اور کاوش اپنی اصلاح پر تم کروگے بمقابلہ اُس مفید نتیجہ کے جو آگے
چل کر مترتب ہونے والا ہے کچھ گران نہین ہے

اگر کسی علاج معالجہ کی ضرورت پڑے تو بھولے سے بھی تم عطائی یا اشتہاری
حکیمون کی طرف رُخ نہ کرنا اُن کا ڈھنگ یہ ہے کہ پہلے ہی مریض کو ایسے
گھبرا دیتے ہین کہ اُس کے آئے اوسان جاتے رہتے ہین اگر ایسا طومار
نہ باندھین تو اُن کی خاک دھول الابلا بکے کیسے اور اس طرح تم کو ڈرا کر فائدہ تو
کچھ ہوتا ہواتا نہین البتہ تمھاری جیبین ضرور خالی ہو جاتی ہین اور ایسے برائے نام
حکیم یا ڈاکٹر تم کو پہلے سے بدتر حالت مین چھوڑ چھاڑ چلتے پھرتے نظر آتے ہین -
مردہ دوزخ مین جاے یا جنت مین اُن کو اپنے حلوے مانڈے سے کام
آخرکار نتیجہ یہ ہوگا کہ تمکو پھر ایک حاذق اور تجربہ کار مشہور طبیب کی طرف رجوع کرنا
پڑے گا اگر پہلے ہی سے تم کسی معتبر اور بھروسے کے طبیب سے رجوع کروگے
تو اس نقصان سے بھی بچ جاؤ گے - ع خاک از تودۂ کلان بردار

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم کو کیسے معلوم ہو کہ کون سا حکیم عطائی یا نیم حکیم خطرہ جان
ہے تو اس کی پہچان مین تم کو بتلاؤن - جو حکیم اشتہارون پر فدا ہوا ہو جو دنیا بھر کے
اخبارون اور رسالون مین بانگ بے ہنگام لگاے اور زمین آسمان کے قلابے

علاوہ اور بہوت سی دواؤن کا بڑا ذخیرہ دماغ پہ بوجھ کرو ہی نیم حکیم ہے۔ اکثر یہ لوگ
کئی کئی برس مین سمجھتے ہین کبھی تو ذہنی زوال حافظہ کا حوالہ دیتے ہین کبھی کسی
کمینی کی زمین پناہ لیتے ہین اور جھوٹے اور ذہنی سرٹیفکٹ پیش کرتے ہین
اور جب ان سے جرح ہو تو تمہارے امراض کی ایسی ہیبت ناک شکل تمہارے
سامنے کھڑی کر دین گے کہ تم گھبرا کر ان کے گرویدہ ہو جاؤ اس مقام پر ایک ام
مطلب ہے کہ اکثر لوگ محض اس وہم مین مبتلا ہین کہ ہم مین کچھ نقص یا رجولیت
کی کمی ہے حالانکہ درحقیقت کچھ بھی نہین ہے محض بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے
مثلاً بعض لوگ اس وہم مین گرفتار ہین کہ احتلام سے بڑا نقصان ہے اور کمزوری
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسے ویسے حکیم تم کو ڈرا دین گے اور کہین گے کہ یہ نازک
بات ہے کہ منی کیسا جوہر انسانی ہے ساری قوت کا دار و مدار اسی پر ہے جب یون
بیکار ہو جائے اور نکل جائے تو پھر انسان مین رہ کیا۔ ایک حد تک تو یہ بیان
درست ہے اور جوان آدمی کے لئے جہان تک اس کا اخراج نہ ہو اچھا ضرور ہے لیکن
اگر کوئی یہ کہے کہ کبھی کبھار ایسا ہو جانا بھی فقدان رجولیت کا پیش خیمہ ہے تو
یہ اس کا قول بالکل لغو اور بیہودہ ہے ایسا ادعا محض جھوٹ اور دھوکا بازی ہے
سالہا سال تک ہم کو ہر عمر کے آدمیون سے سابقہ رہا ہے اور اس معاملہ پر گفتگو بھی
بارہا رہی ہے مگر ہم نے آج تک اپنی عمر مین کوئی مرد ایسا نہین دیکھا کہ جس کو بلوغ کے
بعد جوانی مین تک بارہا ایسے اتفاقات پیش نہ آئے ہون اور جس کے جسم
سے منی کے مجتمع ذخیرہ کا ابال کسی وقت شب مین عشقیہ خواب دیکھ کر نہ نکل گیا ہو
مین نے بہترین ڈاکٹرون سے اس بارے مین مشورہ کیا ہے جو اس فن کے ماہر

ماہرین وہ سب اس امر پر متفق ہیں کہ احتلام میں اخراج منی ایک عام بات ہے جو بالکل فطرتی ہے بشرطیکہ اس میں زیادتی یا کثرت یا کوئی غیر معمولی اشتداد نہ ہو۔ اب یہ امر تصفیہ طلب قرار پاتا ہے کہ تن درست اور توانا آدمی کے لئے اس کا کیا اندازہ مقرر کیا جا سکتا ہے جو حد وصحت سے متجاوز نہ ہو اس کے لئے ایسا کلیہ قائم کرنا کہ جو سب پر یکساں منطبق ہو مشکل ہے۔ جو مقدار اس شخص کے لئے معتدل قرار دی جا سکتی ہے وہ دوسرے کے لئے ناتوانی کا باعث ہو سکتی ہے ہوتا گھٹتے جاتے دبلے کا کام تمام ہو جائے خاص خاص حالات میں چند عرصہ کے لئے ہفتے میں دو تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ ایسا احتلام ہو سکتا ہے کہ اس سے کسی قسم کی کمزوری محسوس نہ ہو لیکن عموماً دو ہفتہ میں ایک دفعہ ہو جانا کچھ بات نہیں ہے عموماً محفوظ صورت میں ایک ہفتے سے پانچ ہفتے کے اندر نہانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی صحت درست حالت میں ہے جن کی غذا عمدہ ہے جو ہوا خوری اور تفریح کے عادی ہیں جن کے دل بھٹکے ہوئے نہیں ہیں اور اپنی زندگی آرام و اطمینان سے بسر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو نہانے کی حاجت دو تین ہفتوں میں ایک دفعہ ہوتی ہے اور بعض بعض لوگوں کو چار کیا بلکہ پانچ ہفتے بھی خالی گزر جاتے ہیں۔ اگر اس مدت میں بھی احتلام نہ ہو اور طبیعت بھی درست ہو تو کچھ ڈر کی بات نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ احتلام کے بعد اُن کو کوئی پستی نہیں معلوم دیتی بلکہ اور طبیعت ہلکی اور چاق ہو جاتی ہے لیکن اگر احتلام کے بعد پستی یا کمزوری یا نقاہت معلوم دے تو ضرور ہے کہ کسی ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کیا جائے۔ میرے پاس کثرت سے ایسے

لوگوں کے خطاآتے رہتے ہین جو ہر طرح تندرست اور توانا ہین مگر آئے دن کے
اشتہارات دیکھ دیکھ کر وہ سہمے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ بھی کوئی بیماری ہے
مین ان کو مطلع کرتا ہون کہ بحالت خواب اس قسم کا اخراج بشرطیکہ وہ کثرت سے بار بار
نہ ہوا ور اُس کے بعد سستی اور ناتوانی پیدا نہ ہو بالکل ایک طبعی فعل ہے جس سے
پریشان ہونے کی کوئی بات نہین ہے ایک تندرست مرد کے لیے وقتاً فوقتاً
سوتے مین اخراج منی ایسی ہی ایک معمولی بات ہے جیسے کہ ایک تندرست
عورت کے لیے ماہانہ ایام کا آنا - بیماری کی حالت مین احتلام نہین ہوتا جس سے
خود ظاہر ہے کہ اس کا وقوع تندرستی کی علامت ہے - سیدھے سادے
آدمی کو بحالت تندرستی بالاوسط دو ہفتہ مین ایک مرتبہ احتلام ہوتا ہے اس مین
موسم کو بھی دخل ہے کسی موسم مین زیادہ کسی موسم مین کم یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کثرت کار
او ر دماغی محنت کی حالت مین جب طبیعت پر بار ہو اور کسل مندی ہو تو ہفتے مین
دو دو تین تین بار بھی احتلام ہو جاتا ہے لیکن یہ کوئی تردد خیز بات نہین ہے -
ہر جوان آدمی کو اپنی روک تھام کرنی چاہیے اور ایک لوث اور پاک زندگی بسر
کرنی چاہیے تاکہ وہ آئے دن کے تردد اور تفکرات امراض سے محفوظ رہ کر
ایک مطمئن زندگی بسر کرے - ڈاکٹر لائی مین - بی - سپری - اپنی کتاب کانفیڈنشل
ٹاکس ود ینگ مین (جو آدمیون سے راز کی گفتگو) مین لکھتے ہین کہ "ہر جوان
آدمی کو جاننا چاہیے کہ احتلام بھی ایک قدرتی علاج ہے منی کی شریانین جب
لبب ہو جاتی ہین تو احتلام کے ذریعے سے اخراج منی ہو کر وہ اعتدال پر آجاتی
ہین اور جب تک کہ احتلام کثرت سے نہ ہو اور اُس سے جسمانی یا دماغی کمزوری

محسوس نہ ہو کبھی مضر صحت نہیں ہے نہ کسی علاج کی ضرورت ہے بلکہ اگر کسی دوا
سے اُس کی رُکاوٹ پیدا کی جانے گی تو دوسرے امراض کے پیدا ہونے کا
اندیشہ ہے - یہ سچ ہے کہ بعض جگہ احتلام کے ساتھ کمزوری اور نقاہت وغیرہ
محسوس ہوتی ہے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ اس کا سبب احتلام ہی ہو بلکہ اکثر دیکھا
گیا ہے کہ خود کمزوری کثرت احتلام کا باعث ہوتی ہے اور بعض جگہ خرابی ہاضمہ۔
کثرت کار۔ ایک جگہ بیٹھے رہنا کسی قسم کی ورزش نہ کرنا۔ صدمات اور رنج اور
پریشانی وغیرہ بھی ایسے اسباب ہیں کہ جن سے کمزوری واقع ہوتی ہے" ڈاکٹر
ولیم ایکٹن جو امراض اعضائے تناسل کے جملہ مدارج طفولیت جوانی اور بڑھاپے کی
حالتوں کا ایک مشہور اور مستند ڈاکٹر ہے وہ احتلام کے متعلق کہتا ہے کہ "جن لوگوں
کو احتلام ہوا کرتا ہے وہ بہت ڈر جاتے ہیں لیکن جب میں اُن کو اطمینان دلاتا ہوں
کہ دسویں پندرھویں دن ایسا اخراج طبعی امر ہے بلکہ اُن لوگوں کے لئے جو ریاضت
نہیں کرتے اور اچھی غذا کھاتے ہیں ایک گونہ مفید ہے۔ لیکن جوان آدمیوں میں
اس کا کثرت سے ہونا بہتر ضرور ہے - مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں کی نشستیں ڈانواں
ڈول نہیں ہیں اور جن کے خیالات گندے اور آلودہ نہیں ہیں جو محتاط ہیں اور خوب
ورزش کرتے ہیں اُن کو احتلام بہت کم ہوتا ہے۔ اگر احتلام کثرت سے پیہم ہو
اور اُس کے ساتھ ہی کمزوری بھی معلوم ہوے تب البتہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے
سب سے بڑی غلطی جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ جب منی تھیلیوں[1] میں کثرت

---

[1] Vesiculae Seminalis خزائن المنی - یہ دو خانہ دار منی کی تھیلیاں
ہیں جو مثانہ کی جڑ اور مقعد کے درمیان واقع ہوتی ہیں اور جن میں منی جمع رہتی ہے (بقیہ نوٹ صفحہ [illegible])

سے جمع ہو جاتی ہے اور اُبلنے کی نوبت آجاتی ہے تو اُس کا خالی کر دینا ضرور
ہے خواہ وہ احتلام کے ذریعے سے ہو یا کتخدا لوگوں میں مجامعت سے ہو۔
خدا نے جو ذخیرے منی کے جمع کرنے کے بنائے ہیں وہ صرف منی جمع کرنے کا
ذخیرہ نہیں ہیں بلکہ ان میں منی اس غرض سے جمع کی جاتی ہے کہ یہ لطیف طاقتور
اور جان پرور سیال مادہ جسم میں جذب ہو کر دوسرے اعصابی اور دماغی قویٰ کو تقویت
بخشے۔ احتلام کے متعلق ہم کافی بحث کر آئے ہیں لیکن کسی جوان آدمی کو اس طرف
سے بے پروا نہ ہونا چاہیے۔ ہر انسان کو اپنے حالات طبعی پر غور کرنا چاہیے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) شکل میں ظاہر ہوتی ہیں ان کا تنگ سرا سامنے اور چوڑا سرا پیچھے ہوتا
ہے ان کی نوکیلی سطح مثانے کی جڑ کے ساتھ چپکی رہتی ہے ان کے سامنے کے سرے نکیلے ہو کر
اور غدہ قدامیہ کی جڑ کے پاس اپنی اپنی جانب کے خصیے کی نالی سے مل کر قنات دافقہ (منی کی نالیں)
کی نالی بناتے ہیں جس کے ذریعے وقت ضرورت منی مجری البول میں گرتی ہے۔ منی ایک قسم کی
گاڑھی سفید سیال رطوبت ہے جس میں ایک خاص قسم کی سخت بو ہوتی ہے۔ منی کے تین جزو ہوتے
ہیں ایک منی کا پانی جو انڈے کی سفیدی کی طرح شفاف لیس دار ہوتا ہے دوسرے منی کے چھوٹے
چھوٹے گول گول دانے جن سے منی کے کیڑے جن کو عربی میں حیوانات المنویہ اور انگریزی میں
سپرمیٹوزوا کہتے ہیں ہر ایک منی کے کیڑے کا ایک گول سا سر ہوتا ہے ایک درمیانی
جسم اور ایک باریک سی دُم ہوتی ہے۔ یہ منی کے کیڑے ایسے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں
جو بغیر خوردبین کے دکھائی نہیں دیتے۔ آدمی کی پیدائش انہیں منی کے کیڑوں پر منحصر ہے
از مخزن الحکمت

ورزش اور ریاضت - اوقات مقررہ پر غسل - عمدہ غذا کی پابندی سے اس کی کثرت
کو گھٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ایک حد اعتدال پر آجائے اور یہ سیال مادہ
جس قدر زیادہ جسم میں رہ کر جذب ہوگا اتنا ہی توانائی تن درستی اور تقویت بخشے گا
اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم کو کم سے کم اتنا معلوم
رہنا چاہیئے کہ جسم انسانی کے ان خاص Glands (غدودوں)
کا کیا عمل ہے - ان کا پہلا فعل یہ ہے کہ خون میں سے ایک سیال مادہ کو جذب
کر کے جمع کرتے ہیں جس میں بعد کو تبدیلیاں ہو کر وہ منی کی شکل میں بن جاتا
ہے - جسم انسانی میں یہ غدود ایسے ہی ہیں جیسے کسی کارخانہ کیمیاوی میں لیبارٹری
(وہ کمرہ جس میں کیمیاوی تجربے کئے جاتے ہیں) خون سے یہ جو سیال مادہ غدود
کس طرح جذب کرتے ہیں یہ بات آج تک کسی مشاق سے ڈاکٹر کو بھی معلوم
نہیں ہوئی اس طور سے میں ایسے کیمیاوی اور اہم تغیرات پیدا ہوتے ہیں کہ اس کی
نوعیت اس حالت سے کہ جب وہ جذب کیا گیا تھا بالکل بدل جاتی ہے ان تغیرات
کے بعد وہ مادہ دوبارہ ایک ایسی شکل میں جسم انسانی میں داخل ہوتا ہے کہ جو قیام
تن درستی اور توانائی جسم کے لئے نہایت ضروری ہے اس سے معلوم ہوگا کہ
جسم انسان کی لیبارٹری میں اس مباشرتی سیال مادے کی ضرورت ہمیشہ
پڑتی رہتی ہے - یہ بات بالکل قرین قیاس اور ممکن العمل ہے کہ اگر کوئی شخص پاکبازی
کی زندگی بسر کرے اور اپنے جسم کی اس طریقے پر نگہداشت اور حفاظت کرے
جیسا کہ ہم سے خالق کا منشا ہے تو وہ شخص جس کے قوائے شہوانی بالکل درست
اور معتدل ہیں ایک عرصے تک غیر معمولی احتلام سے محفوظ رہ سکتا ہے حیات

صرف خیال ہی نہیں ہے بلکہ ممکن الوقوع ہے لیکن یہی بات تو یہ ہے کہ ہمارے
دیکھنے مین ایسا کوئی شخص آج تک نہین آیا کہ جسے عمر بھر احتلام نہ ہوا ہو بعض معالج
ڈاکٹرون نے یہ مشہور کر دی ہے کہ سر آئزک نیوٹن نے اپنے زندگی کے اخیر دنون مین
یہ کہا تھا کہ اُس کی مدۃ العمر مین ایک قطرہ منی کا بھی ضائع نہین گیا لیکن یہ بات بالکل
قرین قیاس نہین ہے نہ اسکی تصدیق کسی معتبر ذریعے سے ہوتی ہے۔ پہلوان
اور وہ لوگ جن کو طاقت کے کام کرنے پڑتے ہیں اور جو اپنی طاقت اور شہ زوری
کو اعلیٰ پیمانہ پر برقرار رکھنا چاہتے ہین اُن کے لیے احتیاط کی از بس ضرورت ہے۔
جب کبھی وحشی لوگ زیر تعلیم ہوتے ہین یا اُن کو کسی معرکے مین جانا ہوتا ہے
یعنی طاقت کا کرتب کرنا پڑتا ہے اُن مین بیاہے ہوئے بھی جماعت سے پرہیز کرنے
لگتے ہین اور اُن کو گھر دار چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جانا پڑتا ہے جہان اس قسم کی ترغیب
و تحریک نہ ہو کہ جو عورتون کی موجودگی اور اُن سے ملاقات مین لامحالہ پیدا ہوتی ہے
منی کے کثرت سے ضائع کر دینے سے جو کمزوری ہو جاتی ہے اُس کا ذکر انجیل مقدس
مین بھی سامسن اور دلیلہ کی مثال مین مذکور ہے سامسن کے دشمن خوب جانتے تھے
کہ کثرت سے عورت کی مقارنت اور خصوصاً حرام کاری سے ضرور کمزوری ہو جاتی ہے
اسی خیال سے اُن لوگون نے دلیلہ کو جو ایک کسبی تھی سامسن سے بھڑا دیا کہ وہ اسکی
طاقت سلب کرے تاکہ وہ کسی طرح اس دیو پر فتح پا سکین کیونکہ سوائے
اس چال بازی کے اُس پر کسی طرح فتح پانی ممکن نہ تھی۔ جن تھیلیون مین منی جمع رہتی
ہے جب وہ بہت بھر جاتی ہین تو خود بخود خالی ہو جاتی ہین لیکن ہم صرف اُس غلط خیال
کی تردید کرنی چاہتے ہین کہ باوجودیکہ تھیلیان خوب بھری ہون تو چھلک رہی ہون جب بھی

اُن کے خود بخود خالی ہوجانے سے کمزوری ہوجاتا یہ خیال البتہ محض غلط ہے۔
جب کوئی نوعمر آدمی اپنے قواے شہوانی کو ناپاک خیالات سے مشتعل کرتا ہے یا مخرب اخلاق ناول پڑھتا ہے یا شہوت انگیز برہنہ تصویرین دیکھتا ہے یا تھیٹر اور تماشون مین جاتا ہے یا ناچ رنگ کی محفلون مین شریک ہوتا ہے اور وہان وہ فاحشہ اور محرک شہوت عورتون سے دوچار ہوتا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کین دولت از گفتار خیزد

تو ایسی حالت مین اُس کے جسم مین ایک غیر معمولی سنسناہٹ اور جوش پیدا ہوجاتا ہے جس سے اُس کے دماغی اور حیوانی قویٰ ہیجان مین آجاتے ہین اور اعضاے تناسل مین ایک غیر معمولی تحریک پیدا ہوکر جو معمولی عمل منی کے جذب کرنے اور طیاری کا ہوتا ہے وہ بڑھ جاتا ہے اور اُس مین زیادتی ہوجاتی ہے جو طبیعت پر بار ہوجاتا ہے۔ پس کمزوری کا سبب صرف منی کا اخراج نہین ہوتا بلکہ بُرے اور ناپاک خیالات قواے شہوانی کے التہاب کا باعث ہوکر نقاہت پیدا کرتے ہین۔ جب جسم مین ایسی گدگدی پیدا ہوتی ہے تو جسم انسانی سے معمول سے زیادہ منی کھنچنے لگتی ہے اور تھیلیون مین جلدی جلدی اُس مقدار سے زیادہ جمع ہونے لگتی ہے جو کہ سکون کی حالت مین ہوتی ہے اور اسی وجہ سے خواب مین اکثر خارج ہوجاتی ہے۔ پس یاد رکھو کہ جو شخص ناپاک خیال رکھتا ہے اور اسی ادھیڑبن مین لگا رہتا ہے وہ نہ صرف اپنے اخلاق اور قواے دماغی کو خراب کرتا ہے بلکہ اپنی حیوانی طاقت کو بھی صریح نقصان پونہچاتا ہے ہمارے اس قول کی تصدیق لعابی اور اشکی گلینڈز کی مثال سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ دیکھیے کہ کسی کھٹی چیز کے سامنے آجانے سے کس طرح فوراً مُنہ مین پانی بھر آتا

ہے۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ ننگی بیوں کو کھلے ہی ہیں بعض تصویریں دیکھنے سے اثر ہوتا
ہے یہی حال آنسوؤں کا ہے۔ برابر ہر وقت ایک معتدل مقدار میں سیال مادہ آنکھ
کے دھونے کو ضرور بہتا ہے لیکن ایسی مقدار کہ جتنا آنکھ کی صفائی کے لیے درکار ہے
لیکن جونہی جب دل پر کسی غیر معمولی خوشی یا غم کا اثر محسوس ہوتا ہے تو وہی مادہ غیر معمولی
مقدار میں کھنچ آتا ہے اور آنسوؤں کی شکل میں بہنے لگتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر
سبل گلینڈز کو زیادہ تحریک دی جاوے تو ان کی قوت سلب ہو جاوے گی اور ایسے شخص
اگر ذرا ذرا سی بات پر رو دیتا ہے تو اس کی آنکھیں بے رونق ہو جائیں گی اور نگاہ
کمزور ہو جاوے گی بعینہٖ یہی حال منی کے غدود کا ہے۔ جب رات دن اسی
تصور میں لگا رہے اور اسی کی دھن رہے گی تو قوت جاذبہ کو تحریک ہو کر زیادہ مقدار
میں منی کھنچ کر اکٹھی ہوگی اور اس حالت سے ذرا اُبال کر اخراج ہو جاوے گا اس
غیر معمولی طور پر منی کا جمع ہو کر خواب میں نکل جانا زیادہ مضر ہے۔ پس خیالات کو پاک
صاف رکھنے کی کس قدر ضرورت ہے اس سے ظاہر ہے۔ اب ہم اُن چند باتوں
کا ذکر کرتے ہیں جو ایسی صورتوں میں اُن لوگوں کو مفید پڑیں گی جو برے خیالات
اور ذلیل حرکات سے محترز رہنا چاہتے ہیں اور جو اب تک جذبہ خواہشات نفسانی
تھے اور اب پھر راہ راست پر آ کر اپنے اخلاق۔ دماغی اور جسمانی قویٰ کی جو برباد ہو چکی ہیں
درستی کرنا چاہتے ہیں۔ باب دوم میں جو ہدایتیں تزکیہ نفس کی دی گئی ہیں ان کو بغور
پڑھنا چاہیے اور نیز حفظ اخلاق کے چوتھے اور پانچویں بابوں پر بھی نظر ڈالنی چاہیے
علاوہ اس کے ہم ذیل میں چند ہدایتیں لکھتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے نہایت مفید
نتائج مترتب ہونے کی توقع ہے۔

ہے اول دل و دماغ خیالات تصورات اور ارادے کی صفائی چاہیے اور اسکے
ساتھ ہی ساتھ جسم کی صفائی بھی ضروری ہے۔ مرد۔ عورت۔ بچے کو ہفتے میں کم سے کم
ایک دو دفعہ غسل کرنا چاہیے۔ ہفتہ واری غسل کے علاوہ روز صبح کو ہاتھ منہ بھی طرح
دھونا چاہیے۔ گرمی کے موسم سے غسل کی عادت ڈالنی چاہیے اور ہاتھ یا کیسہ سے
بدن ملنا چاہیے تولئے سے خوب رگڑ کر بدن پونچھا جاوے تو طبیعت کو ایسی فرحت
اور انبساط حاصل ہوگا کہ دل ہی چاہے گا کہ یہ طریقہ ساری عمر جاری رہے۔ اگر گرمیوں سے
یہ معمول شروع کیا جاوے گا تو نزلے یا زکام کا اندیشہ نہ ہوگا اور بتدریج جوں جوں موسم
سرد ہوتا جاوے گا اُس کا کوئی فوری اثر نہ ہوگا اور گو کیسی ہی سردی پڑتی ہو کہ گھڑوں
میں پانی بھی جم جاوے گرم نہانے سے دل پیچھے نہ ہٹے گا اور جو ذرا سی تکلیف یا وقت
اس میں صرف ہوگا اُس کا کافی معاوضہ طبیعت کے چاق و چوبند ہونے سے ہو جاوے گا
اگر احتلام کثرت سے ہوتا ہو تو ٹھنڈے پانی کے تریرے صبح شام شرمگاہ پر دینا
بہت مفید ہے۔ جو شخص پاکبازی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اور اپنی طاقت محفوظ
رکھنا چاہتا ہے اُسکو چاہیے کہ بے ضرورت شرمگاہ کو مس نہ کرے لیکن ہاں
جن لوگوں کے ختنہ نہیں ہوئے ہیں اُن کو روز چاہیے کہ ختنے کے اوپر کے چمڑے
کو اُلٹا کر ضرور دھلا لیں تاکہ میل کچیل جمع نہ رہے کیونکہ نا صاف کی حالت میں میل کچیل
جو تحریک پیدا کرتا ہے۔ دوسری ضروری بات ورزش جسمانی ہے۔ اگر کسی کو سارے
دن بیٹھے رہنے کی عادت ہے۔ یا وہ طالب العلم ہے یا کسی ایسی ملازمت میں ہے کہ زیادہ
حصہ اُس کے وقت کا بیٹھنے میں گزرتا ہے تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ
کم سے کم دو گھنٹے تفریح کیا کرے۔ اگر روزانہ کام کاج میں تھوڑی بہت

تو یک اعصاب کو پہونچتی ہے لیکن اُس بیچارہ ورزش کہان ہے جو تفریح کہلا سکے
جو دماغی کام میں مصروف رہا اُس کے لئے ورزش کی ضرورت تو نہین ہے مگر تفریح
درکار ہے اور اُس کی ضروریات کے نظر کرتے اس کو اُس قسم کی تفریح مفید نہین ہے
جیسی کہ اُس شخص کو درکار ہے کہ جو ایک کمرے مین بند بیٹھا ہوا ہی کھا سکتا رہا ہو یا
جو سارے دن کسی کتاب پر اوندھا پڑا رہا ہو جیسے کسان جس نے سارے دن
کچھ جسمانی محنت کی ہو تیار توڑ ڈالی ہون اُس کو ورزش کی ضرورت نہین رہتی لیکن برخلاف
اس کے اگر کوئی دل پسند کتاب کے مطالعہ مین گھنٹے دو گھنٹے صرف ہو جائین تو زیادہ
دل بستگی کا باعث ہوگا لیکن یہی بات جو کسان کی دلچسپی کا باعث ہوئی ہے
ایک طالب علم یا وکیل کے لئے بالکل نامناسب و ناقص عمل ہوگا۔ ہر نوعمر آدمی کے پاس
ایک جوڑ ہلکے ڈمبیز یا مگدرون کی ہونی چاہئے اور اگر گنجائش ہو تو اس قسم کا اور ورزش
کا سامان مثلاً سینڈو کے گرپ ڈمبل چسٹ ڈیولپر (سینہ چوڑا کرنے کا) ایکسپینڈر وغیرہ
مہیا رہنا چاہئے۔ شاید ایسے تنگ دست بہت کم ہون گے جو کوڑی سے مگدرون
کی جوڑی بھی نہ خرید سکتے ہون یا چار یا چھ پونڈ کے ڈمبل کی جوڑی نہ لے سکتے ہون
مگدر یا ڈمبل کی مختلف ترکیبون کو بخوبی سیکھو جن سے تمام اعصاب طیار ہو جائین ۔
جب موسم خوش گوار ہو تو بائیسکل کی سواری بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ اُس کا زین حفظان صحت
کے قاعدے درست اور لچکدار ہو۔ سخت زین عموماً مضر ہوتے ہین۔ ٹینس فٹ بال
کرکٹ و مختلف قسم کے کھیل مفید صحت ہین۔ جسم کے لئے ورزش ایسی ہی
مفید ہے جیسی کہ تعلیم و تربیت دل و دماغ کے لئے ورزش نہ صرف تمہارے جسم کو
سڈول اور مضبوط کر دے گی بلکہ تمہاری تندرستی کی بھی ضامن ہوگی اور اس سے

خواہشات نفسانی کی بھی ایک حد تک روک تھام ہوگی - بڑے شہروں میں ورزش کے بہت سامان سب میں جمنازیم (اکھاڑے) بنے ہوئے ہیں لیکن شاید بعض طبائع تخلیہ پسند ہوں اور اس قسم کی ورزش گاہوں میں جانا پسند نہ کریں تو ان کے لئے سینڈو کی کتاب فزیکل کلچر بہت مفید ہے اُس میں مختلف شکلیں ورزش کی تصویروں سے بتلائی گئی ہیں اور کس قسم کی ورزش سے کون سے رگ پٹھے درست ہوتے ہیں بہت تفصیل سے درج ہے شراب نوشی اعضائے توالد و تناسل کے لئے نہایت مضر ہے - خدا کا شکر ہے کہ اس ملک میں ابھی مے نوشی کی وہ کثرت نہیں ہے کہ جو یورپ میں ہے - اس سے زیادہ بیان کا اطلاق بے سود ہے لیکن پھر بھی انگریزی تعلیم کے ساتھ روز بروز اس کی ترقی دیکھی جاتی ہے اور اب تہذیب کا لازمہ سمجھا جاتا ہے بدون اس کے ہمنشینی کی تکمیل نہیں ہوتی - مسلمانوں میں تو شراب قطعی حرام ہے لیکن مذہب کی طرف سے بالعموم انگریزی خواں بے پرواہ ہوتے ہیں اور اسکو ایک زمانہ جاہلیت کا دستور سا سمجھتے ہیں لیکن دنیاوی اعتبار سے بھی شراب خواری سخت مضر اور اُس کی کثرت باعث ہلاکت ہے - انگریز اگرچہ پیتے ہیں

؎ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۚ بقر (۲) یعنی لوگ شراب اور جوے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو (ان لوگوں سے) کہہ دو کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں مگر اس کے فائدے سے ان کا گناہ (اور نقصان) بڑھ کر ہے "

تو وہ اگر کوئے ہوئے سامان تو بہ فرش بچھاتے ہیں سه

ہر کہ بد نام کند اہل خرد غلط است

بلکہ نہ بے شود از صحبت کودن پناہ

تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ لنڈ باز اور شرابی ہی سب سے پہلے روپیت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ذیل میں حفظان صحت کے چند مفید قواعد درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) کم سے کم ہفتے میں دو مرتبہ غسل کرو۔

(۲) رات کا کھانا دیر سے نہ کھاؤ اور کھانے ہی سو نہ جاؤ کہ ہاضمے میں فتور آتا ہے۔

(۳) کبھی اتنا نہ کھاؤ کہ پیٹ ٹھس ہو جائے۔

(۴) شراب اور تمباکو سے دور بھاگو۔

(۵) کافی یا چائے اگر پیتے ہی ہو تو کم پیو۔ کثرت مضر ہے۔

(۶) بہت گرم یا بہت سرد شربت نہ پیو۔

(۷) جب[۱] دوسرا گوشت مل سکتا ہے تو سور نہ کھاؤ۔

(۸) آہستہ کھاؤ اور خوب چبا کر کھاؤ۔

(۹) کھانے کا جو وقت مقرر ہے اس کی پابندی کرو اور کھانے کے اوقات کے سوا منہ نہ چلاؤ۔

---

۱ گو انگریز سور کا گوشت کثرت سے کھاتے ہیں تاہم اس کا مضر صحت ہونا محتاج بحث نہیں انگریز بھی اسے مانتے ہیں ۱۲

(۱۰) اوقات مقررہ پر روزانہ اجابت کا آنا ضامن صحت ہے۔

(۱۱) رات کو سونے سے پہلے پیشاب سے فارغ ہو لو۔

(۱۲) ایسی جگہ سوؤ جہاں شور و غل نہ ہو اور پلنگ پر تنہا سوؤ۔

(۱۳) سویرے سوؤ اور نیند بھر کے سوؤ اور سویرے اُٹھو۔

(۱۴) سونے کے کمرے میں ہوا کا گزر اچھی طرح ہو۔

(۱۵) روزانہ کم سے کم دو گھنٹے کھلے میدان میں ہوا خوری کرو۔

(۱۶) پاؤں کو گرم اور خشک رکھو اور برس کے بارہ مہینے کرتے کے اندر فتوئی یا بنیان پہنو جو بدن سے چسپیدہ رہے۔

ہر انسان کے لئے جو زندگی اچھی طرح گزارنا چاہتا ہے کچھ نہ کچھ مقصود ہونا چاہئے اپنی زندگی کا کوئی مقصد قرار دو اور یاد رکھو کہ ہمیشہ تمہارا مقصود بلند ہو۔

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

جس کے پیش نظر آفتاب ہے ضرور ہے کہ وہ اس شخص سے زیادہ اُچھلے گا جس کی مد نظر زمین ہے دنیا باہمت قائم۔ اگر تم اپنی زندگی کا [illegible] نہ ٹھہراؤ گے اور اس کی مناسبت سے منصوبہ نہ باندھو گے تو وہ بادی النظر میں [illegible] ہوا ہی ہو تو یاد رکھو کہ دنیا میں کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ کسی ایک کام کے ہو رہو۔ جو کام اختیار کرو جی جان سے اس میں لگ جاؤ اور اسی کے حصول اور کامیابی کی دُھن ہر وقت لگی رہے۔ [illegible]

میں اعتدال پیدا کرو۔ ترقی اور بزرگی کے حصول کی کوشش ہمیشہ پیش نظر رکھو۔
جس کام کو کرو پورا کرو۔ ادھورا نہ چھوڑو۔ محنت اور مشقت کے عادی ہو۔ اگر تمہاری
زندگی کے یہ اصول رہے جو ہم نے بتائے ہیں اور تم نے واقعی ان پر عمل کیا تو
یاد رکھو کہ زندگی کا سکھ ہمیشہ ہی دیکھو گے اور اگر تم خداوند کریم پر بھروسہ کرو اور اس کے
احکام پر چلو تو نہ صرف اس دنیا میں بلکہ دین میں بھی تمہارا بول بالا ہوگا۔ ڈاکٹر ولیم
ایکٹن جو اس فن کے سب سے مشہور اور معتبر ماہر گزرے ہیں اس بارے میں نہایت
وثوق کے قابل ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "دی ری پروڈکٹو آرگنز" (اعضائے
تناسل) میں لکھی ہے کہ "مضبوط و توانا آدمی کو اگر ہفتے میں ایک مرتبہ احتلام ہوتا تو
ڈاکٹروں کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیے لیکن ایسے شخص کے لئے مفید تدابیر
یہ ہیں کہ رات کا کھانا دیر سے نہ کھاوے کافی یا چائے نہ پیوے۔ نرم پروں کے
بچھونے پر نہ سووے۔ زیادہ ہو تو لیٹ کر نہ سووے۔ رات کھانے کے بعد کسی قسم کا
سوڈا یا لیمنیڈ بلکہ پانی بھی نہ پیوے سوتے وقت پیشاب کر کے سووے اور جب
رات میں آنکھ کھلے فوراً اٹھ کر پیشاب کرے آلکس نہ کرے۔ احتلام کی یہ ایک
عمدہ اور بہتر روک تھام ہے۔ اگر زیادہ پیاس لگے تو شام کو کھانے کے وقت تھوڑا
پانی پی سکتے ہیں مگر بالعموم رات کا پانی پینا مضر ہے اور احتیاط[۱] لازم ہے جن لوگوں

۱؎ روایت کا مطلب ہے دن رات کو پیاس یوں بجھ گئی ہے برخلاف اس کے
بعد اسنان کی گرمی کی راتوں میں تو یہ تعمیل نہیں ہو سکتی۔ وقت بے وقت پانی پی لینے سے
زہر معدہ ہو جاتا ہے تو مقدور رات کو پانی نہ پینا بھلا ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو ناک بند کر کے
پینے سے ترشی سے محفوظ رہیں گے۔

بلکہ غفلت سے احتلام ہوتا ہے اُن کو معلوم رہنا چاہیے کہ جب تک گہری اور غفلت کی
نیند ہو کبھی احتلام نہین ہوتا ایسی غفلت کی نیند اکثر صبح تک رہے ایسے مریضون
کا علاج یہ ہے کہ رات کے کھانے مین ثقیل یا مرغن غذا نہ کھائین۔ جو کچھ کھانا ہو وہ سہ پہر
کے وقت کھا لین رات کا کھانا سیدھا سادا اور غذا ہلکی اور سریع الہضم ہونی چاہیے۔
میرا مقصد یہ نہین ہے کہ رات کو بھوکے سو رہین نہین۔ نہین اگر کھانے مین تھوڑی
سی احتیاط کر لی جاوے تو کسی ڈاکٹر کی دوا کے بغیر ہی خود بخود احتلام کی بہت کچھ
روک تھام ہو سکتی ہے۔ رات کے وقت اگر حلق تک ٹھس ٹھس کھا لیا جاوے تو
یاد رکھو کہ دنیا بھر کی دوائین بھی کچھ فائدہ نہ دین گی۔ جن لوگون کو احتلام کی شکایت ہے
اُن کو جب آنکھ کھلے سویرے ہی اُٹھنا چاہیے کبھی آنکھ کھل جانے کے بعد دوبارہ
سونے کی کوشش نہ کرین بلکہ سویرے سو رہین۔ اکثر نہانے کی حاجت نیند کے
دوسرے وہلے مین بعد نصف شب ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ سو جانے کے بعد جب
ابھی صبح نیند کے آنکھ کھل جاوے تو پھر دوبارہ نیند لینے کی کوشش کرنا محض
جہالت ہے بلکہ فوراً اُٹھ بیٹھنا چاہیے۔ اگر تمہاری آنکھ سویرے نہین کھلتی تو کسی کو کہو
کہ تم کو سویرے اُٹھا دیا کرے یا الارم (بیداری کی گھڑی) رکھو۔ سویرے اُٹھ بیٹھنا
ایک ایسا عمدہ و سریع الاثر نسخہ ہے کہ جس کے مقابلہ مین ساری فارماکوپیا
(قرابادین) مین بھی کوئی نسخہ نہ ملے گا۔ اس مین شک نہین کہ شروع شروع تو جب
اُٹھنا ضرور اکھرے گا لیکن چند روز کے بعد جب عادت پڑ جاوے گی تو طبیعت کو
وہی آرام ہوگا جو دیر اُٹھنے مین پہلے ملتا تھا۔ بعض لوگ یہ کہین گے کہ ہم تو ایسے
تھک کر بے سدھ پڑتے ہین کہ ہمین اپنے تن بدن کا ہوش نہین رہتا۔ علاج یہ

ہے کہ اگر منہ یا دوپٹہ کے متوالے ہو اور سانس کی تنگی سے اکثر کبھی نیند کھلتی
تو طبیعت میں تحریک ہوئی یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض حالتوں میں بستر نرم ہونا ہے کہ
مثانہ پیشاب سے خالی رہے بعض حالتوں میں تھوڑے (ایک دو تولہ) مغز کے
بادام کا حصہ سونے وقت لینا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ رات کو سونے وقت کمر
سے تولیہ پیچھے اور سوئی کو دو سے کر باندھ لینا بھی ایک مفید تدبیر ہے جس سے
آدمی چت نہیں لیٹ سکتا اور یہی بعض حالتوں میں احتلام کا محرک ہوتا ہے۔ مجھے
ایسے مریضوں سے سابقہ پڑا ہے جو بہت بے بس رہے ہیں کہ جن کی سخت مشکل ان
تصورات اور توہمات کی تھی جو ان کے دماغ میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور رات کو خواب
میں ان کے سامنے شہوت انگیز تصویریں بعض اوقات ہیں ایسے لوگ عموماً کمزور دل
و دماغ کے ہوتے ہیں وہ زبان سے تو ایک بات کہتے ہیں مگر دل ان کا ان کے
تابع نہیں ہوتا ان میں اتنی قوت ہے کہ دل و زبان کو ایک کر سکیں اور ایسے ہی لوگ
زیادہ اس مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتے ایسے
دہری بندوں کے لیے ڈاکٹر بھی کچھ نہیں کر سکتا تاہم اگر وہ ابھی ان کو اپنے قول اور
فعل کی مطابقت پر قابو ہو تو نفس امارہ سے نکلوا دیں جو ایک ترکیب بتلاتی
اس پر عمل کر کے دیکھیں۔ بُری عادت کا چھوڑنا مزدوری ایک دشوار امر ہے اَلعَادَۃُ
طَبِیعَۃٌ ثَانِیَۃٌ[1] اور اس کے لئے ہمت اور استقلال درکار ہے۔ ایک
اسی کے امیر آدمی نے جسے پانچ سال سے یہ شکایت تھی اور جریان کی کثرت
تھی کہ وہ بے چارہ بالکل ناتوان ہو گیا تھا مجھ سے اپنی مصیبت بیان کی کہ اس نے
ارادہ کر لیا کہ جب کبھی نیند میں کسی عورت کی شکل یا کسی ناپاک خیال کا تصور ہو

[1] عادت دوسری طبیعت ہوتی ہے ۱۲

فوراً جاگ اُٹھوں گا اور سونے سے پہلے دل میں بار بار یہی منصوبہ گانٹھتا رہتا تھا۔ مستقل مزاج آدمیوں کے ارادے کی طبیعت تابع ہوتی ہے اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ یہ خیال دماغ میں ایسا جم گیا کہ سونے میں بھی یہی تصور رہتا تھا اور جہاں اُسے کچھ ایسا ویسا خواب دکھائی دیا کہ صاف وجود اُس کی آنکھ کھل جاتی تھی اور وہ اسی وقت پر اُٹھ بیٹھتا تھا اور چند روز اسی ارادے پر صمیم قلب سے استقامت کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ارادہ طبیعت پر غالب آگیا اور وہ شکایت دیکھتے دیکھتے رفع ہو گئی۔[1] ہر شخص اس کو آزما سکتا ہے ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو بہت محتاط ہیں کہ وہ کبھی عورت کی طرف غیر معمولی التفات نہیں کرتے اُن کی عادت ایسی راسخ ہو جاتی ہے کہ سونے میں بھی ان کو جب کبھی کوئی غفلت خواب دکھائی دیا تو جس حد تک لے جا سکنے میں وہ گفتگو اور ہنسی مذاق کرنے کے عادی تھے وہاں تک تو مضائقہ نہ تھا مگر جہاں ذرا بھی زیادہ اختلاط کی صورت پیش آئی جس کی وہ بیداری میں عادی نہ تھے بس وہیں نیند اُچاٹ ہو گئی۔ جب کوئی آدمی دل میں پکی طرح ٹھان لے کہ میں کسی عورت سے ناجائز اختلاط نہ کروں گا تو اس کے دل کو بھی اس ارادے کی پابندی کرنی پڑے گی رفتہ رفتہ ارادہ اور دل یک زبان ہو جائیں گے سوتے جاگتے ایک ہی حالت رہے گی جب کبھی نیند میں ایسا موقع پیش آئے گا کہ دل میں شہوت انگیز خیال پیدا کرے وہیں ارادہ انسان کو ٹہوکا دے کر جگا دے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ارادہ بڑی چیز ہے ۵

[1] راقم کو بارہا اپنے بارے اس کا تجربہ ہوا ہے کہ جب کبھی نا وقت ریل پر جانا ہوا یا کہیں سفر کی حالت پڑی سوتے وقت دل میں یہ بات جمالی کہ دو بجے رات کو اُٹھ بیٹھوں گا جاگ اٹھا

(بقیہ صفحہ آئندہ)

چو بہ کارے کہ ہمت بستہ گردد — اگر خارے بود گلدستہ گردد

پس جو لوگ نیند کے دشمن ہیں اور جو اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں اور بیداری سے کبھی نہ بھاگتے ہیں اُن کے لیے یہ نسخہ نہایت عمدہ ہے اُن کی طبیعت عمدہ خیالات بدعادات میں سدھر جائے گی کہ دن و رات حاضر اور غائب سوتے جاگتے سب اُن کے لئے یکساں ہو جائے گا

چوتھا باب

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا

امراض خبائث اور اُس کے ہولناک نتائج

شرح این قصہ دل سوزنہ گفتن تا کے
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے

جو غلط کاریاں اور گناہ انسان سے ہوتے ہیں اُس کا خمیازہ بھگتنے کیلئے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) جاگرن کو بس تکیہ کر دی کہ فلاں وقت اُٹھا دینا گرگری سرہانے رکھ کر سوئیں وقت پر آنکھ کھل گئی چنانچہ بعض مشاہیر میں اکثر سحری کو وقت مقررہ پر جاگنے آنکھ کھل جاتی ہے یہ سب ارادے کی قوت ہے۔

[1] اے اللہ ہم کو دنیا کی کل بلاؤں سے محفوظ رکھ۔

اُسے تیار رہنا چاہیے ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو

ز مکافات عمل غافل مشو

اپنی اپنی کرنی اور اپنی اپنی بھرنی۔ خود کردہ را علاجے نیست ۔ اکثر اوقات تو مرتکب گناہ وہی کے سر وبال آن پڑتی ہے اُس کا کیا اُسکے آگے آجاتا ہے دوسرون کو کانون کان خبر بھی نہین ہوتی لیکن بعض کام انسان کے لیے ایسے بھی ہین کہ اُن کے نیک و بد کا ثمرہ دوسرون تک پہنچتا ہے یہی حال استغفار کا ہے کہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مصیبت اُسی پر پڑتی ہے جو اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی تکلیف سے اس کے عزیز و قریب بھی متاثر ہوتے ہین بیماری کو کسی خاص عضو کی کیون نہ ہو مگر ایک بھی نس کے لگنے سے سارا بدن بیکل ہوجاتا ہے وجہ یہ کہ اعضا کا باہمی تعلق ہے ۔ اگرچہ صرف آنکھ ہی دکھتی ہو مگر سارا بدن تکلیف مین مبتلا ہوتا ہے ۔ یہ علاقہ برادری ہے ۔ یہی حال خاندان کا ہے گناہ ایک کرتا ہے مگر مبتلائے مصیبت اور سب کے سب ہوتے ہین ۔

بنی آدم اعضائے یک دیگرند | کہ در آفرینش ز یک جوہرند

چو عضوے بدرد آورد روزگار | دگر عضوہا را نماند قرار

تو کز محنت دیگران بے غمی | نشاید کہ نامت نہند آدمی

گناہون گناہون مین فرق ہے بعض ایسے سخت ہین اُن سے زہر زیادہ ڈرنا چاہیے نہ صرف اس سے کہ اُن کا بدلہ بہت خوفناک اور مرتکب کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ترقی رکنے والے ہین ۔ ایسے گناہ متعدی ہین اُن کی

علیحدہ ہے۔ بہت سے شخصوں کی شکایت رہتی ہے کہ ذرا سی صحت میں
مانت سے قبل بہت بیٹے نہ ہو سکے اُن کے نتیجہ داد وسیع ہوتا ہے
دو آدمی گنہگار ہوتے ہیں اُن کی زمین بخانمان برباد رہتی ہے جب تک
اور دونوں کو مصیبت بھگتنی پڑتی ہے جن کو ان افعال سے کچھ بھی تعلق
نہیں ہے وہ بیچارے سب غرض میں وہ بھی دہ لے جاتے ہیں۔ کبرے
والدین کی اولاد کو جب سمجھ ان کی … والدین جمال بہتیں … قریب۔
… ست آتشک اور بعض اوقات گھٹنے کا مجھے اس مصیبت کی … اور اکثر بیماری
پیدا ہوتا ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان گنہگاروں کا …
خاتمہ نہیں ہوتا بس جگہ … جس کی مثالیں … زمین کی یہ امراض جن کا …
جو قریب قریب … کے ہے … سفالی ہونے کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں
اور … جسم کے ہر رگ و ریشہ میں ان کا اثر ہو جاتا ہے اور … پیدا ہوتے
ہیں کہ دیکھنے والے گھن کھانے لگتے ہیں اور قریب قریب ایسی ہی شہر کی ہوتے
ہیں جیسے جذام مغلظ کا۔ اور بداعمال باپ کا اثر معصوم اور بے بس اولاد پر استقرار
حمل کے ساتھ ہی پہنچ جاتا ہے۔ بھولی بھالی بیوی جس کو میاں کے کرتوت کی خبر نہیں
ہوتی آزار دہ ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری ایسی آزار دہ ہے کہ نوکر چاکر … میں …
خدمتگار وغیرہ جب … سے لگے تک مصیبت میں آ جاتے ہیں۔ … خطرناک
بعض آتشک … کے مریض جس چیز کو چھو دیتے ہیں اس میں خوفناک اثر پیدا ہو جاتا
بلکہ زہر قائم رہتا ہے ان کے گلاس میں پانی پینا۔ ان کا حقہ پینا ان کے تولیے
اور کپڑوں کنگھی برش اور چھری کانٹے چمچوں کا استعمال بہت خطرناک ہے کیونکہ

اس بیماری کے ساتھ ہی ساتھ جراثیم (Germ) رہتے ہیں اگر یہ چیزیں
پھیلتے ہوئے پانی یا کسی Disinfectant[۵] دوا سے نہ
دھوئی جائیں تو ان میں مرض کے کیڑوں کا موجود رہنا بالکل یقینی ہے اگر یہ حشرات
ہم کو دکھلائی دے سکتے تو بھی ایک حد تک ان کی روک تھام کی جا سکتی تھی لیکن مشکل
تو یہ ہے کہ معاملہ برعکس ہے۔ اس میں بلکہ جو بیس چالیس برس تک ان میں بالکل چھپا ہوتا
ہے اور کسی قسم کی شکایت نہیں رہتی اور یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے بعض دفعہ
ایک ہی رات میں [illegible] جنہیوں سے [illegible] ہے دیکھنے والوں کو نہایت
تعجب ہوتا ہے [illegible] اور انگریزوں کے [illegible]
تھے اور اس کے [illegible] کی [illegible] ہوتے جن کے باشندے [illegible]
سے [illegible] رستے [illegible] تھے کہ ایک [illegible] میں [illegible]
بھی کے [illegible] ہونے لگے اور اس غضب کا [illegible] پھیل
دیہ سوکینہ کا قفت الٹ گیا اور ساری بستیاں اور باشندے [illegible] ہو گئے اور اب
[۵۲] [illegible] زمین [illegible] آج بھی [illegible] انگشت بدندان
ہے۔ [illegible] شک نہیں ہے کہ [illegible] شخص [illegible] مرض
خبیثہ کی نوعیت معلوم ہے اس کے نتائج سے پوری آگہی ہے وہ دوا جانتے ہیں
دنیا میں کس کثرت سے یہ امراض شائع ہیں [illegible] کی بدولت [illegible]

---

۵ [illegible]
۵۲ [illegible]

مبتلا ہونا پڑتا ہے - وہ لوگ بھی جن کو کسی قسم کے امراض شہوانی ہو چکے ہین ان امراض جنیشہ کی ماہیت سے ایسے ہی ناواقف محض ہین جیسے کہ اچھوتے لوگ ہین - جہان مرض کا اشتداد کم ہوگیا اور بیرونی علامات دب گئین وہ دل مین خوش ہوجاتے ہین اور سمجھنے لگتے ہین کہ ہم بالکل اچھے ہو گئے لیکن آگے چل کر جب دوسری شکلون مین بیماری آن دباتی ہے تو اُن کا خیال اس طرف نہین دوڑتا کہ یہ اُسی بیماری کا ضمیمہ ہے۔ اس کے کہنے مین کچھ مبالغہ نہین ہے کہ اگر عام طور پر امراض شہوانی کی نوعیت اور اُن کے بے انتہا نقصانات معلوم ہوتے تو ہزارہا مخلوق خدا جو ہر سال تباہ ہوتی ہے ان اخلاقی اور جسمانی آلودگیون سے محفوظ رہتی اور ہزارہا معصوم اُن بچے جن مین یہ زہر وراثتہً سرایت کر رہا ہے اور اس درجہ خرابی پھیل گئی ہے کہ گویا زندگی انسان کے چشمہ حیات مین زہر گھول کر ملا دیا ہے جس سے نسل انسان کی بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے (بچ جاتے - جو لوگ ان امراض مین مبتلا ہین وہ اچھی طرح ان کی تکالیف سے واقف ہین وہ دل سے چاہین گے کہ اے کاش دوسرون کو جتلا دیا جاسے کہ ہماری طرح نادانستگی مین وہ مبتلا سے آلام نہ ہون ؎

روزگارم بشد بنادانی
من نکردم شما حذر بکنید

ایک نامی گرامی ڈاکٹر جن کو خاص ان امراض مین دستگاہ کامل ہے لکھتے ہین کہ " بڑے بڑے شہرون مین تو یہ امراض صد درجہ پھیل گئے ہین - ادنیٰ و اعلیٰ ہر طبقے کے مرد عورت اس مین مبتلا ہین - ہم کو اس مین شک نہین ہے کہ تمام آبادی مین کم و بیش پچیس فی صدی افراد انسانی اس مصیبت مین گرفتار ہین اور زیادہ تر ان مین

بوجہ نا واقفیت ہی کے پھنسے ہین - یہ امراض کچہ غریب اور کم درجے ہی کے لوگون مین نہین ہین بلکہ فیشنبل سوسائٹی مین اور سر بفلک محلات مین بھی ان کا قبضہ ویسا ہی مستحکم ہے جیسا کہ ٹوٹی ہوئی جھونپڑیون مین ہے فرق صرف اتنا ہے کہ غریبی اور تنگدستی بڑی بلا ہے اُن کے افعال ظاہر ہوجاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی کرتوت پر امیری کا پردہ ڈھنکا رہتا ہے اور علاج معالجے سے روک تھام بھی ہوجاتی ہے کوئی مرد یا عورت خواہ وہ کسی پایہ اور رتبہ کی ہون امراض کی گزند سے محفوظ نہین ہے [۵] ،، یہ حالت پبلک کی خاص توجہ کے قابل ہے - اے کاش ہم اپنی اُٹھتی پودھ کو ایسی بدروشی سے بچا سکین جن کو بعض لوگ کھیل تماشے اور موجب دلبستگی اور تفریح سمجھتے ہین اور کہتے ہین ؎

زندگی زندہ دل کا نام ہے

وہ دل خاک جیا کرتے ہین

لیکن خداوند تعالیٰ کے یہان اس کی بازپرس ہوتی ہے اور ہر شخص اس کے مواخذے اور سزا مین مبتلا ہوگا - اگر ہم بے خبر اور ناکردہ گناہون کو سنبھال لین اور اس طرح دنیا مین پاک اور تن درست نسل پیدا کر سکین تو اتنا بڑا کام ہمارے بل بوتے کا نہین ہے مذہبی پیشواؤن کو اصلاح کی جانب کمر ہمت باندھنی چاہیے نہ صرف اپنے اپنے گھرانون کی حفاظت کے لیے بلکہ تمام قوم کے لیے بلکہ قطع نظر ہمارے

---

[۵] ہندوستان مین بھی ان امراض کی کثرت ضرور ہے مگر اتنی نہین ہے کہ جتنی کہ یورپ مین ہے ۲

مذہبی فرائض کے بہ حیثیت ایک خیر خواہ ملک و قوم کے ہم کو چاہیے کہ ہم اس خطرناک
عذاب کو صفحۂ زمین سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دین یا کم سے کم اس کی بیباکانہ
ترویج کی روک تھام کرین جس سے نہ صرف افراد انسانی ناپاک اور بے کار ہو رہے
ہین بلکہ اُس کا بہت بُرا اثر کل قوم پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔
ڈاکٹرون کے سامنے جو بیمار آتا ہے اس مین شک نہین کہ وہ اُس کا علاج کر کے انسانی
تکلیف کو کم کرتے ہین لیکن وہ اپنے بیمارون کو امراض شہوانی کے مضر نتائج سے
آگاہ نہین کرتے۔ بڑے بڑے ڈاکٹرون کو اتنی فرصت کہان ہے کہ وہ ہر مریض
کے سامنے لکچر دیتے پھرین۔ جب مین دوسرے ڈاکٹر یہ سمجھتے ہین کہ مریض ہمارے پاس
علاج کو آیا ہے ہم کو اُسے تسلی دینی چاہیئے نہ کہ ہم اُلٹا اُسے اور گھبرا دین غرض
سرسری علاج کے بعد مرض کا اشتداد رفع ہو جاتا ہے اور وہ لوگ چلتے پھرتے
نظر آتے ہین اور کھلے خزانے چھوٹے پھرتے ہین جو دو حال سے خالی ہین یا تو دوسرون
کو اپنی بیماری سے آلودہ کرتے ہین یا خود پہلے سے زیادہ سخت تر عوارض مین مبتلا
ہو جاتے ہین۔ ان امراض اور نیز اسی قسم کی دوسری باتون سے لوگون کو بہت
کم واقفیت ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ ہم کھلے طور پر سب حالات بیان کر کے اپنے
نوجوانون کو اس شہوانی جذام سے بچائین۔ آگے چل کر جو کچھ مین کہنے والا ہون
اُس سے تم میری معلومات کو ناقص یا بالائی نہ تصور کرنا بلکہ مین بہت سے ایسے
لوگون سے واقف ہون جو برسون سے ان امراض مین مبتلا ہین اور اُنہین کو
دیکھ کر مین نے اس معاملہ پر کافی غور کیا ہے اور بہت کچھ معلومات ان امراض کے
ہولناک نتائج کی بہم پہنچائی ہے۔ بارہا مین اس ملک کی بڑی بڑی ہسپتالون کے

وینیریل وارڈون مین گیا ہون مریضون کی حالت اپنی آنکھ سے دیکھی ہے تاکہ مجھے
ذاتی واقفیت حاصل ہو اور مین اس کتاب مین جو کچھ لکھون وہ معتبر ذرایع پر مبنی ہو۔
مین نے خاص توجہ اور کوشش سے اِن امراض کے حالات کو پڑہا ہے دیکھا
ہے اور غور کیا ہے بڑے بڑے نامور اور مستند ڈاکٹرون سے صحیح صحیح واقعات
معلوم کیے ہین تاکہ جو کچھ لکھون وہ ٹہیک ٹہیک باتین ہون اور اپنے بیانات کی تائید و تصدیق
مین اُن نامور اور مشہور ڈاکٹرا اور پروفیسرون کی رایون کو بہی نقل کیا ہے جنہون نے
اپنی عمرین ان امراض کے معالجہ مین صرف کردی ہین - غرض جو کچہ لکہا ہے بہت
کچہ چہان بین کے بعد لکہا ہے اور نہایت صاف آسان عبارت مین مختصر طور پر
آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - امراض شہوانی مین سے کسی کو بہی معمولی
یا سریع العلاج نہ سمجہنا چاہیے ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ بلکہ اُن کے
نتایج بہت خطرناک اور بعض اوقات منتج بہ ہلاکت ہوتے ہین - ان سب مین معمولی
کثرت سے پہیلا ہوا مرض سوزاک کا ہے جس سے اکثر لوگ صحت یاب ہو جاتے

[1] گونوریا" یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جریان منی کے ہین اصطلاحاً اُس کا
اطلاق سوزش مجری البول پر ہوتا ہے مگر لفظ "بلیوریا" جس کے معنی جریان رطوبت
بلغمیہ کے ہین ان معنون مین زیادہ مناسب ہے، اور اسی لیے وہ گونوریا کا مترادف مانا جاتا ہے
سوزش مجری البول دو طرح کی ہوتی ہے ایک متعدی دوسری غیر متعدی چنانچہ متعدی کو گونوریا
اور غیر متعدی کو یوریتھرائٹس کہتے ہین اور سوزاک کہنہ کو گلیٹ کہتے ہین زمانۂ قدیم مین آتشک
حقیقی - آتشک مجازی اور سوزاک تینون امراض کی نسبت یہ خیال تہا کہ یہ ایک ہی قسم کی سمیت
سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ یورپ مین سنہ ۱۸۳۸ء تک تحقیقات (بقیہ نوٹ بر صفحہ آیندہ)

ہو جاتے ہین اور بعد کے نتایج بھی چندان خطرناک نہین ہین۔ بعض لوگون کا خیال
ہے کہ بھلا سوزاک بھی کوئی بیماری ہے یہ تو ایک معمولی بات ہے جیسے زکام
کھانسی اس سے کون بچا ہے۔ لیکن اُن کا یہ کہنا خود اُن کی سخت ناواقفیت
کی دلیل ہے وہ جانتے ہی نہین کہ سوزاک کیا ہے کیون کر ہوتا ہے اور بعض وقت
سوزاک ہی خاک چنے چبوا دیتا ہے۔ ہمارا منشا یہ نہین ہے کہ ہم اپنے ناظرین
کے سامنے ایک فہرست اُن مصائب اور آلام کی پیش کرین جو اس مرض سے منتج
ہوتے ہین جس سے سوائے اُن لوگون کے جو طبی مذاق رکھتے ہین دوسرون کو کچھ
فائدہ نہین۔ مادشا کے لیے ہم عام حالت اس مرض کی اور وہ نتایج جو علی العموم ظہور پذیر
ہوتے ہین صاف صاف بیان کرتے ہین ڈاکٹر جارج نیفیز اپنی کتاب ٹرینس مشن
آف لیف (Transmission of life) مین اس مرض
کے متعلق لکھتے ہین کہ بعض اوقات سوزاک کی وجہ سے ساری عمر تکلیف رہتی ہے
مثانے سے جو راستہ پیشاب کا جاتا ہے وہ متورم ہو کر سکڑ جاتا ہے اور ایسا کچا ہو جاتا
ہے کہ ذرا سی تحریک اُس کو نقصان پہونچا دیتی ہے۔ جریان اور نامردی بھی اسی سے
پیدا ہوتے ہین بدن پر بثورات اور وجع مفاصل جو اصولی طور پر علاج پذیر نہین ہین اکثر

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ڈاکٹر ریکارڈ نے اس بات کا یقین تمام غلط ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ صرف سوزاک اور آتشک مختلف امراض ہین بلکہ آتشک حقیقی اور مجازی بھی دو مختلف مرض ہین ابتدا سے سوزاک کو متعدی اور غیر متعدی دو قسم پر جانا غیر متعدی کا نام طب مین حرقۃ البول ہے اور متعدی کا نام قروح مجاری البول ہے جسے اہل ایران آج کل سوزنک کہتے ہین اس مرض کا ابتدا فاحشہ عورات سے ہوتی ہے!!
از مخزن حکمت

اسی سبب سے ہوتی ہین - جوانی کی بدکرداریون کی سزا بدیر ادھیڑ عمر یا بڑھاپے مین
بہ صورت وجع مفاصل مزمن ظاہر ہوتی ہے ڈاکٹر نیفیر جیسے مستند اور سربرآوردہ
ڈاکٹر نے اپنی قلم سے جو خاکہ کھینچا ہے اس کے دیکھنے کے بعد تو غالباً وہ لوگ
جو اس آفت مین مبتلا ہین مطمئن نہ رہین گے کہ یہ بیماری کھانسی اور زکام کی طرح
چٹکیون مین اُڑا دینے کے قابل ہے - اس خاکے کی اگر ہم اور کچھ تکمیل کردین
تو یہ تصویر مکمل ہو جاے گی مگر کیسی تصویر ہوگی جسے دیکھ کر لوگ کانپ جائین گے
سوزاک کے ساتھ ایک اور مصیبت لازمی ہے کہ اس مرض مین تندی اور خیزی
بہت کثرت اور شدت سے ہوتی ہے جسے ڈاکٹری اصطلاح مین کارڈی
(Chordee) نعوظ کہتے ہین - سوزاک سے ساری شرم گاہ متورم ہوجاتی
ہے خصوصاً (Urethra) مجراے بول یعنی وہ نالی جس مین سے
پیشاب گزرتا ہے - جب پیشاب اس متورم نالی مین سے گزرتا ہے تو علاوہ
سخت سوزش اور تکلیف کے اس سے دوسرا اعضاے تناسل مین ایک
قسم کی چھیڑ پیدا ہوکر فوراً تندی پیدا ہوجاتی ہے اس تندی کی حالت مین وہ حصہ عضو
تناسل کا جو ماؤف ہے بوجہ مریض ہونے کے ساتھ نہین دیتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
نازک سطح مجراے بول کی (Urinary Canal) اینٹھے -
پھیلنے اور پھٹنے لگتی ہے جس کی وجہ سے سخت سوزش اور تکلیف محسوس ہوتی
ہے اور کئی کئی دن تک ایسی شدید تکلیف رہتی ہے کہ رات کو بھی مریض کی
آنکھ نہین جھپکتی - جو لوگ ڈاکٹر نہین ہین اُن کی آگاہی کے لیے ہم وہ کیفیت
بیان کرتے ہین جو استادگی کی حالت مین ہوتی ہے سوزاک کی ابتدائی حالت صرف

مجرائے بول ہی تک محدود رہتی ہے یعنی ایک لوکل (مقامی) بیماری ہے جو صرف شرمگاہ سے متعلق ہے یہ مرض ایک قسم کی بے چینی اور سوزش Irritation عضو تناسل مین پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے خواہ نخواہ استادگی ہوجاتی ہے - اب مثال کے طور پر فرض کرو کہ کسی کے اُنگلی کے اندر وار زخم ہے اور زخم کی وجہ سے سوج کر خم ہوگئی ہے تو اگر ہم مٹھی بند کرنی چاہین تو کیونکر ممکن ہے - اُنگلی کی پورون کا کیا حال ہوگا اور اگر ہم اِس اونگلی کو سیدھا کھڑا کرنا چاہین تو کیسا تناؤ ہوگا اور رگین پھٹنے لگین گی اور اگر زبردستی سیدھی کردی جاوے تو ضرور جلد پھٹ جاوے گی اور زخم کھل جاوے گا یہی حالت سوزاک کی حالت مین استادگی کی ہوتی ہے - مجرائے بول مین خرابی اور رُکاوٹ ہونے سے ساری شرمگاہ ماؤف ہوجاتی ہے اور ایسی حالت مین جب تندی ہونے لگے تو ضرور ہے کہ نازک جھلی مجرائے بول کی تناؤ سے پھٹ جاوے اور بعد پھٹ جانے کے خود نیچر (طبیعت) اُس کی اصلاح یعنی اندمال کی طرف رجوع ہوجاتی ہے - جب طبیعت مجروح وماؤف حصہ کی جھلی کو جوڑنے کے لئے سعی کرتی ہے تو اُس جگہ ایک قسم کی دلداری پیدا ہوجاتی ہے جیسے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈی جب جڑتی ہے تو وہان لیس دار رطوبت جمع ہوکر نیا جوڑ بن جاتا ہے مگر ساتھ ہی گرہ بندجاتی ہے یا گٹھل پڑجاتا ہے یا جیسے دو تلیون کو سیتے ہے جب جوڑتے ہین تو جوڑ کی جگہ بھدا پن آجاتا ہے - یہی حال مجرائے بول کی پھٹی ہوئی جھلی کو جوڑنے اور مضبوط کرنے کے لئے نئی بافت پیدا ہوجاتی ہے جس سے پیشاب جانے کی نالی مین جس کا راستہ بالکل تنگ ہے رُکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے

اور اسی سے سٹرکچر (قرحہ) پیدا ہو جاتا ہے اور پیشاب بند ہو جاتا ہے - پیشاب نکلنے کے لئے رستہ صاف کرنے کے واسطے سلائی (Catheter) بار بار ڈال جاتی ہے جس کا سلسلہ ہفتوں بلکہ مہینوں تک جاری رہتا ہے - جس کسی پر اس آپریشن کی مصیبت گزری ہو گی وہ خوب جانتا ہو گا کہ سوزاک ایسی معمولی بیماری نہین ہے جیسا کہ سمجھ رکھا ہے - پیشاب کے بند ہونے سے آدمی مچھلی کی طرح تڑپنے لگتا ہے اور زیادہ عرصہ تک اگر پیشاب نکالا نہ جاسے تو مثانہ پھٹ جاسے اور پیشاب زہر ہو کر تمام بدن مین سرایت کرجاسے - بعض دفعہ سلائی کام نہین کرتی تو مقعد مین سلائی ڈال کر مثانے کو شگاف دیتے ہین - یہ آپریشن ایسا تکلیف دہ ہے کہ کلوروفارم سنگھاسے بغیر نہین ہو سکتا اور پھر بھی مریض کے دانتون مین ایک ٹکڑا چمڑے یا کسی نرم چیز کا رکھ دیا جاتا ہے تاکہ مریض حالت تکلیف مین کہین ایسا نہ ہو کہ اس زور سے دانت بھینچے کہ دانت ٹوٹ جائین یا زبان دانتون مین آجاسے - اس مین اور سنگ مثانہ کے آپریشن مین اتنا فرق ہے کہ یہ آپریشن جلد جلد ہو جاتا ہے اور سنگ مثانہ کا بدیر اور اس سے زیادہ خطرناک ہے - جن لوگون کو سلائی کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ان کو بلا سلائی لئے پیشاب نہین آتا - چاندی کی سلائی کے علاوہ ربر کی سلائیان بھی ہوتی ہین - یہ سب نمبر دار ہوتی ہین - پتلی سے شروع ہو کر نمبر وار موٹی ہو جاتی ہین - رستہ کشادہ کرنے کے لئے پتلے نمبر سے شروع کر کے موٹے نمبر تک پہنچاتے ہین - عادت ہو جانے کے بعد خود بھی لوگ اپنے ہاتھ سے آپ سلائی کر لیا کرتے ہین مگر یہ حالت معمولی سٹرکچر کی ہے لیکن جو کہنہ اور شدید ہو اس مین سلائی کا نہ جانا ہی

دشوار ہے سلائی کے جانے کا رستہ ہی نہین ملتا سلائی سے عارضی طور پر رستہ صاف ہوجاتا ہے اور رکا ہوا پیشاب اگر تھوڑا کی پڑ جاتی ہے لیکن دو چار روز ہی کے بعد پھر جون کا تون ہو جاتا ہے اور بار بار سلائی کرنے سے یہ گوشت بڑھ جاتا ہے پھر سلائی بھی کام نہین دیتی۔ میرے (مترجم) ایک معزز دوست اس بلا مین مبتلا تھے چند روز تو اُن کو سلائی سے افاقہ ہوتا رہا لیکن جب مرض جم گیا تو علاج کے واسطے بمبئی گئے اور وہان کے مشہور ڈاکٹر بہادر جی کا ایک عرصہ تک علاج کرتے رہے جو اس فن مین یہ طولیٰ رکھتا تھا مہینون علاج کیا ہزارون روپیہ خرچ کیا بے حد تکلیف اُٹھائی چست دا ستخوان رہ گیا کیون بہادر جی معمولی سلائی نہ کرتا تھا بلکہ بجلی کے زور سے سلائی پاس کرتا تھا جس مین بے حد جلن ہوتی تھی وہ ایک قسم کا جلا دینا یا داغ دینا تھا۔ لیکن آخر کار وہ بیچارے اسی عارضہ مین بڑی تکلیف سے گھل گھل کر مرے میرے ایک اور دوست تھے اُن کا پیشاب اسی طرح بند ہو جایا کرتا تھا اتفاق سے ایک دن اُنکا پیشاب ایک ایسی جگہ بند ہوا جہان کوئی ہوشیار ڈاکٹر نتھا بالائی علاج بہت کچھ کیا سلائی پاس کرنے کی کوشش کی گئی مگر نہ جا سکی جونکون مدادویہ دی گئی اور پیشاب مثانے مین جمع ہوا پیٹ اُبھر گیا مثانہ پھٹنے لگا وہ مچھلی کی طرح تڑپتے تھے اُن کی تکلیف دیکھی نہ جاتی تھی چوبیس گھنٹے اسی حال مین گزرے ناگزیر اُن کو پالکی مین ڈال کر چند کوس کے فاصلے پر ریلوے اسٹیشن پر پہنچایا۔ پالکی کے ہچکولون مین اُن کا رہا سہا دم نکل گیا۔ خدا خدا کرکے وہ حیدرآباد پہنچے اور افضل گنج کے مشہور ڈاکٹر خانے مین سلائی سے اُن کا پیشاب

نکالا گیا جو لگن بھر نکلا۔ اسی عارضے میں وہ بھی رخصت ہوے۔ ایک تیسرے صاحب کا ذکر ہے کہ وہ اندور میں تھے وہاں اُن کو یہ شکایت ہوئی۔ ہر چند سلائی کی گئی مگر پاس نہ ہوئی اور ایک قطرہ پیشاب کا نہ آیا پر ناچار سول سرجن نے مقعد کی راہ سے مثانہ میں شگاف دیا پیشاب تو نکل گیا مگر بڈھے آدمی تھے تاب نہ لا سکے دم بھی ساتھ ہی نکل گیا۔ غرض اس تجربہ کار مرض بڑا بکھیڑا ہے گو عارضی افاقہ تو ہوجاتا ہے مگر بار بار عود کر آتا ہے۔ بعض وقت مقامی علاج یعنی سلائی پاس کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا نہ رستہ بند ہونے سے سلائی اندر جا سکتی ہے پھر پیشاب کیسے آے ایسی حالت میں ناگزیر مثانہ پر عمل جراحی کرنا پڑتا ہے اور کبھی کئی دن تک پیشاب عمل جراحی کے ذریعے سے نکالنا پڑتا ہے اور اس اثنا میں معمولی پیشاب کے رستے کا علاج کرتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت کے مریض آے دن دواخانوں میں آتے رہتے ہیں جس کا معمولی سے معمولی ڈاکٹر کو بھی تجربہ ہوا ہوگا۔ میں نے (مصنف) خود اپنے شہروں کی بڑی بڑی ہسپتالوں میں متعدد مریض ایسے دیکھے ہیں کہ اُن کی تکالیف کا قلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔

ایک دوسرا مرض (Bubhoes) بد کے نام سے مشہور ہے۔ چڈھوں میں جو غدود ہوتے ہیں وہ پھول جاتے ہیں اور گلٹیاں ہوجاتی ہیں۔ جن میں شدت کا درد اور کھولن ہوتی ہے اور بڑی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ ایک چڈھے میں ہوتی ہے بعض وقت دونوں چڈھوں میں ہوتی ہے۔ پہلے سخت سی گٹھلی شروع ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے لیموں کے برابر ہوجاتی ہے خنجر کی طرح سخت ہوتی ہے بڑی

مشکل سے اور بدیر کھلتی ہے اور بہت دقت سے پہونچتی ہے اکثر اس پر بھی آپریشن کرنا پڑتا ہے۔ سوزاک کی حالت میں علاوہ زرد زرد پیپ بہنے کے بجائے تندی بجراے بول کا انگور پھٹ جانے سے خون بھی جاری ہو جاتا ہے اور بار بار کثرت سے خون نکلے تو مریض کی ناتوانی اور سستی کا باعث ہوتا ہے اس کے لئے بھی ڈاکٹری علاج ضرور ہے۔ اسی کے ساتھ آرکیٹیس (ورم خصیہ) کا مرض بھی ہو جاتا ہے اور سخت سوزش اور درد ہوتا ہے۔ اسی قسم کا ایک اور مرض ہوتا ہے جسے Epididymitis[ف] کہتے ہیں۔ وہ بھی تخم کے بالائی حصہ کی ورم اور سوزش ہے۔ یہ سب امراض اسی سوزاک کی بدولت ہوتے ہیں جسے لوگ بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ شروع شروع میں اگر مرض کے علاج سے غفلت کی جاسے یا اچھی طرح علاج نہ کیا جاسے یا سردی لگ جاسے تو بعض اوقات

ف انثیین رگوں میں لٹکے رہتے ہیں جنہیں Spermatic Cord کہتے ہیں تھیلی کو Scrotum کہتے ہیں اُس کے اندر بالکل تخم مرغ کی شکل کا غدود رہتا ہے جو ترچھا لگا رہتا ہے۔ اوپر کا حصہ ذرا باہر وار کو نکلا ہوا محوف ہوتا ہے اور نیچے کا حصہ اندروار کو محدب رہتا ہے اس تخم کی بیرونی کگور پر ایک لمبا پتلا اور چپٹا گرہ دار گوشت کا رہتا ہے جسے Epididymis کہتے ہیں اس کے وسط جسم کے علاوہ دو سرے ہوتے ہیں جن کے بالائی حصہ کو جو ذرا پھیلا ہوا رکھو ہوتا ہے Globus Major کہتے ہیں اور نیچے کی طرف جو ہوتا ہے اُسے Globus Minor کہتے ہیں ۱۲

ماخوذ از گرے اناٹمی ۱۲

جو لیت کم ہو جاتی ہے یا یہ کہ یہ مرض کہنہ ہو کر ایک نئی شکل پیدا کر لیتا ہے جس مین تکلیف کم ہوتی ہے اُسکو Gleet (سوزاک کہنہ) کہتے ہین اور اُس کا سلسلہ مدتون بلکہ ساری عمر جاری رہتا ہے۔ گلیٹ کے متعلق ایک مستند ڈاکٹر کا قول ہے کہ "کچھ بھی ہو مگر یہ مرض گلیٹ اکثر حالتون مین علاج پذیر نہین ہے اور جو لوگ سوزاک مین مبتلا ہین اُن کو سخت احتیاط چاہیے کہ لاپروائی یا علاج مین غفلت کر کے اس مرض کو گلیٹ کی ردی حالت کو نہ پونہچنے دین" سوزاک کی ریم Virus کی بڑی احتیاط کرنی چاہیے وہ سم قاتل ہے ذرا بھی اگر آنکھ کو لگ جاوے تو بصارت معدوم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جب کبھی یہ ریم آنکھ مین سرایت کر جاوے تو اس بلا کا زہر ہے کہ لاعلاج آج تک میڈیکل سائینس بھی اس کی کنہ کو نہین پونہچا[1]۔ چند سال ہوے کہ ایک شخص جس کی عمر

---

[1] اس مرض کو گونوریل آفتھلمیا (رمد سوزاکی) کہتے ہین۔ یہ ایک متعدی مرض ہے جس مین آنکھ مین شدید سوزش ہو کر ایک دو روز مین ریم پیدا ہو جاتی ہے اگر فوراً مناسب علاج نہ کیا جاوے تو آنکھ ضائع ہو جاتی ہے۔ مادہ سوزاک کے اتفاقیہ آنکھ مین لگ جانے سے ہوتا ہے۔ اگر حاملہ عورت مبتلائے مرض ہو تو وضع حمل کے وقت مولود کی آنکھوں مین مواد سوزاک لگ کر یہ مرض ہو جاتا ہے۔ کبھی دایہ کے غلیظ ہاتھون سے بھی یہ مرض مولود کی آنکھون مین لگ جاتا ہے۔ اگر ولادت کے پانچ روز بعد ہو تو پھر اس کا سبب خارجی طور پر مولود کا لگ جانا سمجھین۔ آنکھ سرخ ہو کر پانی جاری ہو جاتا ہے آنکھ کی جھلی بہت متورم ہو جاتی ہے آنکھ مین سخت درد ہوتا ہے ساتھ ہی سر مین بھی درد ہوتا ہے روشنی مین آنکھ کھل نہین سکتی (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ)

پچاس سال کی تھی ہمارے ملک کے ایک بڑے (Occulist

کحال دستیا - جو آنکھ کا علاج کرتا ہے جیسے دہلی مین حکیم بقا والے مشہور ہین)

کے پاس آنکھ کے علاج کو گیا - ڈاکٹر نے آنکھ دیکھکر تشخیص کی کہ تمہاری آنکھ مین

سوزاک کی Virus زہر یا چیپ لگ گیا ہے اور تمھاری آنکھ کا علاج قوت

بشری سے خارج ہے - مریض نے صاف انکار کیا کہ تمھاری تشخیص بالکل

غلط ہے مجھے کبھی سوزاک ہوا ہی نہین - ڈاکٹر نے اصرار سے کہا کہ میری تشخیص کبھی

غلط ہو نہین سکتی - تھوڑے ہی دنون بعد پھر وہ مریض کحال کے پاس گیا اور کہا کہ

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) اور اب معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ مین کچھ پڑ گیا ہے دوسرے تیسرے روز

مواد خارج ہونے لگتا ہے جو بہت گاڑھا ہوتا ہے اگر فوراً علاج نہ کیا جاوے تو قرنیہ گل کر آنکھ اندھی

ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص سوزاک مین مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ بہت محتاط رہے کہ سوزاک کا

مادہ کسیطرح آنکھون مین نہ لگنے پاوے خواب سے بیدار ہوکر فوراً اچھی طرح سے ہاتھون کے دھوئے

آنکھون کو ہرگز نہ لگاوے - اگر حاملہ کو سوزاک ہو تو وضع حمل کے وقت اندام نہانی کو ۱/۲۰۰۰ کے طاقت

کے کلورائیڈ سلوشن سے اندام نہانی کو دھونا چاہئے نیز عرق مذکور سے بچے کی آنکھون اور منہ کو

دھوئین اور اُن مین نصف گرین فی اونس کاسٹک لوشن ڈالین - اگر ایک آنکھ متاثر ہو تو

دوسری کو بہت بچائین نہایت ہی لازم ہے رکھین کہ دوسری آنکھ مین چیپ نہ لگ جاوے ۱۲

از مخزن حکمت

جس طرح سیتلا کے ٹیکہ کا لمف ہوتا ہے کہ ذرا سا جسم مین داخل ہوتے ہی سارے بدن مین

اُس کا اثر ہوجاتا ہے اسی طرح Virus بھی ہے ۱۲

واقعی تمہارا کہنا ٹھیک تھا اب مجھے اس مرض کے مجھ تک پونہچنے کا پتہ لگ گیا
کہ جب مین تمہارے پاس پہلے پہل علاج کرا یا تھا میرا لڑکا جو باہر گیا ہوا تھا اُن ہی
دنون مین گھر آیا ہوا تھا اور ایک دن مجھ سے پہلے حمام مین گیا مجھے خبر نہ تھی مین نے
اُس کے مستعمل تولیہ سے منہ پونچھ لیا دو دن اور آج کا دن کہ مجھے یہ موذی مرض لگ گیا
اس سے بہی عجیب ایک اور واقعہ مین نے دیکھا ہے کہ ایک شخص کو سوزاک تھا
عجیب بہی ملایا اور گو ٹب کا پانی بدل دیا گیا تھا تاہم اُس مین Germs[۵۱] رہ گئے
تھے اس کی بیوی اور بچے جو جو اُس مین نہائے سب کے سب مبتلا ہو گئے۔ اگر
کوئی سوزاک کا مریض اپنی بیوی سے بحالت حمل ہم بستری کرے اور اُسے بھی
سوزاک ہو جائے اور وہ ولادت کے قبل اچھی نہ ہو جائے اور اگر خدا نخواستہ
بچے کی پیدایش کے وقت آنکھون کو یہ Virus لگ جائے اور فوراً دور
نہ کیا جائے تو ضرور بچے کی دونون آنکھین چوپٹ ہو جائین گی اور اسی لئے سخت

---

۵۱ تحقیقات جدیدہ سے متحقق ہوا ہے کہ اس مرض کا باعث نہایت ہی چھوٹے چھوٹے کرم ہوتے ہین جنھین جراثیم اور ڈاکٹری مین بکٹیریا بیسی لی کہتے ہین۔ یہ کرم جسامت مین ایسے چھوٹے ہوتے ہین کہ بدون تیز ذرہ بین کے دکھائی نہین دیتے جس مرض کا جراثیم ہوتا ہے اُس سے وہی مرض پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح سے ذرا سا خمیری آٹا سارے آٹے مین خمیر اُٹھا دیتا ہے بعینہٖ اُسی طرح کسی متعدی مرض کے جراثیم کسی انسان مین داخل ہو کر تھوڑے ہی عرصہ مین ہزارون لاکھون کی تعداد تک پہنچ جاتے ہین اور مرض کو پیدا کر دیتے ہین ۱۲
از مخزن حکمت

تاکید ہے اور جو بچہ دار زمین ہوتی ہین وہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی پہلے اُس کی
آنکھون کو دیکھ لیتی ہین - اکثر لوگ جو سوزاک مین مبتلا رہے ہین علاج کرنے کے
بعد جبکہ اُس کی ظاہری علامت باقی نہین رہتین سمجھتے ہین کہ ہم بالکل اچھے
ہوگئے لیکن اگر اُن کی منی کا خوردبین سے امتحان کیا جاے تو ضرور سوزاک کا
اثر باقی ہوگا - سوزاک کے متعلق ایک مشہور جرمن ڈاکٹر لکھتا ہے کہ بہت سی جگہ
تو اس مرض بد کی بدولت گھر کا گھر تباہ ہوگیا ہے - بارہا ہم کو اتفاق ہوا ہے کہ ہم نے
نئی دلہنون کو جن کی شادی ہو کر ابھی چند ہی ہفتے گذرے تھے دیکھا ہے کہ وہ
بیمار اور گھلی جاتی ہین حال آن کہ شادی سے پہلے وہی توانا اور تندرست تھین[۵۱]"-
ایک دوسرا ڈاکٹر کہتا ہے کہ " سوزاک متعدی[۵۲] مرض ہے اور اس کا تعدیہ بڑا ایسا ہے
جن لوگون کو سوزاک ہو کر پانچ بلکہ دس برس بھی ہوگئے تھے اور وہ اپنے پندار مین

---

۵۱ میرے مشاہدے مین بھی اس کی کئی مثالین موجود ہین کہ نئی نویلی دلہن شادی کے بعد ہی مبتلا ہوگئی ہین بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو عورت پاک و صاف ہوتی ہے ادبدا کر اسی پر فوراً اثر ہوتا ہے جیسا کہ سفید کپڑا کہ ذرا سا دھبہ بھی نمودار ہو جاتا ہے گر میلے کچیلے کپڑے مین دھبے جلد نہین کھاتے کھپ جاتے ہین ۱۲

۵۲ (Contagious) متعدی اُس مرض کو کہتے ہین جس کا مادہ ایک متنفس سے دوسرے متنفس مین لگ کر ویسا ہی مرض پیدا کردے جیسے سوزاک اور آتشک وغیرہ مگر جب کسی مرض کا مادہ بلا مس کرنے کے بذریعہ ہوا دوسرے شخص مین پہنچ کر ویسا ہی مرض پیدا کرے تو وہ Infections یعنی مُسری ہے جیسے چیچک - ہیضہ - طاعون وغیرہ ۱۲ از مخزن حکمت

بالکل بھلے چنگے ہو گئے تھے ہم نے دیکھا ہے کہ شادی ہوتے ہی اُن کی بیویوں کو فوراً یہ مرض ہو گیا ہے۔ جس طرح پلیگ کا Incubation period (یعنی وہ مدت جس میں مرض سرایت کرتا ہے) زیادہ سے زیادہ دس دن مقرر ہے اسی طرح سوزاک کا بھی ہے۔ اگر بہت سخت مرض ہے تو معاً اثر ہو جاتا ہے اگر کم زور ہے تو دوسرے تیسرے دن بلکہ پانچویں دن تک بھی گھر کر لیتا ہے۔ مرض سوزاک کے جرم Gonococcus کے دریافت کو ہوکر بہت زمانہ نہیں ہوا بلکہ سب سے پہل ۱۸۷۹ء میں ڈاکٹر نیسر Neisser نے دریافت کیا ہے۔

پہلے عموماً یہ خیال کیا جاتا کہ کم سے کم تین ہفتے اور زیادہ سے زیادہ چھ ہفتے میں مریض کو آرام ہو جاتا ہے لیکن حال کی تحقیقات کی رو سے اوسط زمانہ صحت کا چھ مہینے خیال کیا جاتا ہے البتہ سخت اور مزمن حالت میں ایک برس سے لے کر چار برس بھی صحت پذیر نہیں ہوتا اور ماہرین فن کی متفقاً یہ راے ہے کہ تین فیصدی کیس ایسے ہوتے ہیں جن پر کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ پہلے یہ خیال تھا کہ سوزاک ایک مقامی بیماری ہے جس کا اثر صرف پیشاب گاہ پر پڑتا ہے لیکن تحقیقات زمانہ حال میں معلوم ہو گیا ہے کہ اس بیماری کے جرم کو خون اور لمفیٹک گلینڈ (غدد دجاذب) جذب کرتے ہیں اور اس وجہ سے جسم کے کسی حصہ پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے۔

ڈاکٹر مارو کہتے ہیں کہ اس سے دماغ۔ جگر۔ طحال۔ گردے۔ جوڑ۔ رگ پٹھے سب متاثر ہو سکتے ہیں جن میں اس کا زہریلا مادہ نشتر یا نوں Peripherial capilaries کے ذریعے سے جسم میں دوڑ جاتا ہے علاوہ ان سب مصائب کے اگر اس کا جرم عورت کے رحم میں داخل ہو جائے

تو پھر یہا کا سامنا ہو دہ زہر رفتہ رفتہ عورت کے اندرونی رحمی المعفار قاذف نالی Tallopian tube اور نیز اندرون قعر شکم Pretonial cavaties میں پہنچ کر بعض صورتوں میں مہلک ہوا ہے۔ سوزاک کا اثر غیر محدود زمانے تک انسان کے بدن میں قایم رہتا ہے اور جب تک کسی شخص کا بہ احتیاط خوردبین سے اچھی طرح امتحان نہ کیا جاے قطعی طور پر اُس کے زہر سے پاک وصاف ہو جانے کے متعلق کوئی راے قایم نہیں کی جا سکتی۔ ڈاکٹر گورنسی Guernsey اپنی کتاب Plain talk on avoided subjects (ناگفتہ بہ امور پر صاف صاف گفتگو) میں لکھتے ہیں کہ " سوزاک ہونے کے بعد کوئی عارضی افاقہ مقامی علاج یا پچکاری وغیرہ لینے سے ہو جاتا ہے لیکن صرف اِس قسم کے علاج سے ازالۂ مرض نہیں ہوتا۔ ہرگز نہیں۔ اِس کا زہر تمام جسم میں چپکے چپکے ساری عمر پھیلتا رہتا ہے اسی کی بدولت قرحہ۔ ڈائی سیوریا۔ گلیٹ اور اسی قسم کے امراض پیدا ہونے میں اور آخر عمر میں Prostatitis [ف] کے خوفناک آثار ظاہر ہو کر زندگی وبال جان

[ف] پراس ٹی ٹس : غدود مذی کی سوزش) اکثر یہ مرض سوزاک کے سبب سے ہو جاتا ہے کبھی کبھی پتھری سے بھی ہوتا ہے۔ مقام شانہ مقعد اور سیون میں بوجھ اور جلن کی اور درد کی شکایت ہوتی ہے پیشاب کی بار بار حاجت ہوتی ہے اور پیشاب کرتے وقت سخت درد ہوتا ہے بلد سکے مارے مریض پاخانہ نہیں پھر سکتا۔ چند روز کے بعد پیشاب کے ہمراہ رطوبت خارج ہونے لگتی ہے۔ مقعد میں انگلی داخل کرنے سے غدۂ مذی بڑھا ہوا اور دردناک محسوس ہوتا ہے ۱۲

(از مخزن حکمت) ۱۲

ہوجاتی ہے۔ اگر شش کی خرابی ہو تو اکثر اس کا زہر اُدھر رجوع ہوجاتا ہے جس سے
پلیسٹک[1] نیوموینا ہوجاتا ہے اور ایک چھوڑ دونوں شش متاثر ہوکر سانس کی آمدرفت
مسدود ہوکر مریض Asphyxia بے ہوشی و تعطل روح
مرجاتا ہے۔ جب ہم اپنے تمام بیان کو یکجا کرتے ہیں اور اُن ممکن الوقوع اور کثیر الوقوع
امراض کے ساتھ اُن جسمانی تکالیف۔ مالی نقصانات۔ بدنامی اور حجاب ہمنسالی اور
سب سے بڑھ کر عذاب آخرت کو ستزاد کرتے ہیں تو ہم معزز ناظرین ہی کی راے پر اس کا
فیصلہ چھوڑتے ہیں چند منٹ کے لطف کے لئے اپنی بھلی چنگی جان کو خطرہ میں
ڈالنا کیا اس تھوڑی دیر کی مسرت اور لذت کا معاوضہ ہوسکتا ہے۔ خطرہ بھی کیسا کہ جس میں
ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی اس وقت مبتلا ہیں اور جو اپنے کئے کا مزہ چکھ رہے ہیں
اور بعض ایسی سخت مصیبت میں گرفتار ہیں کہ عمر بھر کھاٹ میں پڑے رہیں گے اور
پھر نے کے بعد جو کچھ گزرے گی اُس کا اندازہ یہاں کون کرسکتا ہے۔ اُس کے
تصور ہی سے ہماری روح کانپ جاتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کے احکام سے منحرف
ہوتے ہیں اور نیز سوسائٹی کے قانون کی بھی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں
وہ اپنے آپ کو خدا کے عذاب میں گرفتار کراتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ بالعموم تین
قسم کے امراض شہوانی میں پھانسے جاتے ہیں۔ سب سے اول سوزاک ہے جو ارتکاب
جرم کے دس پندرہ روز کے اندر شروع ہوجاتا ہے اور گو اُس سے کسی کو خوش قسمتی سے

---

[1] نیوموینا ایک مشہور خطرناک مرض ہے جسے یونانی میں ذات الریہ کہتے ہیں یہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے
اس مرض میں ایک قسم کا نہایت باریک جرم نیوموکاکس پایا جاتا ہے اور یہ مرض بھی متعدی سمجھا جاتا ہے۔

کوئی خطرناک نتائج نہ ہوں اور جھٹ پٹ آرام بھی ہوجاے تاہم اکثر تو اس کا انجام برا ہی ہوتا ہے اکثر یہ مرض چند روز اچھا ہو کر پھر عود کر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ سوزاک ظاہر طور پر نمودار نہ ہو بعض وقت جلد کے اندر ہی اندر رنگ لاتا ہے اور اس سے جلدی مرض Balanitis بیلانیٹس (ورم الحشفہ) سے بعض وقت شرمگاہ سوج کر کپّا ہوجاتی ہے ایسی حالت مین جراحی عمل کی ضرورت ہوتی ہے جس مین Gangrene (گوشت کی سڑاوٹ اور مردہ پن) ہوجانے کا اندیشہ بھی لگا ہوا ہے اور وہ ڈاکٹر جو آے دن ایسے امراض کے معالج رہتے ہین ہم سے کہتے ہین کہ اگر فوری اور باقاعدہ علاج نہ کیا جاے تو بعض اوقات نوبت یہان تک پونہچتی ہے کہ عضو مخصوص کو جڑ سے کاٹ ڈالنے کے سوا اے چارہ کار باقی نہین رہتا سوزاک گو بظاہر ایک لوکل مرض ہے اور جب پوری طرح اچھا ہوجاے تو اس کی وجہ سے جسم پر کوئی بدنمائی کی علامت بھی نہین رہتی اور ایسی حالت مین متعدی بھی نہین ہے تو اس سے لازم نہین آتا کہ ہم دیدہ و دانستہ بھاڑ مین جا پڑین اور ان خطرات کو جو اپنے سر لین جن مین آے دن ہم اپنے بھائی بندون کو مبتلا پاتے ہین۔ کیا ان کی حالت ہمارے لئے کافی سبق نہین ہے؟ [۵] بعض لوگ

[۵] راقم نے دو جگہ ایسا واقعہ دیکھا ہے ایک لڑکا چھ سات سال کی عمر سے اس مین مبتلا تھا اور اسی طرح اسی عمر کی ایک لڑکی کو یہ مرض ہوگیا تھا ظاہری علامات سوزاک کے تھے ممکن ہے کہ وہ کوئی اور شکل مین اس مرض کی ہو مگر عموماً تو سوزاک اسی حالت مین ہوتا ہے جب کسی ایسی عورت سے مباشرت کی جاے کہ جس کو یہ مرض ہو ۱۲

یہ کہتے ہیں کہ سوزاک خودبخود ہوجاتا ہے لیکن کھوج لگایا جاسے تو اُس کا کچھ نہ کچھ سبب ضرور نکلے گا۔ اگر خوردبین سے امتحان کیا جاسے تو اول تو وہ سوزاک نہ ہوگا کوئی اور بیماری اُس کے مماثل ہوگی یا یہ کہ وہ کسی خاص سبب سے ہوا ہوگا مثلاً کسی متاثر شخص کے کپڑوں کا استعمال یا کسی سوزاکی آدمی کے پیشاب پر پیشاب کرنا وغیرہ۔

پانچواں باب

امراض خبائث اور اُن کے ہولناک نتایج

(تکملہ)

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔[1]

پ ۵ نساء

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

علاوہ سوزاک کے امراض شہوانی کی دو بڑی قسمیں اور ہیں ایک شینکر اینڈ دوسرا شینکر۔

[1] جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کی سزا پاسے گا اور خدا کے سوا اُس کو نہ (تو) کوئی حمایتی (ہی) ملے گا اور نہ مددگار ۱۲

آخر الذکر آتشک[1] کی ابتدائی حالت ہے - اوائل مین ان دونون اشکال مین تمیز مشکل ہے

[1] Venerial disease امراض شہوانی - لفظ وینریل مستخرج ہی
وینس (زہرہ) سے ہے چون کہ زمانہ قدیم مین اہل روما و اہل یونان ستارۂ زہرہ کو محبت کی دیوی
مانتے تھے اور اُس کا بت بناکر بعوض عمل حُب کسی عاشق و معشوق کی باہمی ناجایز مواصلت کے
لیے پرستش کرتے تھے پس ایسی بداعمالیون کی سزا اللہ تعالی نے یہ دی کہ امراض وینریل
یعنی آتشک اور سوزاک پیدا کردیے ہین جن سے انسان سینکڑون قسم کی مصیبت اور امراض
مین مبتلا ہو گیا - اگرچہ زمانۂ قدیم مین یورپ کے بعض ممالک مین زہرہ یعنی محبت کی دیوی کی پرستش
کے لیے اُس کے بعض نہایت ہی شاندار بت بنائے گئے تھے جن مین اتھنز دار الخلافت
یونان کا بت زہرہ بھی شامل ہے جو ولادت حضرت مسیح سے قریب دو صدی پہلے وہان موجود
تھا اور ایک نہایت شاندار زہرہ کا بت سنہ ۳۰۰ء مین قسطنطنیہ مین جلا یا گیا لیکن یورپ کے بعض مقامات
مین اب تک بھی محبت کی دیوی مانی جاتی ہے چنانچہ خاص لندن مین اب بھی ایک ایسی عمارت ہے
جہان شب کو بعض شوقین عورت مرد جاکر سیر کرتے ہین مرض آتشک کب پیدا ہوا یہ بات صحیح طور
پر معلوم نہین - بعض اطبا کا بیان ہے کہ سنہ ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۴ء مین یہ مرض پہلے پہل جزائر فرنگستان
مین ظاہر ہوا اسی لیے اسے آبلۂ فرنگ کہتے ہین لیکن بعض اطبا کا بیان ہے کہ یہ مرض نہایت
قدیمی ہے اور زمانہ سکندر رومی مین موجود تھا اور طب مین جو بثور غربیہ کا ذکر ہے وہی مرض ہے
بقول حکیم انطاکی ملک مصر مین ایک زمانہ مین اس مرض کے لیے جو گولیان بناتے تھے اُن کو حب افرنجی
کہتے تھے اس سے بھی اس کا تعلق یورپ سے معلوم ہوتا ہے اور اسی مرض کو ارمنی دانہ بھی کہتے ہین
جو ملک آرمینیا مین واقع یورپ سے منسوب ہے - ایران مین اس مرض کو کوفت کہتے ہین (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ)

صورت اول صرف ایک مقامی مرض ہے جس کا مادہ خون مین سرایت نہین کرتا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) اور ایسا برا سمجھتے ہین جیسے کوڑھ اور جس طرح ہندوستان مین
کوستے ہین کہ تجھے کوڑھ ہو جاوے اسی طرح ایران مین کہتے ہین اور آکوفت بگیرد۔ ڈاکٹری
مین اسے سفلس کہتے ہین اور ڈاکٹر کوپین کی میڈیکل ڈکشنری مین اس کی وجہ تسمیہ یونانی لفظ سیفی
اُس یعنی لنگڑا لولا لکھی ہے اور ایک دوسری وجہ تسمیہ یہ کہی جاتی ہے کہ زمانہ قدیم مین شہر اٹلی مین
ایک گڈریا تھا جس کا نام سفلس تھا وہ محبت کے دیوتا کیوپڈ کی پرستش کیا کرتا تھا ایک
دن کیوپڈ کسی وجہ سے اُس سے ناراض ہو گیا اور اُسے اسی مرض مین مبتلا کر دیا جو اسی کے
نام سے شہرت پا گیا۔ ڈاکٹر کوپین نے اپنی ڈکشنری مین لکھا ہے کہ مرض آتشک کی ابتدا نامعلوم
ہے لیکن اس مین شک نہین کہ ہندوستان اور چین مین کئی صدیون پہلے سے یہ مرض موجود تھا
مگر جس وقت یہ مرض پہلی مرتبہ یورپ مین نمودار ہوا اُس وقت کی نسبت بھی اختلاف ہے۔
بعض مصنفین کا بیان ہے ۱۴۹۳ء مین بمقام ہیٹی کولمبس کے ہمراہی اس مرض کو جزائر غرب الہند
سے لائے بعض کہتے ہین کہ ۱۴۹۴ء و ۱۴۹۵ء مین نیپلز کے محاصرے کے بعد یہ مرض پہلے پہل
فرانسیسی سپاہیون مین شائع ہوا۔ لیکن اس مین کوئی شبہ نہین کہ پندرہوین صدی عیسوی کے
اختتام پر ایک نہایت ہی شدید قسم کا مرض سفلس جنوبی یورپ مین پھیلا ہوا تھا۔ یہ امراض خبیثہ
قدرت کی طرف سے بدکاریون کی سزا ہین جب تک لوگ ایسے افعال قبیحہ سے تائب ہون
گے تب تک یہ بلا ان پر مسلط رہے گی لیکن ہزار افسوس کہ بدافعلی کے دیوتا شیطان نے
زہد و عشق و محبت کی حد کو بھی مات کیا کیونکہ اب تو لوگ کھلم کھلا اس فعل شنیع کے مرتکب
ہوتے ہین۔ یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے آتشک جوہری یعنی سخت شنکر یا شنکر اصلی (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)

اور فصل شنیعہ کے بعد تیسرے دن سے لے کر نویں دن تک نمودار ہوتا ہے
اور بہت جلد علاج سے اچھا ہو جاتا ہے اور اُس کا نام و نشان بھی نہیں رہتا نہ وہ
متعدی ہے پہلے ایک چھوٹی سی پھنسی عضو تناسل پر ہوتی ہے پھر اُس کا آبلہ بن جاتا
ہے اور بعد میں وہ آبلہ پھوٹ کر زخم پڑ جاتا ہے جو جیپ سے بڑھتا جاتا ہے لیکن

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) آتشک حقیقی یعنی ہارڈ شینکر یا شینکر۔ یہ ایک نہایت خبیث متعدی مرض ہے
اس مرض کا اثر مریض کے خون میں پھیل جاتا ہے چنانچہ اگر کسی تندرست شخص کے زخم یا چھلی ہوئی
جگہ پر کسی آتشکی مریض کا خون یا رطوبت زخم لگ جائے تو اُس میں بھی یہ مرض سرایت کر جائیگا
یہ مرض اگرچہ مہلک نہیں مگر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے زندہ درگور کر دیتا ہے عام لوگ
اس کو ایک معمولی بیماری سمجھتے ہیں مگر نعوذ باللہ من ذلک یہ نہایت ہی بُری بیماری ہے اس سے
تمام جسم کا خون زہریلا ہو جاتا ہے اور اسی سے اکثر بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً صرع سرسام
دیوانگی۔ فالج۔ بعض امراض دل و جگر بعض امراض جلد و مفاصل بعض امراض عظام مردوں میں
عنانت عورتوں میں اسقاط و عقر وغیرہ۔ یورپ اور امریکہ میں مریض آتشک کو قریب دو
سال کے علاج کرنا پڑتا ہے اور جب تک شروع مرض سے لے کر دو سال نہ گزر جائیں وہ
شادی کرنے کا مجاز نہیں مگر نہایت افسوس ہے کہ ہندوستان میں ایسے موذی مرض کو ایسا
خبیث نہیں خیال کیا جاتا جیسا کہ حقیقت یہ ہے اور نہ اس کا باقاعدہ علاج کیا جاتا ہے اور
شادی کرتے وقت مریض آتشک یا کسی اور کو اس کا خیال تک بھی نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ مریض اُس کی بیوی اور اُس کی اولاد سب مدۃ العمر طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا رہتے
ہیں۔ از مخزن حکمت ۱۲

شینکر یا آتشک کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ مرض شروع ہونے کے بعد جب
تین ہفتے سے لے کر چھ ہفتے نہ گزر جائیں اس کی تشخیص نہیں ہوسکتی۔ پہلے پہل
ایک چھوٹا سادانہ سوئی کی نوک کے برابر کا نکلتا ہے لیکن اس سے پیشتر ہی تمام
جسم میں سم سرایت کر چکتا ہے اور اگرچہ اس پھنسی کو کاسٹک وغیرہ سے جلا دیتے
ہیں لیکن چونکہ پہلے ہی سے تمام جسم متاثر ہوتا ہے اس کا نتیجہ ظاہر ہونا لازمی ہے
بمقابلہ آتشک کے شینکرائڈ ایک آسان اور معمولی مرض خیال کیا جاتا ہے تاہم اس کے
ساتھ بھی خوف لگا ہوا ہے کیونکہ سوائے ماہر ڈاکٹروں کے کوئی ان دونوں
مرضوں میں تمیز نہیں کرسکتا اور مریض ایک دھڑکتے دل سے ڈاکٹر کے فتوے کا
منتظر رہتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ ہیبت کے مارے ہوش حواس ٹھکانے
نہیں رہتے اور یہی وقت ہے کہ انسان گھبرا کر اس بلا سے نجات پانے کی تمنا میں
خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر ڈاکٹر ناتجربہ کار ہے اور وہ شینکرائڈ اور آتشک
میں تمیز نہیں کرسکتا اور علاج میں پارے کی طیاریوں کا استعمال شروع کر دیتا ہے تو
اُلٹا نقصان ہو کر منہ آجاتا ہے۔ مسوڑے پھول جاتے ہیں دانت ہلنے لگتے ہیں یا
منہ سے ریزش بہنے لگتی ہے جس کی وجہ سے بیمار کو دوسرے امراض ہو جاتے
ہیں جو پارے کے غلط استعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اور دوم درجہ کی آتشک پر لا کر ڈال
دیتے ہیں۔ پھنسیاں جو شینکرائڈ میں ہوتی ہیں بعض اوقات دوسرے تیسرے ہی
دن نمودار ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی دو ہفتے کے بعد بھی نکلنی شروع ہوتی ہیں
بعض وقت یہ پھنسی بالکل خفیف اور غیر تکلیف دہ ہوتی ہے اور کبھی بھبک کر آبلہ اور
چھالے پڑ جاتے ہیں یہ پھنسیاں اور آبلے ایک یا ایک سے زیادہ خاص شرمگاہ پر

پاس کے اطراف و جوانب مین ہوا کرتے ہین شینکرائڈ کے ساتھ کبھی کبھی بدین
بھی ہو جاتی ہین جو چڈھون کے Lymphatic glands
غدود جاذبہ کا آماس ہے۔ یہ ابھرتی ہین پکتی ہین اور بعد کو پھوٹ جاتی ہین اور بعض
وقت ایسی سخت پتھر ہوتی ہین کہ بدون نشتر کے اُن کا مادہ خارج نہین ہوتا بعینہ
وہی حالت ہوتی ہے جس کا ذکر سوزاک کے باب مین ہم کر چکے ہین۔ سوزاک۔
شانکر۔ بجتنی۔ آتشک اِن سب امراض مین اکثر بدین پیدا ہوتی ہین۔ صرف
فرق اتنا ہے کہ سوا سے آتشک کے دوسری حالتون مین زہر خون مین سرایت نہین کرتا
اور آتشک کا اگر لگاؤ ہو تو پھر سارے بدن مین Virus زہر پھیل جاتا ہے شینکرائڈ
اور شینکر مین چند ایسی علامات ہین جو صرف ڈاکٹر ہی امتیاز کر سکتے ہین مثلاً شینکرائڈ
کے آثار جلدی نمایان ہوتے ہین اور شینکر یعنی آتشک کے چند ہفتون کے بعد دونون
کے بثورات کی شکل مین بھی تھوڑا ہی فرق ہے۔ آتشک کی پھنسیون کی جڑ سخت
اور گٹھلی کی وضع کی ہوتی ہین اور شنکرائڈ کی پھنسیان اکثر بڑی اور متورم ہوتی ہین اور
مقامی علاج سے جلد بھری ہو جاتی ہین لیکن آتشک کی پھنسیان پہلے سارے جسم مین
زہر پھیلا لیتی ہین جب کہین جا کر نمودار ہوتی ہین۔ شینکرائڈ کے اثر سے جو بدین ہون
جب وہ اچھی ہو جاتی ہین تو پھر اُس کا کچھ اثر باقی نہین رہتا لیکن آتشک کی پھنسیان
جب چنگی ہونے آتی ہین جب سمجھے کہ آتشک کے دورہ دوسرے کا وقت شروع
ہوا۔ آتشک کی پھنسی کا نمودار ہونا جسم مین زہر پھیل جانے کی علامت ہے اور یہین سے
درجہ دوم کی آتشک کا آغاز ہے۔ علاج معالجے سے تم کچھ تبدیل حالت کر سکتے ہو
لیکن اگر جلد اس کی روک تھام نہ کی تو یاد رکھو کہ آتشک کا تیسرا درجہ شروع ہو جائے گا

اور اس موذی مرض کی یہ حالت ہے کہ اس کا ہر درجہ اپنے پہلے درجے سے زیادہ تکلیف دہ اور نتائج مین خطرناک ہوتا ہے - تاکہ ناظرین کو مرض آتشک کے مفصل حالات معلوم ہو جاوین جو دنیا بھر کے امراض سے جن سے اجسام انسانی متاثر ہو سکتے ہین زیادہ خطرناک ہے جاننا ضروری ہے کہ آتشک کے تین درجے بالکل جدا جدا ہین -

Primary (درجہ ابتدائی) Secondary درجہ دوم Tertiary (درجہ سوم) ابتدائی حالت ثبورات کے نمودار ہونے سے شروع ہوتی ہے جو پہلے معمولی پھنسی کے شکل کے ہوتے ہین اور چند دن کے بعد بڑھ کر کھلا ہوا پھوڑا ہو جاتے ہین جن کی جڑ سخت ہوتی ہے اسی کے ساتھ بدین بھی ہو جاتی ہین اور گو چند ہفتے کے علاج کے بعد پھوڑے پھنسیان اور بدین سب چنگی ہو جاتی ہین لیکن اس سے خوش نہ ہونا چاہیے - یہ صرف پہلی منزل کا خاتمہ ہوا - یہین سے دوسری منزل کا آغاز شروع ہوتا ہے اور آتشک اپنا ڈیرا ڈنڈا سنبھال کر زیادہ زور شور و استحکام سے اب دوسری منزل قدم رکھتی ہے اور اپنا عمل دخل انسان کی بیرونی جلد اور Mucous membrane[1] پر کر لیتی ہے - ابتدائی حالت کے چند ہفتون کے بعد عموماً تو خاص خاص صورتون چند ماہ کے بعد اس مرض کا درجہ دوم شروع ہوتا ہے - اس حالت مین آتشک کی چڑھائی جلد انسان پر ہوتی ہے - خراش - کھجلی - چٹے - آبلے جا بجا ابل پڑتے ہین تمام غدود دھبون کر اینٹھ جاتے ہین - منہ آجاتا ہے - زبان پر اور گلون مین اور

[1] باریک جھلی جیسی منہ - حلق اور ناک مین ہوتی ہے - ۱۲

اور ہونٹوں کے اندر چھالے پڑجاتے ہین - حلق کی بھی یہی حالت ہوتی ہے گلے مین
خراش اور تحریک پیدا ہوجاتی ہے - زکام نزلہ دماغ کے **Mucous chamber**
مین پیدا ہوجاتا ہے - معدہ جگر اور تمامی اندرونی اعضا کوئی بھی اس ظالم مرض کی دست برد
سے محفوظ نہین رہتا تمام بدن مین داد ہوجاتے ہین سر کے بال تک جھڑ جاتے ہین -
طبیعت نڈھال اور پژمردہ رہتی ہے اور اگر دماغ تک اثر پہونچ گیا تو ہم ضعف دماغ
صرع اور آخرکار دیوانگی تک نوبت پہونچتی ہے - یہ ہین درجہ دوم کے زمانے کے
ہولناک کارنامے جو اس موذی مرض کے نتایج ہین جس کی مدت ایک سال سے
لے کر تین سال تک رہتی ہے - تیسری نوبت اس سے بھی زیادہ سالہا سال یا شاید
مرتے دم تک باقی رہتی ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے - تیسرے درجہ مین آتشک
جسم کو چھوڑ کر ہڈیون کی خبر لیتی ہے - جس کی پہلی علامت گٹھیا کا سا درد ہوتا ہے جو
جوڑون مین نہین ہوتا بلکہ خاص ہڈیون مین ہوتا ہے خصوصاً بازو گھٹنے اور پنڈلی کی
لمبی ہڈیون مین اور اکثر سر مین بھی درد رہتا ہے - دن کو تو خیر مگر رات کو یہ درد بہت
شدت کا ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ پلک سے پلک نہین جھپکتی - ہڈیان بودی اور
بھربھری ہو جاتی ہین طبیعت مین ان اصلاح کی طاقت باقی نہین رہتی - بعض اوقات
ناک بیٹھ جاتی ہے تالو مین سوراخ پڑجاتا ہے جلد پر زخم پڑکے ناسور ہوجاتے ہین جن مین
سے ہڈیون کے ٹکڑے گل گل کر نکلنے لگتے ہین - ہڈیان ایسی بے سکت ہوجاتی
ہین کہ ذرا سے جھٹکے مین ٹوٹ جاتی ہین - ڈاکٹر نیفز ذکر کرتے ہین کہ ایک جوان آدمی
کی ران کی ہڈی صرف بوٹ اتارنے مین دو ٹکڑے ہوگئی جس کے صدمے سے
وہ غریب دو سال تک بستر مرگ پر پڑا رہا اور آخرکار مرگیا -

مین (مصنف) نے بھی ایسے بہت سے واقعات دیکھے ہین اور جس شخص کا دل چاہے واشنگٹن کے عجائب خانہ علم تشریح مین جاکر دیکھ لے کہ وہان انسان کی ایک کھوپری رکھی ہے جس کی چند یا کوہی بلا سے بے درمان آتشک کھا گئی ہے - مین ایک عورت کو جانتا ہون جس کے کاسہ سر مین بائین آنکھ کی طرف ایک بڑا سوراخ پڑا ہوا ہے ڈاکٹر ہالک کہتے ہین کہ جس شخص کو ایک دفعہ آتشک ہوگئی ہو وہ کبھی درجہ سوم مین پہونچنے سے بچ نہین سکتا تاوقتیکہ اُس نے شروع سے پوری طرح ازالہ مرض مین کوشش نہ کی ہو اور باقاعدہ علاج نہ کیا ہو - مین ایک شخص کو جانتا ہون جو درجہ سوم کی آتشک مین مبتلا تھا - وہ اپنے زعم مین تندرست ہوچکا تھا مگر آٹھ سال کے بعد مرض

ؔ۵ مین نے بہت سے کیس دیکھے ہین ناک بیٹھ جانا - تالو مین سوراخ پڑجانا تو ایک معمولی بات ہے سیکڑون آدمی ہم نے ایسے دیکھے ہین ہڈیون کے زرم پڑجانے کا نام Austio Malacia ہے یہ مرض بہت کم ہوتا ہے کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کے بازو مین عرصہ تک سخت درد تھا ایک دن اُس نے بحالت سفر ریل اپنا ذرا سا بچھونا کھسکایا کہ ہڈی چیٹ سے ٹوٹ گئی - اسی شخص کو دوسری دفعہ یہ اتفاق پیش آیا کہ اُس کے انگوٹھے کی ہڈی کھانا کھاتے کھاتے چپاتی توڑنے مین ٹوٹ گئی غرض انگوٹھے کو سنبھلنے کا بہانہ ہوجاتا ہے - ایک صاحب کو مین نے دیکھا کہ اُن کی دونون پنڈلیون کی ہڈیان خمیدہ ہوکر کمان کی شکل بن گئی تھین - ایک دوسرے صاحب کو دیکھا کہ اُن کی پنڈلی مین ایک ناسور تھا اُس مین سے ہڈی کی کرچیان گل گل کر نکلتی تھین ۱۲ حسن المترجم

نے عود کیا اور مُنہ اور حلق دونون سڑ گئے" یہ وہ مرض ہے جس کے متعلق ہمارے ملک کے
ایک سب سے بڑے میڈیکل کالج کے پروفیسر نے جو امراض جلدی کا بڑا مشہور معالج
تھا جماعت مین ایک مریض کو جس کے جسم پر آتشک کے زخم تھے بتلا کر کہا "جنٹلمین
اگر مجھے تمام براعظم شمالی امریکہ بھی کوئی دیدے کرے تو اُس کے معاوضہ مین بھی مین اس
زخم کو خریدنا گوارا نہ کرون گا" ایک ڈاکٹر صاحب جو میرے دوست تھے وہ مجھ
سے ایک مریض کا ذکر کرتے تھے جو اُن کے پاس مشورے اور علاج کو آیا تھا
ڈاکٹر صاحب نے اس غرض سے کہ مریض کے دل مین ایسی خطرناک بیماری کے
علاج کی ضرورت بخوبی ذہن نشین ہو جاوے اور وہ برابر پابندی سے کم سے کم دو
برس تک مسلسل دوائین کرتا رہے اور نیز اس خیال سے کہ وہ سختی سے پرہیز کرے
اور جایز ناجایز طور پر کسی اور کو یہ مرض نہ لگا دے آتشک کے خوفناک نتایج کو بیان
کیا۔ مریض نے سنتے سنتے کہا کہ جناب ڈاکٹر صاحب! اگر یہی حال ہے تو
بس میرا مر جانا ہی بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے کہا "بے شک تم ہو یا کسی بات سے دنیا مین
کوئی بھی کیون نہ ہوا ایسے شخص کا تو مر جانا ہی بہتر ہے" خس کم جہان پاک"
فی الواقع آتشک کے مرض کی یہ بہت خطرناک تصویر ہے لیکن بات یہ ہے کہ واقعی
ہے بھی ایسا ہی اور سب کچھ سچ ہے۔ یہ نہین کہ ہر شخص کو جو آتشک مین مبتلا ہو
جتنی باتین ہم نے لکھی ہین سب پیش آجائین لیکن آخر آتشک کے مریضون ہی کو یہ
صورتین بھی پیش آئی ہین جس مین شک و شبہہ کو دخل نہین۔ آنکھون دیکھی باتین
ہین اور ہا وشما سب کے لئے ایسا ہونا ممکن ہے یا نہین اور کچھ شک نہین کہ اگر
مرض کو بڑھنے دیا جاوے اور اُس کے دفعیہ کے لئے سخت سے سخت تدابیر

فوری طور پر عمل میں نہ لائی جائیں تو عجب نہیں کہ دوسروں کی طرح ہمارا بھی حال ہو
جو کچھ ہم نے لکھا ہے اُس کی تصدیق اور تائید کے لیے ہم دوسری کتابوں سے
اس بیماری کے معمولی کورس کا حال لکھتے ہیں پہلے پہل دو مہینے کے اندر ہی
اندر ایک دوڑا نمودار ہوتا ہے جو اکثر پیشانی پر ہوتا ہے یا سر میں یا جسم کے کسی
اور حصے میں ہوتا ہے یا ممکن ہے کہ سارے جسم پر متعدد دوڑے ایک ساتھ
ہو جائیں۔ پہلے سرخ پھنسیاں ہوتی ہیں بعد پیپ پیدا کر زرد ہو جاتی ہیں اور آگے چل کر
تانبے کی رنگ کی ہو جاتی ہیں۔ پھر کھرنڈ بندھ کر اُتر جاتا ہے تو اس کے نیچے چھوٹی
سی سخت گٹھلی نما چلدار تانبے کی رنگ کی پھنسی رہ جاتی ہے۔ جس کسی کے چہرے
یا جسم پر اس قسم کے پھنسیاں ہوں وہ کھلی نشانی آتشک کی ہے اور یہ خدا کی
طرف سے اُس کے نئے کلنگ کے ٹیکے کا نشان ہے جو صریح خدا کی نافرمانی
کی سزا ہے۔ دیکھنے والے فوراً تاڑ جاتے ہیں اور وہ شخص نکوبن جاتا ہے
آتشک کے زخم ناک منہ۔ زبان۔ حلق پر بہت جلد ہو جاتے ہیں اور ناک کے اوپر
بھی ہوتے ہیں۔ ناخن کی جڑوں۔ بازوؤں۔ ران۔ پنڈلی اور شرمگاہ۔ غرض
سب جگہ ہو سکتے ہیں۔ یہ پھنسیاں حد درجے کی متعدی ہیں۔ پانی پینے کا گلاس
یا کٹورا۔ چھری کانٹے۔ برتن۔ تولیے۔ کپڑے۔ ایسے شخص کی سب چیزوں سے
مرض کا اثر لگتا ہے اور ناکردہ گناہ وبال میں پھنس جاتے ہیں۔ تیسرے مہینے کے
قریب پھر دوبارہ پھنسیوں کا زور ہوتا ہے اس دفعہ چہرے پیچھے ہاتھ اور پاؤں پر نکلتی ہیں جو سیتلا کی طرح ہوتی
وہیں مرجھا کر دوبی اُبھر کر اندمال گٹھلی سی باقی رہ جاتی ہے اس بیماری کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے نہ اسکی رفتار
کی صحیح مدت مقرر کی جا سکتی ہے۔ اس کا حال کبھی کچھ ہے کبھی کچھ اس سے بے خبر نہ رہنا چاہیے کیونکہ

اس کی رفتار سست ہوتی ہے کبھی اچانک اناً فاناً بھبک اٹھتی ہے چھ مہینے
کے بعد اس کا رخ آنکھ کی جانب ہوتا ہے بہت احتیاط چاہیئے کہ آنکھ کو پھنسیون
کا چیپ نہ لگ جاے ورنہ قال کا رازاِلہ بصارت ہے۔ اسی زمانے مین ہڈیون
پر جو جھلی پیچیدہ ہے جسے پری آسٹیم Priostium.. کہتے ہین متاثر
ہوتی ہے اور ورم آتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور جلد کے اندر
گٹھل گٹھل ہوجاتے ہین جسے نوڈز Nodes کہتے ہین۔ نوڈز عموماً کان کے
پیچھے۔کہنی یا سینہ کی ہڈی یا پنڈلیون پر ہوتے ہین۔ یہ گٹھل بعض اوقات سخت ہوکر
ہمیشہ کے لیے قایم رہتے ہین اس کی دو حالتین ہوتی ہین یا تو وہ ہڈی سے چمٹے
رہتے ہین یا ہڈی سے الگ ہو کر کھال مین الگ معلوم دیتے ہین۔ بعض وقت
یہ نوڈز کا سر کے اندر وار ہوجاتے ہین اور ان کا دباؤ دماغ جیسے نازک مقام پر پڑتا
ہے تو پہلے تشنج شروع ہوتا ہے اور آگے چل کر موت۔ بعض دنون مین اس
بیماری کا زور کم رہتا ہے اور دبی رہتی ہے لیکن اگر مصفی خون دواؤن سے خوب
تنقیہ نہ کیا جاے تو دو برس کے بعد ایک نیا مرض روپیہ[۱] Rupia شروع
ہوجاتا ہے۔ روپیہ لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی چٹیان کے ہین کیون کہ
جسم پر بڑے بڑے کھرنڈ چٹیان کی شکل کے پیدا ہوجاتے ہین اس کی شروعات
یون ہوتی ہے کہ ایک چھوٹا سا پھلکا ہوتا ہے اس پر ایک کھرنڈ جم جاتا ہے جیسے
ریت کا چھوڑا۔ اندر ہی اندر زخم گہرے ہوکر پھیلتے جاتے ہین اور ساتھ ہی ساتھ

---

[۱] اسی کو چنبل اژنگ کہتے ہین۔۱۲

پٹپڑی بھی بڑھتی جاتی ہے اندر سے ریزش نکل نکل کر خشک ہوکر تہ بہ تہ جمتی جاتی ہے
جو سخت ہوکر پپڑی بن جاتی ہے اس طرح کئی کئی تہ پپڑیون کی بن جاتی ہین اور
پرت پرت ہوجاتے ہین جو سب ملاکر موٹی اور دلدار ہوتی ہے سب اوپر کی
پپڑی مدور ہین چھوٹی اور اُس سے نیچے کی اُس سے بڑی اور اسی طرح کئی کئی
پپڑیان اوپر تلے جم جاتی ہین جن مین نیچے والی زیادہ پھیلی ہوئی ہوتی ہے بجنسہ اُسی طرح
جیسے کہ تم نے ڈاک خانہ مین خط تولنے کے کانٹے کے بٹ رکھے ہوے دیکھے
ہون گے یا نیچے روپیہ رکھو اوپر اٹھنی اُس کے اوپر چونی اُس کے اوپر دونی تو اس
سے اندازہ ہوسکتا ہے اور اسی واسطے اس مرض کو پہاڑ یا چٹان کے نام سے
موسوم کیا ہے - یہ بڑے زخم اکثر بازو اور ٹانگون مین ہوتے ہین اور ہم نے خود دیکھا
ہے کہ کئی کئی ہوتے ہین جن سے مریض سخت تکلیف مین مبتلا رہتا ہے - ہم نے
ایسے لوگ بھی دیکھے ہین جن کی ساری پیٹھ ان ہی زخمون سے لدی ہوئی تھی اور
ایسے مریض برسون دواخانے مین پڑکر جھوٹتے رہتے ہین پانچ چار سال تک
یا اگر اُس سے زیادہ مدت تک خون کا تنقیہ نہ ہو تو منہ - زبان - حلق - ناک[1] مین
(گلٹی کے قسم کا مادہ) Tubercular deposit جمع ہونے کا اندیشہ ہے
شروع شروع مین گلٹیان سی معلوم دیتی ہین مگر آگے چل کر بڑے خطرناک رستے ہوے

[1] مین نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کی ناک مین سے پہلے تو چھیچھڑے نکلا کرتے تھے بعد ازان کے
تیسرے سال ریٹھے کی برابر ایک سخت گولی بہت زور سے سنکنے سے نکلنے لگی وہ ایسی سخت تھی گو
جیسے غدود اور پتھر سے کچلنے سے بھی نہین ٹوٹتی تھی آخر کار اُس بیچارے کی ناک ضائع ہوگئی ۱۲

پھوڑے ہوجاتے ہین - یہ کم بخت تالو - تھنے اور ناک کے بانسے کو گلا دیتا ہے
بعض لوگ اِس کو سرطان یا ناسور سمجھ لیتے ہین - چنانچہ ایسے لوگ جن کی ناکین
گل گئی ہین اکثر شہرون کیا بلکہ چھوٹے قصبات مین دکھلائی دیتے ہین - اسی طرح
جسم مین سخت گٹھل ہوجاتے ہین جو چھوٹی رسولی کی شکل کے ہوتے ہین اور جھڑ بیری
کے بیر سے لے کر مرغی کے انڈے کی برابر ہوتے ہین جو کسی حصہ بدن کے
اندر جلد مین پیدا ہوتے ہین اُن کو Gummy tumor کہتے ہین
مہینون وہ ایک ہی حالت پر رہتے ہین کچھ تکلیف محسوس نہین ہوتی لیکن آگے چل کر
اُن کا مادہ پھیل کر جسم مین سرایت کرنا شروع کرتا ہے اور پھوڑا بن جاتا ہے اور جب
شگاف دیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے نیچے کی سطح جسمانی تمام گلی ہوئی ہوتی
ہے اور پھر ناسور پڑ جاتا ہے جو رفتہ رفتہ ہڈی کو بھی گلا دیتا ہے - یہ ہے درجۂ سوم کی آتشک
کا نہایت ہیبت ناک اثر جس مین بے انتہا خطرناک تکلیف کے سوا جان کا بھی ضرر
ہے - اگر مرض کا پورا ازالہ نہ ہو تو تیس بلکہ چالیس برس کے بعد تک بھی آتشک
پیچھا نہین چھوڑتی - ہڈیون پر نوبت پہنچ جاتی ہے کاسہ سر اور بازو اور ٹانگون کی لمبی
لمبی ہڈیان گل کر ناسورون سے اُن کے ٹکڑے نکلنے شروع ہوجاتے ہین جس کی
تکلیف کا اندازہ صرف تصور سے ہوسکتا ہے اور جس پر گزرتی ہے اُس کا تو اللہ
ہی مالک ہے - لوگ گھن کھانے لگتے ہین کوئی پاس بٹھانے کا روادار نہین ہوتا
جتنے اشکال ہم نے اوپر بتلائے ہین ضرور نہین کہ سب ایک ہی شخص پر ختم ہوجائین
نہ اِن صورتون کے لیے معتبر طور پر کوئی مدت مقرر کی جاسکتی ہے - دوم درجہ کی حالت
معقول علاج یا مریض کی جسمانی حالت کے لحاظ سے بعض وقت ایسی درست

ہو جاتی ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اندر ہی اندر مرض تیسرے درجہ پر پہونچ جاتا ہے۔
آتشک کے مدارج درمیان کے حصوں میں بعض حالتوں میں آرام اور سکون ہو جاتا ہے
بعض دفعہ جلد جلد تینوں مدارج طے ہو جاتے ہیں بعض دفعہ دیر ہوتی ہے۔ یہ لازم ممکن
ہے کہ جلد اچھا ہو جائے اور پھر آٹھ دس برس بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک بھی
کچھ خلش نمودار نہ ہو اور پھر یکایک مرض عود کر آئے اور چند ہی دنوں میں درجۂ دوم اور
سوم کی نوبت پر پہونچ جائے غرض آتشک کے مرض کے متعلق کوئی مستقل قاعدہ
مقرر نہیں کیا جا سکتا ہمیشہ اس کے رنگ بدلتے رہتے ہیں اور سیکڑوں قسم کی مختلف
ایسی اشکال پیش آتی ہیں کہ جن سے بعض اوقات اکثر دونوں متحیر ہو جاتے ہیں۔
کبھی کھلم کھلا آتشک کا حملہ ہوتا ہے کبھی وہ دشمن کو دھوکا دے کر چکر کاٹ کر
سامنے آتی ہے کبھی وہ پوری طرح شکست دینے کے لئے دوسرے امراض سے
جو انسان کی جان کے دشمن ہیں مدد لیتی ہے اور ان کی آڑ میں مقابلہ
کرتی ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوشم
من انداز قدت را می شناسم

میں نے ان حالات کو بچشم خود دیکھا ہے۔ میں نے بڑے بڑے ڈاکٹروں
سے اس کی تحقیق کی ہیں اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے بیان میں ذرا
بھی مبالغہ نہیں کیا نہ ڈراونی شکل بنائی ہے جو بات سچی تھی وبلا کم وکاست آپ کے سامنے
پیش کر دی ہے۔ آپ کا دل چاہے تو اور جہاں میں کر لیجئے۔ بڑی بڑی ہسپتالوں
میں جا کر چشم عبرت سے دیکھ لیجئے جہاں آپ کو بہت سے اخلاقی مجذوم ایسے ملیں گے

جن کا گوشت اور ہڈیان ہر گئی ہین جن ین سے تعفن اُٹھ گیا ہے۔ ناک نہین دی جا سکتی دیکھ کر افسوس اور خوف کے ساتھ گھن بھی آتی ہے۔ ساری ہسپتال کے وارڈون مین گشت کیجیے اور آپ کے ساتھ جو ڈاکٹر ہو اُس سے کہیئے کہ ہر چارپائی کے پاس جا کر مریض کے ساتھ آپ کو مرض کا نام بھی بتلا دے تب آپ کو معلوم ہو گا گو آتشک کے ساتھ کاف تعفن لگا ہوا ہے مگر سچ یہ ہے کہ بُری ہی بلا ہے اور کس کس روپ مین ظاہر ہوتی ہے اور کیسی کیسی کروٹین لیتی ہے کہ پیچھا نہین چھوڑتی صدہا بیماریون کی یہ ماں ہے اور کیسی ظالم ہے کہ اسے کاش جس کو ہو لُاسی کی دشمن ہوتی۔ نہین نہین۔ بے گناہ اور معصوم بچون پر بھی اسے رحم نہین آتا باپ سے بیٹے کو اور بیٹے سے پوتے کو اور پوتے سے پڑپوتے تک خبر لیتی ہے بعض اوقات چار پشت تک پیچھا نہین چھوڑتی۔ ہسپتال کو چھوڑ کر ذرا دارالمجانین مین بھی چلیے دیکھیے تو وہان کیا قیامت برپا ہے کتنے مریض آتشک کے سبب سے خلل دماغ مین مبتلا ہین۔ قبرستان مین چلیے قبرون کو ٹٹولیے اور دیکھیے کہ کیسے کیسے جوان رعنا اس کا شکار ہوے ہین اور کس طرح ایڑیان رگڑ رگڑ کر انھون نے جان شیرین کو خاک مین ملایا ہے قبرستان مین کیا واویلا ہے شور و ماتم بپا ہے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی ہزارون بلکہ لاکھون نے اسی مصیبت کی بدولت دنیا سے قبل از وقت کوچ کیا ہے

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر

ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

بیویون کو بیوہ کر چھوڑنے چھوٹے بچون کو یتیم کر گئے۔ خدا غارت کرے تجھ کو اے

آتشک الہی تو دنیا کے پردے سے مٹ جائے کہ تو نے کیسے کیسے نازنینوں کو گھسیٹ کر منوں مٹی کے تلے دبا دیا۔ ذرا عاقبت کا تصور کیجیے۔ یہاں تو جیسی گزری تھی خیر گزری اب وہاں کا عذاب! الہی توبہ۔ دوزخ کی دہکتی آگ کے ایندھن ہمیں بنائے گئے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمارے اعمال و افعال سے ناراض ہے۔ ہم اپنے کیے کی سزا جھگت رہے ہیں۔ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ نمل

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں مرض آتشک کے بیان میں اس کے مصائب کی داستان میں کچھ لطف آتا ہے۔ حاشا و کلا ہمارے آنسو صفحۂ قرطاس پر بہہ گئے ہیں مگر کیا کیا جائے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
دگر خاموش بنشینم گناہ است

اگر آپ کا دل اس بیان کو سن کر گھبرا گیا تو بتلائیے کہ ہمارا کیا حال ہوگا جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لیکن یاد رکھیے اور خوب یاد رکھیے کہ اس مرض کے اس کثرت سے شائع ہونے کی بڑی وجہ صرف عامۂ خلائق کی ناواقفیت ہے وہ نہیں جانتے کہ ہم نے چند منٹوں کے مزے کے لیے کیا غضب ڈھایا ؎

ــه اور جو برے عمل لے آئیں گے تو وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈھکیل دیے جائیں گے (اور ان سے سرزنش کے طور پر کہا جائے گا کہ بس) تم کو انہیں عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے ۱۲

سہے بیٹھے لب نہ ابھی بوسۂ دہان کے لیے
کہ قینچیان ہوئین حاضر مری زبان کے لیے

بہ حیثیت ایک بنی نوع انسان کے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بلا کو اس کی اصلی
صورت مین آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو جتلا دین۔ پھر ماننا نہ ماننا آپ کا اختیار
ہے۔ کل کلان کو یہ عذر ہو کہ ہا۔ ہم کیا کرین معلوم ہی نہ تھا ورنہ ہم اس کے پاس
نہ پھٹکتے۔ ہم ہیضہ اور پلیگ کے لیے قرنطینہ مقرر کرتے ہین۔ کیا آتشک جیسے مرض
سے بچانے کے لیے سوسائٹی کو کوئی تدبیر نہین کرنی چا۔ ہئے جو نسل انسانی کو ہیضہ
اور پلیگ دونون سے زیادہ برباد کرتا ہے۔ غلامون۔ قیدیون کے چہرون پر
داغ دیا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اُن لوگون سے جو آتشک مین مبتلا ہون اس قدر
ناراض ہے کہ اُن کے چہرون پر داغ دیتا ہے اور میرے دل مین برسون سے
یہ بات کھٹک رہی ہے کہ پاک صاف لوگون کو اِن کے اثر متعدی سے بچانے
کے لیے کیون گورنمنٹ ایسے آتشک کے مریضون کی پیشانی پر داغ نہین دلواتی
تاکہ ہر شخص اُن کو پہچان لے اور لوگ اِن کی لپٹ سے بچین اور اپنی اپنی جگہ
ہوشیار ہو جائین۔ جذامی کو سوسائٹی سے الگ کر دیتے ہین دوسرون سے ملنے
جُلنے نہین دیتے لیکن آتشک کچھ جذام سے کم متعدی نہین ہے پھر کیا وجہ ہے کہ
اس کمبخت کی روک تھام نہین کی جاتی ہے اور کھلے خزانے حرام کاری جاری ہے
بلا روک ٹوک آتشک کا زہر دوسرون مین پھیلایا جاتا ہے۔ اسی سلسلے مین ابھی چند
ضروری اور غور طلب باتین ہین۔ اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا آتشک کا علاج ہو سکتا
ہے؟ اس بارے مین ڈاکٹرون کی راے مین خود بڑے اختلافات ہین۔

اناڑی ڈاکٹر پہلے تو شینکر اشنڈ اور شینکر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ وہ شینکر اشنڈ کا علاج
کرتے ہیں اور مریض اچھا بھی ہوجاتا ہے ادھر مریض خوش اُدھر ڈاکٹر صاحب
کی باچھیں کھل جاتی ہیں کہ میدان مار لیا اور فیس لے کر مسکراتے ہوئے جیب
میں ڈال لیتے ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ خوش ہیں مگر آتشک ایسا سہل العلاج
مرض نہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جم جائے۔ بعض دفعہ آتشک کی ابتدائی حالت میں اس کی
عارضی روک تھام ہوجاتی ہے لیکن پھر چند سال کے بعد مرض عود کرتا ہے تو مریض
ڈاکٹر کو چھوڑ کر کسی دوسرے مشہور ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے اور چند روز علاج کر کے
صحت یاب ہوجاتا ہے ڈاکٹر اپنے رجسٹر میں ایسے مریض کو صحت یافتہ لکھ کر خارج کر دیتے
ہیں مگر در حقیقت وہ صحت یاب نہیں ہے۔ ڈاکٹر گورنسی جو امراض کے مشہور
ماہر ہیں وہ آتشک کے مرض کے جڑ سے چلے جانے کے قائل ہیں اور لکھتے
ہیں کہ امراض آتشک وغیرہ کے مرد اور عورتوں کے علاج میں مجھے چالیس برس کا
تجربہ ہے اور اسی کے بھروسہ پر میں کہتا ہوں کہ بڑا حصہ بیماران آتشک کا عمدہ علاج
سے صحت یاب ہوجاتا ہے کہ آئندہ خدشہ نہیں رہتا اور صحت ایسی کامل ہوجاتی
ہے کہ اولاد پر اس کا اثر منتقل ہونے کا بھی مطلق خطرہ باقی نہیں رہتا۔ یہ صرف میری
منفرد رائے نہیں ہے بلکہ اور بہت سے ڈاکٹر بھی سالہا سال کے تجربہ کے بعد
یہی صحیح بات رکھتے ہیں" آتشک پر خیال میں ایک مستند ڈاکٹر نے ایک کتاب
لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ " اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آتشک ایک
علاج پذیر مرض ہے اور اکثر بالکل صحت بھی ہوجاتی ہے اور چند روز مسلسل
علاج کرنے سے اس سے بالکل نجات مل جاتی ہے لیکن جب ہم اس مضمون

ر اور کچھ ستر ادکرنا چاہتے ہیں تو البتہ مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ اس بیماری کی رفتار ایسی دھیمی ہے اور اس کے اثرات مدتوں چلکر بھی ظاہر نہیں ہوتے تو کسی مریض کو دیکھ کر ایک دم یہ راے قایم کرنا کہ آیندہ کبھی اسے پھر آتشک نہ ستاے گی بالکل ناممکن ہے۔ لیکن تجربہ اور عقل اس مقام پر ہماری راہ نما ہو گی۔ جب کئی برس بعالم صحت گزر جائیں اور جتنا زیادہ فصل مرض سے ہوتا جاے اور کوئی شکایت ظاہر نہ ہو تو اُتنا ہی زیادہ اطمینان درجۂ سوم کی نوبت پر نہ پونہچنے کا ہوتا ہے۔ آخر کار وہ زمانہ بھی آجاتا ہے کہ ظنِ غالب اس امر کا ہو جاتا ہے کہ اب اس مرض کا دورہ نہ ہوگا اور ایسی حالت میں ہم یہ اطمینان سے کہہ سکتے ہین کہ اب آتشک کا کچھ اثر باقی نہیں رہا اور مریض بالکل صحت یاب ہوگیا۔ بہت شاذ ایسی صورت پیش آتی ہے کہ ہماری توقع غلط ثابت ہو" یہ امر تجربہ سے عام طور پر متحقق ہوگیا ہے کہ آتشک کے مرض میں پہلے زمانے کا سا اشتداد یا تیجہ ین اب باقی نہیں رہا اور اس قدر نرم اور علاج پذیر ہوگیا ہے کہ ہر پانچ کیس میں سے صرف ایک کیس ایسا ہوتا ہے کہ جو درجۂ سوم تک پونہچتا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اس کی گھاتون کو ڈاکٹر خوب جان گئے ہیں علاج بھی پہلے کی بہ نسبت عمدہ اصول پر ہوتا ہے دوائیں بھی تیر بہدف ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ اب پہلی سی اجنبیت بھی باقی نہیں رہی اس کے خطرناک اثرات سے کم و بیش مریض بھی واقف ہو گئے ہیں اور اسی ڈر سے علاج میں بھی تساہل نہین کیا جاتا بلکہ لگ لپٹ کر دو تین سال تک لگاتار علاج کیا جاتا ہے۔ آتشک کے علاج پذیر اور غیر علاج پذیر ہونے کے متعلق جو ڈاکٹرون میں اختلاف ہے اُس کی وجہ لفظ "صحت" کا مبہم مفہوم ہے۔ ڈاکٹر

گو نسی جزا آتشک کے علاج پذیر ہونے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ لفظ صحت کو اگر عام معنوں میں لیا جاوے اور اُس سے یہ سمجھا جاوے کہ صحت سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں بھی مرض عود نہ کرے اور نہ آیندہ چل کر کبھی کسی صورت میں اُس کا شایبہ باقی رہے اور نہ اُس کی جھلک دکھلائی دے یہ کوئی ایسا مرض نمودار ہو جس کی جزا آتشک قرار پاوے تو ایسی جامع و مانع تعریف ایک آتشک ہی پر کیا موقوف ہے جتنے مزمن امراض ہیں کسی پر بھی صادق نہیں آسکتی لیکن جب معقول عرصہ تک علامات فاسدہ ظاہر نہ ہوں تو بعض ڈاکٹر مریض کے تن درست ہو جانے کی راے قایم کر لیتے ہیں اور اسی کا نام صحت ہے لیکن آتشک کی حالت یہ ہے کہ جس کسی کو کبھی مدۃ العمر میں ایک دفعہ یہ مرض ہو چکا ہے تو پھر آیندہ کسی زمانے میں بحالت درجۂ دوم یا سوم چالیس پچاس سال کے بعد بھی عود کر آتا ہے گو کہ اس طول طویل مدت میں کسی قسم کے آثار نمایاں نہ ہوے ہوں اور گو کہ اُس شخص کو تن درست اور توانا بھی ہو گئے ہوں تو ایسی حالت میں خدائی دعویٰ کون کر سکتا ہے - اسی وجہ سے بعض ڈاکٹر اس مرض کو ناقابل علاج خیال کرتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ گو مریض آتشک کی حالت بالکل مایوسانہ نہ ہو تاہم کوئی دانش مند شخص اپنے آپ کو ایسی مہلک اور خطرناک بیماری میں پھنسانا گوارا نہ کرے گا - چوں کہ مرض کی ابتدائی حالت میں سواے چند پھنسیوں کے اور کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس لئے جو لوگ آتشک کے خطرات سے واقف نہیں ہوتے علاج میں ڈھیل ڈال دیتے ہیں - کسی جگہ افلاس حائل ہوتا ہے تو کہیں شرم مانع آتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرض جم جاتا ہے - اگر دو تین سال تک لگ کر علاج کیا جاوے تو کیا عجب ہے کہ آرام ہو جاوے لیکن -

کوئی ڈاکٹر بھی بڑی سے بڑی رقم کی لالچ میں آتشک کا مادہ اپنے جسم میں داخل کرنا گوارا نہ کرے گا نہ وہ کبھی اپنی پاک صاف لڑکی کو دیدہ و دانستہ کسی ایسے روگیلے شخص سے بیاہنا پسند کرے گا جس مین کہ ذرا سا بھی آتشک کا مادہ باقی ہو۔ آتشک کے مریضوں کے متعلق ایک دوسرا سوال عموماً یہ پیش آتا ہے کہ کیا ایسے لوگوں کو شادی کرنی چاہیئے؟ اِس کا جواب ایک مشہور فرنچ سپیشلسٹ نے صاف الفاظ مین دیا ہے کہ "ہرگز نہیں"، ایک معتبر ڈاکٹر کہتا ہے کہ "وقت اخیر ہماری چشم حافظہ کے سامنے ایک سلسلہ ایسے واقعات کا پیش ہے کہ اگر آپ سنین تو کان کھُلے کے کھلے رہ جائیں۔ ایک بہت بڑے امیر خاندان کے ایک نوجوان شخص کو اوائل عمر مین آتشک ہو گئی تھی۔ بہت سی دوا دوش علاج معالجے اور صرفہ کے بعد جب اطمینان ہو گیا کہ اب کچھ خلش باقی نہین ہے اور پوری صحت ہو گئی تب بھی مزید احتیاط اور چند سال دیکھ کر اُس نے ایک تندرست اور حسین لیڈی سے شادی کی شوہر ایک معزز پیشہ کرتا تھا اور نہایت پاک باز اور شریفانہ زندگی کی بدولت خوب بڑھ گیا اور سوسائٹی مین بہت تعزز اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ادھیڑ عمر کو پہنچنے تک دولت بھی خوب جمع ہو گئی بال بچوں سے گھر بھر گیا کہ دفعتہً اُسے امراض نے آدبایا ڈاکٹروں نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخرکار یہ رائے قائم ہوئی کہ جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ اب نکل رہا ہے اور اب

یہ مرض کسی کے بس کا نہیں ہے۔ نہایت افسوس سے ہم لکھتے ہیں کہ اُس بے چارے کی تکلیفوں کا خاتمہ موت پر ہی ہوا۔ اسی مضمون پر ڈاکٹر ہالک لکھتے ہین کہ "لوگون کو یقین دلایا جاتا ہے کہ بعد صحت وہ شوق سے شادی کر سکتے ہین اور لوگون نے شادیان کر بھی لی ہین لیکن بعد مین معلوم ہوا کہ وہ مرض مین نہ صرف خود گرفتار ہین بلکہ اپنے ساتھ اپنی بیوی اور بچون کو بھی مبتلا کر رہے ہیں ایسے شخص کی حالت زار کس طرح بیان کی جا سکتی ہے جس پر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے اور ایسی مثالین بہ کثرت پیش آتی ہین"۔ ڈاکٹر خفیز اپنی کتاب ٹرینس مشن آف لیف مین لکھتے ہین کہ اگر کامل طور پر یقین ہو جائے کہ اب مرض کا کوئی شائبہ باقی نہین رہا ہے تو شادی کرنے مین مضائقہ نہین ہے لیکن ہر حالت مین احتیاط رکھنی چاہیے کیون کہ ہم کو اس مین شک نہیں ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ آتشک میں مبتلا ہو چکا ہے آیا وہ یقینی طور پر کبھی اُس سے نجات پا سکتا ہے یا نہیں۔ ہم ایک ڈاکٹر کو جانتے ہیں جس کو اُس کے مطب کے اوائل زمانے مین ایک عورت کے وضع حمل میں سو اتفاق سے آتشک کے زہر کا اثر کسی طرح اُس کی اُنگلی مین ہو گیا وہ اُس کے خطرے سے واقف تھا بہت کچھ علاج معالجہ کرنے کے بعد بہ ظاہر صحت تو ہو گئی اور بات گئی گزری ہوئی۔ ڈاکٹر نے تھوڑے دنون بعد شادی کر لی چار بچے بھی پہلے کٹے پیدا ہوئے چودہ برس ایسے کٹ گئے گزری کبھی سر مین درد بھی نہ ہوا۔ بعد مین چند تفکرات اور پریشانیون کے سبب سے طبیعت کسل مند رہنے لگی ادھر طبیعت کمزور ہوئی اُدھر مرض نے یکایک پھر آن دبایا اب اس مین کون شک کر سکتا ہے کہ اس تمام عرصہ مدت مین اس کے خون مین آتشک کا سم موجود تھا۔ میری ذاتی رائے ایسے لوگون کی شادی کے

بالکل خلاف ہے۔ انسان کی زندگی میں شادی ایک قسم بالشان اور مقدس وظیفہ ہے۔ وہ دیدہ و دانستہ شادی کر کے بیوی بچون کو مبتلائے مصائب و آلام کرتا اور اُن کے سبب سے خود بھی آفت مین رہنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم اپنے ساتھ دوسرون کو پھنسا دین بہتر یہ ہے کہ جو کچھ گزرے ہم پر ہی گزرے وہ کہ ناکردہ گناہ کیون اس مین پھنسے جائین ؎

قطعہ

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہان کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زبان کوئی نہ ہو

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خوان کوئی نہ ہو

ڈاکٹر مالک کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مرد اس درجہ سنبھل گیا ہو کہ بیوی کو اس کا اثر نہ پونہچے لیکن بچون پر منی کے ذریعہ سے ضرور اثر ہوگا اور ایسا بچہ بحالت حمل اپنی ماں کو بھی متاثر کر دے گا۔ آتشک کا زہر صرف پھوڑے پھنسیون میں نہیں رہتا بلکہ خون میں ہوتا ہے اگر کسی مریض آتشک کا تھوڑا سا خون لے کر ہم کسی دوسرے شخص کو Inoculate (ٹیکہ) کر دیں تو وہاں مین پھوڑے پھنسی کا Virus داخل کرتا ہے اور ضرور اُس شخص کو آتشک ہو جائگی علیٰ ہذا جب منہ مین آبلے ہون تو اُس کی ریزش کا بھی یہی اثر ہوگا۔ ابھی یہ امر قطعی طور پر متحقق نہین ہوا ہے کہ آیا مرد منی کے ذریعہ سے عورت کو آتشک پونہچا سکتا ہے یا نہین یعنی یہ کہ مرد اچھا ہو گیا اور اُس کے جسم پر کوئی پھوڑا پھنسی باقی نہین ہے تو آیا صرف منی کے ذریعہ سے بیماری متعدی ہو سکتی ہے یا نہین۔ میرے خیال میں تو یہی وجہ اس امر کے باور کرنے کے لیئے کافی ہے کہ جس طرح خون میں

یہ اثر ہے کہ مرض جھٹ لگ جاتا ہے منی میں بھی وہی بات ہوگی بچوں کو عموماً آتشک کا اثر ماں کی طرف سے پہنچتا ہے اور ماں کے جسم میں آتشک کا تخم نامعلوم طور پر شوہر سے پہنچ جاتا ہے۔ بعض اوقات بچہ باپ کی منی سے بھی متاثر ہوتا ہے۔ منی میں جو کیڑے ہوتے ہیں وہ آتشک کی حدت سے پژمردہ اور کم زور ہو جاتے ہیں پس ایسی منی سے جو لڑکا پیدا ہوگا ضرور کم زور اور ناقص ہوگا۔ غالباً اسی وجہ سے اُن عورتوں کے حمل اکثر ساقط ہو جاتے ہیں جن کے مردوں میں آتشک کا اثر باقی ہوتا کیوں کہ جنین میں کافی سکت نو مہینے تک پیٹ میں ٹھہرنے کی نہیں ہوتی اور بعض وقت ستوانسے اٹھوانسے یا گلے سڑے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ابھی یہ امر صحیح طور پر نہیں معلوم کہ آتشک کا اثر کے پشت تک ہٹتا ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ جوں جوں چھنتی جاتی ہے اکثر کم زور ہوتا جاتا ہے اور آخر کار اس مادہ کی ہیئت تبدیل ہو کر Scrofula (خنازیر) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بہر حال باپ میں اگر آتشک کا اثر ہے تو بچوں میں لازمی طور پر ہوگا اور ایسے بچوں سے دایہ یا اُن کو جو گود میں لیں یا پیار کریں آتشک کا اثر پہنچانا بالکل ممکن ہے۔ ایسے بچے کو صرف ماں ہی پال سکتی ہے جس نے اُسے جنا ہے کیوں کہ چھوٹے بچے بچوں سے سفلس کا مادہ بہت جلد منتقل ہوتا ہے ڈاکٹر کالیس مشہور ڈاکٹر کا قول ہے کہ میں نے کسی مرض کو ایسا سریع الانتقال نہیں دیکھا جیسا کہ بچوں کی سفلس کہ طبجلی کی طرح اُڑ کر لگتی ہے۔ جب یہ حالت ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہی حالت ہے، تو کیا یہ موقع اس بات کا نہیں ہے کہ پبلک کو ان خطرات سے آگاہ کیا جائے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے یہ خطرات ہیں تو کیا ہم دیکھتے دیکھتے جیتی مکھی نگل جائیں اور جب بھی زبان نہ ہلائیں۔ گو ایسا بچہ نہایت

عمدہ قواعد حفظان صحت کی پابندی سے جوان ہوجائے اور اُس کے بال بچے
بھی ہوجائیں لیکن ملاشک ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جہاں تیسری اور چوتھی پشت
تک اس کا اثر پہونچا ہے - ڈاکٹر برٹن کہتے ہیں کہ آتشک کا مادہ مختلف امراض
کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے بڑا حصہ جلد غدود - ہڈیوں اور آنکھوں کے امراض
مزمن کا ہے جن کو Scrofulous (مادہ خنازیر) کہتے ہیں حقیقت میں
اُن کی جڑ آتشک ہی ہوتی ہے اور یہ تمام ذاتی اور نسلاً بعد نسلٍ کی تکالیف اور امراض بھ
صرف ایک لمحہ کی حرام کاری کا نتیجہ ہیں جو سزا ہی حکم الٰہی کی نافرمانی کی -
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ[۱] - ڈاکٹر گاعقل نے سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک مبسوط رسالہ
سفلس پر لکھا ہے اُس میں وہ لکھتے ہیں کہ جب صرف باپ میں آتشک کا
اثر ہو تو پہلے بچوں کے بچوں پر ایسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا کہ ماں باپ دونوں کو
آتشک ہونے کی حالت میں ہوتا - شروع شروع میں مادہ زوردار ہوتا ہے چند ہی
مہینے میں اسقاط حمل ہوجاتا ہے بعد مرے ہوئے بچے پیدا ہونے لگتے
ہیں مگر مرض میں مبتلا اور آخر کار (جب مادہ ضعیف ہوجاتا ہے تو) پوری اور
تن درست اولاد ہونی شروع ہوجاتی ہے" یہی ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ آتشک کے
مادے کے بچوں میں ستر سے لے کر اسی فی صدی تک اموات ہوتی ہیں -
ایک ثلث مردہ پیدا ہوتے ہیں اور باقی ماندہ میں سے ۴۲ فی صدی (۶) مہینے
کے اندر مر جاتے ہیں اور ایک دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ اگر بچوں کا علاج اچھی طرح

---

[۱] کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی زبردست ہے ۱۲

کیا جائے تو بچ بھی سکتے ہیں اور اوپر کا لکھا ہوا اوسط ایک گھٹ سکتا ہے
لیکن ایسے بچے کہ جن کا علاج نہیں ہوتا ۹۵ ½ فی صدی مر جاتے ہیں۔ اکثر
لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے ہوں گے کہ یہ امراض کس حد تک پھیلے ہوئے ہیں اور
وہ کونسا آسان طریقہ ہے جس سے ہم مریض آتشک کو پہچان سکیں تاکہ ہم اس کی
چھاؤں سے بھی دور بھاگیں۔ شراب خواری۔ زنا کاری۔ امراض خبیثہ کے
اثرات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ولایت کے بڑے شہروں میں جو
عورتیں کھلے خزانے کسب کرتی ہیں اُن کا اوسط عمر صرف چار سال سے چھ
سال تک ہے یعنی تھوڑے سی ہی دنوں بعد وہ ٹھکانے سے جا لگتی ہیں
امریکہ کے ملک کا صحیح داخلہ نہیں ملتا لیکن یورپ کے بڑے بڑے شہروں
میں (جہاں بہت کچھ اسکا انتظام ہے کہ آوارہ عورتوں کی مقررہ اوقات پر
دکھائی ہوتی ہے اُن کو شہر سے الگ رکھا گیا ہے اور اسی قسم کی بہت سی
تدابیر کی جاتی ہیں) البتہ اس کا حساب موجود ہے۔ برلن کے ڈاکٹر مارنگ
اپنی مطبوعہ کتاب The Hygeine of Chastity[۱] میں
لکھتے ہیں کہ یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں جس قدر زیادہ روک تھام اور
انسداد کی تدابیر کی جاتی ہیں اتنی ہی اُس کی کثرت ہے ہاں صرف ہسپتالوں
مین مرجوعہ کم ہو جاتا ہے (یعنی لوگ مرض کو ڈر سے چھپانے لگتے ہین) روس
کے شہر کیو اور ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن کی رجسٹر شدہ طوائفین مین (۴۳)

---

[۱] پاکبازی کی زندگی کے قواعد حفظان صحت ۱۲

فی صدی ایسی حالت میں ہیں کہ اُن سے فوراً بیماری لگ جاتی ہے۔
زیرِنگرانی طوائیت میں (۱۵) فی صدی اور خانگی اڈوں میں (۹۶) فی صدی بیمار ہیں
اور قریب قریب یہی حال اُن دوسرے بڑے بڑے شہروں کا ہے
جہاں ان کے حسابات موجود ہیں۔ دکھائی اور نگرانی کے متعلق ڈاکٹر گورنسی اپنی
کتاب بلین ٹاک (کھلی بات چیت) میں لکھتے ہیں کہ آوارہ مزاج فاحشہ عورتوں
کا کچھ بھروسہ نہیں ہے خواہ وہ خانگیاں ہوں یا مشہور اڈوں کی ہوں حتیٰ کہ پیرس
جیسے شہر میں فاحشہ عورتوں کی دکھائی ہو کر اُن کو بیماری سے مبّرا ہونے کا سرٹیفکیٹ
دیا جاتا ہے تاہم اُن کے جسم میں بیماری ایسی پوشیدہ رہتی ہے کہ انسپکٹروں
کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی اور جو اُن کے پاس جاتا ہے کچھ نہ کچھ تحفہ اُس کے
گلے پڑ ہی جاتا ہے۔ اِن کے محلے میں جانا بجنسہ ایسا خطرناک ہے جیسے کہ
آپ خالی الذہن کسی جنگل مین گھس جائیں جہاں درندے جانوروں کے سوا
ٹہنی ٹہنی پر زہریلے سانپ لپٹے ہوئے ہوں اس قدر معلوم ہونا آدمی کے خون
سکھا دینے کو کافی ہے اور جو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہے اُسے اس کوچے
سے اُلٹے پاؤں پھرنا لازم ہے۔ ڈاکٹر ہالک کا قول ہے کہ بعض اوقات آتشک
کا تخم مرد کے جسم میں تو موجود رہتا ہے مگر ظاہر مین کچھ معلوم نہین ہوتا بلکہ خود اُس
شخص کو بھی محسوس نہیں ہوتا جس کے مجرائے بول میں شینکر موجود ہو ایسا
شخص جب کسی عورت سے مقاربت کرے گا ضرور اُسے لے ڈوبے گا
اسی طرح عورت کے Vagina (سرِ رحم) میں ممکن ہے کہ ایسا شینکر ہو کہ
جو ڈاکٹری امتحان میں بھی معلوم نہ ہو سکے۔ زہر کا یہ حال ہے کہ اگر وہ چکھا لیا جائے

تو بھی اُس میں اثر موجود رہتا ہے ذرا سی بھی اُس کو تازہ کرنے کے لیئے کافی ہے
ان سب مراتب پر کافی غور کرنے کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ مریضان آتشک
کو شادی کرنی قرین مصلحت ہے یا نہیں۔ ڈاکٹروں کی کثرت راے فی الواقع
اس جانب ہے کہ آتشک بالعموم شادی کے لیئے سدِّراہ نہیں ہے بلکہ اکثر حالتوں
میں معقول علاج سے اُس کا دفعیہ ہوجاتا ہے لیکن اُس شخص کے لیئے جو ایک مرتبہ
آتشک میں مبتلا ہو چکا ہے بہت بڑا خطرہ ہے اور اُس کو ضرور ہے کہ کسی اچھے
باخدا ڈاکٹر سے مشورہ کرے اور ڈاکٹر کو بھی ضرور ہے کہ نہایت حزم و احتیاط اور
خدا ترسی اور اخلاقی ذمہ داری سے کوئی راے موافق یا موافق قایم کرے۔



چھٹا باب

امراض خبائث اور اُن کے ہولناک نتائج

تکملہ

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۲ نحل)

لہ اور خدا نے ان پر (ذرا بھی) ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے رہے انجام یہ ہوا کہ (جیسے) بُرے عمل کرتے تھے ویسے ہی اُن کے عملوں کے بُرے نتیجے اُن کو ملے اور جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ اُن پر نازل ہو کر رہا ۱۲

امراض خبائث نے نسل انسان میں کیا کچھ تلاطم ڈال رکھا ہے اِس کا اندازہ ہم کو
دو چار نہیں سیکڑوں گھرانوں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور
پوری تصویر اِس کی غارت گری کی دیکھنا ہے تو ڈاکٹرخانے اور دارالمجانین اسی
کے کشتوں سے کھچاکھچ بھرے پڑے ہیں۔ ڈاکٹر گورنسی کہتے ہیں کہ دارالمجانین
میں زیادہ تر فاترالعقل حلق اور آتشک کے مارے ہوئے لوگ ہوتے ہیں
اگر ہم دنیا سے اِن دونوں بلاؤں کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیں تو پھر دیکھیے کہ ہمارے
دارالمجانین اور ہمارے Penitentiaries (دارالتادیب)
کی تعداد خود بخود کس درجے گھٹ جاتی ہے۔ ذرا خیال کیجیے۔ ہمارے جیل خانے
اور محتاج خانے ایسے ہی مرد اور عورتوں سے بھرے پڑے ہیں جنھوں نے
شہوانی خواہشوں کی بابجائی سے حکم الٰہی اور قانون قدرت کو توڑا ہے۔ اس پر
اُن لڑکیوں کو مستزاد کیجیے جن کے دل کی کلی مرجھا گئی ہے۔ جن کی اٹھتی جوانی
برباد ہو گئی۔ جو کنوارپنے میں کچھ جن بیٹھیں۔ غرض یک دھوکہ باز بدمعاشوں کا
شکار بن کر دینا اور دین دونوں سے گئیں۔ تب اس مصیبت ناک سین کی تصویر
پوری ہوگی ؎

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اس مرض کے ذرے چھوت سے لگ جانے کی حالت ہر کہ و مہ کیا جانے۔
بورڈ آف سٹیٹ چیریٹیز سفلس کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ وہ آہستہ بلا تکلف
تاک میں دبا چھپا۔ بلا روک ٹوک یہ مرض ہڈیوں تک پہنچ کر چشمۂ حیات میں

ایسا بس گھول دیتا ہے کہ جس کی صفائی ناممکن ہے - اوپر دیکھو تو خاصے بھلے چنگے اندر بھی کچھ خرابی محسوس نہیں ہوتی لیکن اثر اس غضب کا موجود ہے کہ اولاد تک کو بے ڈالتا ہے - اس کے ہاتھوں نسل انسانی برباد ہو رہی ہے اس کے نقصانات عام لوگوں کے خیال سے زیادہ مہلک ہیں،، ڈاکٹر ہینفیز کہتے ہیں ”ایک ڈھکی چھپی وبا - دھوکے باز متعدی مرض - دبے پاؤں چوری سے قوم کی تن درستی غارت کر رہا ہے - شوہر سے بیوی اور والدین سے اولاد دایہ سے بچہ کی طرف دبے پاؤں آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے جو سخت بے رحم ہے اور مہلک انجام پر پہنچائے بغیر نہیں چھوڑتا - یہ مرض حرام کاری کا یقینی نتیجہ ہے - اگر اس کا خاتمہ اسی نوبت پر مرتکبین زنا پر ہو جاتا تو کہتے کہ جیسی بھی جیسا کیا کرنے والوں کے آگے آیا اور ہم کو کسی قسم کی ہم دردی بدکرداروں کے ساتھ کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے خدا کا حکم ہے کہ باپ کا کیا بیٹے کے آگے آئے بلکہ تیسری چوتھی پشت تک تمیازہ دبلتیہ واقعہ یہ ہے کہ گنہگار کی لپیٹ میں ناکردہ گناہ بھی آ جاتے ہیں آٹے کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے - کرے ڈاڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا - حجامت حلال - ٹیکہ - ختنہ - دایہ کی گود ظروف کے استعمال حتیٰ کہ پیار کرنے سے بھی لگ جاتا ہے - جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ”ایسا کون ڈاکٹر ہے جس نے نہیں دیکھا کہ شوہر کی حرام کاری نے بیوی اور بچوں کی مٹی پلید کر دی ہے سب سے خطرناک زمانہ اس مرض کے لگ جانے کا درجۂ دوم کی حالت ہے جب زکام اور منہ پکنا شروع ہوتا ہے - فرنچ میڈیکل جرنل میں ایک عجیب و غریب واقعہ لکھا ہے کہ ایک شیشہ گر بے چارہ اچھا خاصہ

شیشہ سازی کے کارخانے میں ملازم ہوا ان کارخانوں میں نلیوں کے ذریعے سے شیشہ بلبلوں کی طرح پھونکا جاتا ہے نلی ایک کے مُنہ سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو لینی پڑتی ہے۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ کئی آدمیوں کے مُنہ آ گئے۔ ڈاکٹر نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن میں سے ایک شخص کو آتشک تھی اُس کے اثر سے نو آدمیوں کے مُنہ پک گئے۔ درجۂ دوم کی حالت میں ضرور نہیں ہے کہ یہ مرض مجامعت کے ذریعے سے پہنچے بلکہ کسی بہانے سے بھی لگ جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اچھی خاصی لڑکیوں کو صرف بوسہ لینے سے اُن کے رخساروں پر زخم ہو گئے ہیں پانی کے گلاس پیپ۔ تولیہ کنگھی۔ برش وغیرہ کے استعمال سے بھی اثر ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی صرف مصافحہ سے بیماری لگ گئی ہے۔ یہ بیماری جب شروع ہوگی تو ابتدائی حالت سے ہوگی اور اگر روک تھام نہ کی جاوے تو بڑھتے بڑھتے درجۂ دوم اور سوم پر پہنچ جاوے گی مگر پہلے پہل کبھی درجۂ دوم اور سوم کی نہیں ہوتی یہ اِس بلا کا متعدی مرض ہے کہ اگر جانوروں میں ہوتا تو فوراً گورمنٹ اُس کے استیصال کی کوشش کرتی ہر ہر ریوڑ کو دیکھا جاتا مریض جانور کو مار ڈالا جاتا اور اُسے جلا دیتے یا ایسا گہرا گاڑتے کہ گدھیں بھی اُس کا گوشت نہ کھا سکتیں تاکہ دوسرے ریوڑوں میں اُس کا اثر نہ پہنچے اِن کے چمڑوں کے دباغت کی بھی اجازت نہ ہوتی اور تمام بڑے بڑے بندرگاہوں پر ایسے جانوروں کی درآمد پر قرنطینہ ہو جاتا اور ممکن نہ تھا کہ ایسی متعدی بیماری کے جانور کہیں جا سکتے۔ جانوروں کے لئے تو یہ کچھ احتیاط ہے کہ گھوڑوں میں گلینڈرز یا زہر لپٹ ہوا

اور فوراً استغشیرہ کیا گیا لیکن انسانی سوسائٹی کا کیا حال ہے؟ لوگوں کو ڈر نہیں وہ نہیں جانتے کہ آتشک کیسا اُڑ لگنا مرض ہے اور کس شدت سے متعدی ہے اور بے خوف وخطر ایسے لوگ سوسائٹی میں اپنے گیلے پھرتے ہیں۔ ڈاکٹر عموماً اپنے مریضوں سے یہ بات چھپاتے ہیں اور آتشک کی اصل حالت ظاہر نہیں کرتے نتیجہ یہ ہے کہ ناکردہ گنا دشکار ہو جاتے ہیں۔

سنجھ دارو الدین اپنے ڈرائنگ روم میں دعوتیں دیتے ہیں اپنی نوجوان بیٹیوں کو انٹروڈیوس کراتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کو ایسے لوگوں سے ملتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں جن کو کہ وہ خود جانتے ہیں کہ ادل درجے کی بدتہذیب بداخلاق ہیں اور جن کو کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ اخلاقی اور جسمانی امراض کا ایک سڑا ہوا مضغہ گوشت ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم اپنے جانوروں کی تو حفاظت کریں کہ کہیں اُن کو وبا نہ لگ جائے لیکن ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کی خبر نہیں لیتے اور اُن کو ایسے مقامات میں کھُلے خزانے جانے کی اجازت دیتے ہیں وہ تو نادان ناسمجھ ہین لیکن بڑے بوڑھوں کی عقل پر کیا پردہ پڑگیا ہے کہ دیدہ ودانستہ ایسا کرتے ہیں۔ ہم نے سپین کے دنگلوں میں ایسے قسی القلب لوگ دیکھے ہیں جو غریب گھوڑے کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر خونخوار بیل کے سامنے چھوڑ دیتے ہیں جو آتے ہی اس بے بس کے پیٹ مین سینگ بھونک کر خاتمہ کر دیتا ہے

ع ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھیری

سلہ یورپ کی سوسائٹی کا حال ہے ۱۲

قدیم زمانے کے Ammonites (اَیمونیٹس) کے
حالات گو صدیاں گزر گئیں ہماری پیش نظر ہیں جو اپنے بربری دیوتاؤں کے
سامنے ایک مجمع عام میں اپنے بچوں کو بل چڑھا دیتے تھے کہ جلتی آگ میں بھسم
ہوجائیں۔ ڈھول پیٹتے رہتے تھے لوگوں کا شور وغل ایسا ہوتا تھا کہ بچے کی چیخ
کی آواز ماں باپ کے کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی مگر ماں باپ کلیجہ پکڑ کر رہ جاتے
تھے کیا کریں اُن کا عقیدہ بھی تھا اور اُس زمانے کا دستور یہی تھا۔ اِس جاہل
ماں کا دل دیکھو جو مذہبی جوش عقیدت میں اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو لے جاکر
بہتی گنگا میں ڈال دیتی تھی کہ جہاں بھوکے اور درندے مگرمچھ مُنہ کھولے
بیٹھے رہتے تھے اور گرنے کی دیر تھی کہ نگل جاتے تھے۔ لیکن یہ باتیں بمقابلہ
اس کے کچھ بھی نہیں ہیں کہ جہاں لڑکے اور جوان لوگ خود بخود اپنے آپ کو
شہوت کے مہیب اور بڑے بھاری رتھ کے نیچے کچلواتے ہیں جس میں
سے بیماری ٹپکتی ہے اور موت اُس پر سوار رہتی ہے۔ اُس کے انسانی خون
میں بھرے ہوئے بھاری بھاری پہیئے آدمیوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے
میدانوں میں گھستے جاتے ہیں اور اپنے نیچے مردوں اور عورتوں کو جو بے خبر
اور ناواقف ہیں برابر کچلتے اور پیستے جاتے ہیں یہ ہیں وہ واقعات جو اِس
زمانہ تہذیب میں موجود ہیں اور آئے دن ہو رہے ہیں۔ اگر یہ قتل عام کی حالت
صرف ادنیٰ طبقے کے غریبوں ہی کی ہوتی تو بھی خیر صبر آجاتا لیکن مشکل تو یہ ہے
کہ امیر غریب سب جگہ اس کا دور دورہ ہے۔ پاکباز پابند مذہب جن کی زندگی
بے لوث ہو وہ بھی اس مرض کی دست برد سے اپنی جگہ محفوظ نہیں ہیں۔

ممکن ہے کہ تمھارے باورچی کو یہ مرض ہو جو غذا کے ذریعے سے تم تک پونہچے یا آیا کو ہو جو بچے کو پیار کے ذریعے متاثر کردے غرض یہ موذی مرض سیکڑوں طریقوں سے متمولوں کے گھروں میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات سفلس اپنی اصلی شکل میں اولاد میں نمودار نہیں ہوتی بلکہ کنٹھ مالا[۱] یا جب

---

[۱] طبی اصطلاح خنازیر ہے۔ سکرافیولا یونانی لفظ" سکروفا" سے مستخرج ہے جس کے معنی سور کے اور خنازیر جمع ہے خنزیر کی جو عربی کا لفظ ہے اور اسکے معنی بھی وہی ہیں۔ زمانۂ قدیم میں یہ بیماری زیادہ سوروں میں ہوتی تھی لہذا اسی نام سے موسوم کی گئی اور چونکہ اس میں گردن کے غدود پھول کر مالا کی طرح ہو جاتے ہیں اس لیئے اسے کنٹھ مالا کہتے ہیں۔

[۲] ایک جسمانی فطرتی حالت ہے جس کا ایک خاص مزاج ہے جسے سکرافیولس کہتے ہیں جس میں اس مرض کے قبول اور تولید کی خاص استعداد ہوتی ہے۔ اس مرض میں غدد جاذبہ متورم ہو کر پھول جاتے ہیں خاص کر سر اور گردن اور سینے کے غدد اور آخرکار اُن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ نیز جسم کی مختلف ساختوں اور اعضا میں خفیف اسباب سے سوزش ہو جاتی ہے اور زخم پڑ جاتے ہیں۔ خاص کر آنکھ ناک کان وغیرہ کی جھلیوں میں اکثر اس مرض کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جسم کے بعض مفاصل بھی متورم ہو جاتے ہیں جیسے وہیٹ سوئنگ کہتے ہیں یہ مرض اکثر موروثی ہوتا ہے۔ آتشک مادہ سے بھی ہوتا ہے بعض ڈاکٹر اس کا اور ٹیوبرکیولاسس کا ایک ہی مادہ قرار دیتے ہیں لیکن ٹیوبرکیولاسس ایک علیحدہ مرض ہے۔ البتہ سکرافیولا ایک ایسا مزاج ہے جس میں سل کے مادے کے قبول کرنے کی بہت زیادہ استعداد ہوتی ہے ۔ از مخزن حکمت

پھیپھڑے پر اثر ہو تو ۵ Tuberculosis یعنی سل

۵ طب کی اصطلاح میں اسے تقرحات سلیہ کہتے ہیں یعنی دانہ ہائے مادۂ سل یہ ایک نہایت موذی مادہ ہے جس کو ڈاکٹری میں ٹیوبرکل کہتے ہیں جب یہ مادہ تمام جسم یا کسی عضو میں سرایت کر جائے تو اُسے ٹیوبرکیولاسس کہتے ہیں اسی سے پھیپھڑوں میں مرض سل اور دیگر اعضا میں مختلف امراض پیدا ہو جاتے ہیں - دانہ ہائے سل بہت چھوٹے چھوٹے اور سخت ہوتے ہیں جن میں سے بعض دانے خشخاش یا اش کے دانے کے برابر ہوتے ہیں سل کا مادہ جسم کے مختلف اعضا اور ساختوں میں پیدا ہو کر مختلف امراض پیدا کرتا ہے چنانچہ پھیپھڑوں - جگر - گردن تلی - معدہ امعاء - خصیتین وغیرہ میں عموماً پیدا ہوتا ہے - ان دانوں میں بہت چھوٹے چھوٹے کرم ہوتے ہیں جنھیں ٹیوبرکل بیسی لائی کہتے ہیں - یہ کرم دانوں کے اندر ہی اندر بڑھتے ہیں جسم کے اوپر ظاہر نہیں ہوتے - سل کا جرثومہ معدے میں پہونچ کر رہ جاتا ہے گر آنتوں میں نشو و نما پاتا ہے - خون میں جذب ہو کر دوسرے اعضا میں پھیل جاتے ہیں جب انہیں کسی خاص عضو میں جگہ مل جاتی ہے تو یہ بڑھنے اور پھیلنے لگتے ہیں اور بلدہ کار یسل یعنی خون کے ذرّوں میں جذب ہو کر وہی ان کی تولید کے لیے زمین بن جاتی ہے ۔ نسل مادہ تھوک بلغم بول و براز اور غذا کے ذریعے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے ان ہی دانوں سے سل کا مرض پیدا ہوتا ہے جسے تھی سس یا پیونی لس یا کنسمپشن کہتے ہیں - اس میں بخار اور کھانسی ہوتی ہے اور کھانسی کے ساتھ بلغم میں خون اور پیپ نکلتا ہے - پھیپھڑوں میں غار پڑ جاتے ہیں اور مریض روز بروز لاغر ہوتا جاتا ہے اور تھوڑے دنوں میں مر جاتا ہے ۱۲ از مخزن حکمت

ہن کر سامنے آتی ہے یا جب لمفیٹک گلینڈز اور ہڈیوں پر جھکتی ہے تو White swelling سفید آماس کی بیماری پیدا ہوتی ہے

اور جن بچوں میں ان امراض کا اثر پایا جاسے تو ضرور اُن کے والدین میں مفلس کا مادہ ہوگا۔ اگرچہ ٹیوبرکیولاسس کے جرم مفلس کے جرم سے جدا ہیں لیکن آتشک والدین کی اولاد کے جسم میں دق کے جرم چاروں طرف پھیلے ہوسے ہیں خاص کر جگہ پاتے پھیلتے اور پرورش پا کر مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ اس باب کے ختم کرنے سے پہلے ہم کو صرف ایک بات اور کہنی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی رہبری کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ جو تصویر آتشک کے مریضوں کی ہم نے کھینچی ہے وہ بہت ڈراونی ہے لیکن ہمارے بس کی بات نہیں جیسی اُس کی شکل واقعات سے ثابت ہوئی ہوبہو ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دی۔ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ اس کے مصائب معلوم کرنے سے لوگ چونک جائیں اور گرتے ہوسے سنبھل جائیں۔ لیکن یاد رکھو کہ گنہگار کے لیے دروازہ توبہ کا ہر وقت کھلا ہوا ہے اور بمصداق اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[1] جو شخص اپنے گناہوں پر نادم و شرمسار ہو اور سچے دل سے توبہ کرے اُس کے لیے ضرور بخشائش کی امید ہے۔[2] فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ۔ ۲۰ قصص

---

[1] جو شخص گناہ سے توبہ کرے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے کبھی گناہ ہی نہیں کیا ۱۲

[2] تو جس نے (دنیا میں) توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل بھی کیے تو اُمید ہے کہ (آخرت میں) ایسا شخص فلاح پانے والوں میں ہوگا ۱۲

اس کتاب میں ہم نے اُن لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو بُری صحبت میں بیٹھ کر بگڑتے
ہیں لیکن ہم اُن لوگوں کی داویلا سے کس طرح کانوں میں روئی ٹھونس لیں
کہ جن کو ان باتوں کی خبر نہیں اور جو اندھیرے میں گڑھے میں گر پڑے اور وہیں
سے چلا رہے ہیں ہم اُن لوگوں کو تو ضرور اس گڑھے میں گرنے سے روکیں گے
جو دنیا کے جہاز پر امن و امان سے بلا طوفان اور تلاطم صحیح سلامت چلے آرہے
ہیں لیکن جو لوگ ڈوب رہے ہیں اور غوطہ پر غوطہ کھا رہے ہیں وہ تو زیادہ تر ہماری
ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سچے دل سے کوشش کریں کہ
ہم اپنی سوسائٹی کو اس پلیگ سے پاک کریں۔ ہم کو چاہیے کہ ہم ایسے بیماروں کے
لیے خاص خاص دواخانے کھولیں جہاں اُن کا علاج باقاعدہ طور پر کیا جائے
واعظین اس طرف توجہ کریں قوم کو ان خطرات سے آگاہ کریں۔ جو بیمار ہیں اُن کو علاج
کی طرف توجہ دلائیں اور جو بچے ہوئے ہیں اُن کو پند و نصائح سے اس طرف
رخ کرنے سے باز رکھیں۔ دلوں میں تقویٰ اور پاک بازی کی لو لگا دیں جب
لوگ خداوند تعالیٰ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور اپنے خیالات کو گندہ
اور ناپاک کر کے زناکاری کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ بُری بُری کتابیں پڑھتے ہیں
بُری صحبتوں میں بیٹھتے ہیں۔ ناچ گانے اور تماشہ بینی کی دھت لگ جاتی ہے
تو ایسے لوگ زیادہ نگرانی کے محتاج ہیں۔ ہر خدا ترس کا فرض ہے کہ ان کو اس راہ
سے ہٹائے۔ ہر نوجوان آدمی کو اپنا انجام کار خود سمجھنا چاہیے۔

ع آدمی سیکھتا ہے کچھ ٹھوکر

بہت بھٹکے پھرے بہت در در کی خاک چھانی اب سنبھلو۔ بہت سے لوگ خیال

کرتے ہیں کہ شادی کر لینے سے ہماری یہ ہوس دب جائے گی لیکن اگر شادی صرف اسی خیال سے کی جاتی ہے تو وہ شادی نہیں ہے بلکہ زناکاری ہے۔ کیوں کہ ایک تہائی[۵۱] عورتیں کمزور اور عصبی امراض میں مبتلا ہوتی ہیں اور اگر فرض کیا جائے کہ خوش قسمتی سے ایسی بیوی مل بھی جائے جو تن درست اور توانا ہو تو بھی اگر کثرت سے مباشرت کی جائے تو وہ بہت جلد کم زور بیمار ہو جائے گی۔ مرد کنوارا ہو یا بیاہا دونوں حالت میں اُسے اپنی قوائے شہوانی پر پورا قبضہ رکھنا چاہیے اور جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتا وہ شادی جیسے مقدس تعلقات کے قابل نہیں ہے۔ عورت صرف شہوت رانی کی مشین نہیں ہے۔ عورت کے لیے نہ صرف سات آٹھ دن بلکہ بعض وقت مہینوں اور خاص خاص حالات میں برس برس بھر بھی ایسا گزرتا ہے کہ اُس کی صحت قایم رکھنے کے لیے یا چھوٹے بچوں کے خیال سے اُسے الگ[۵۲] رہنا پڑتا ہے اور شوہر کے لیے ضرور ہے کہ بھلا اُس میں اتنی

---

۵۱ یہ تو یورپ کا حال ہے جہاں عورتیں مردوں کی طرح آزاد ہیں۔ اس پر قیاس کرو کہ ہماری مستورات کا کیا حال ہوگا جو گھر میں بند اور ہر قسم کی ریاضت جسمانی سے محروم ہیں پھر ان کی تن درستی کیسے قایم رہ سکتی ہے ۱۲

۵۲ بعض اوقات عورت کے یہ ضرورت علیحدہ رہنا پڑتا ہے مثلاً ایام حمل میں کہ مجامعت خطرناک و مضر صحت ہے خصوصاً جب کہ جنین میں جان پڑ جائے۔ بعد ولادت چلّے تک۔ ایام رضاعت میں بھی ہم بستری نقصان دہ ہے دودھ بگڑ جاتا ہے جس سے بچے کو نقصان ہوتا ہے اور ایسے کئی اسباب ہیں وکسے بیماری ہے۔ پس جو لوگ اتنا بھی اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکیں اور صبر نہ کر سکتے ہوں اُن میں اور بہایم میں کیا فرق ہے؟ ۱۲

تو پریشان ہو کر وہ اپنے آپ کو نہ روک سکے۔ ہر انسان کو اپنا اور اپنی بیوی دونوں
کا خیال رکھنا چاہیے۔ جان ہے تو جہان ہے۔ تم کو تمام ان امراض سے بچنا
چاہیے جن کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ بیماری بڑی بلا ہے جان
مال آسائش اطمینان قلب۔ ناموس اس سے سب کو بٹہ لگتا ہے۔ اگر کوئی بڑا
آدمی کسی چپ لفنگے کے دام تزویر میں آکر پھنس جائے اور رکھیا کر بیٹھے تو سمجھو کہ
وہ زر خریدہ غلام بن گیا۔ ایسے چپے چپے تو اُسے جوڑ بے دے کر پیسا دیتے
ہیں جو بعد میں اس سے طرح طرح سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ کبھی افشائے راز کی
دھمکی دیتے ہیں کبھی عدالت تک کھنچوانے کا ڈر دکھاتے ہیں اور اس طرح
ساری دولت گھسیٹ کر اسے کنگال کر دیتے ہیں وہ بے چارہ عجب مصیبت میں
گرفتار ہوتا ہے۔ نہ پائے رفتن نہ روئے ماندن۔ پس تم کو کچھ اپنی عزت و آبرو
کا بھی خیال کرنا چاہیے۔ تم کون ہو کس کے بیٹے ہو تمھارے آبا و اجداد کا کیا نام تھا
تم کیا کر رہے ہو؟ ان کے نام کو بٹہ لگا رہے ہو ان کی ناک کاٹ رہے ہو۔
اپنی حالت کے خیال سے یا اپنی اخلاقی ذمہ داری کے اعتبار سے یا اپنی جان و
مال اور تن درستی کے لیے غرض ہر اعتبار سے تم پر فرض ہے کہ حرام کاری سے
بال بال بچتے رہو اور کبھی اس جنجال میں نہ پھنسو۔ ابھی تمھاری شادی ہونے والی ہے
تمھارے گھر والوں کو اگر خبر ہو گئی تو بیٹی کون دے گا؟ ہر انسان کا فرض ہے
کہ وہ ان تمام آلائشوں سے بچ کر رہے نیز اس خیال سے بھی کہ تم ایک ایسی لڑکی
سے شادی کرنے والے ہو جسے تم ہر طرح سے پاک و صاف چاہتے ہو تم کو بھی
پاک و صاف رہنا چاہیے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کی بیوی عصمت اور پاکدامنی

کی دیوی ہو لیکن ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا تمہاری بیوی کی یہ آرزو نہ ہوگی کہ اُس کے شوہر میں بھی وہی صفات ہوں جو تم اُس میں تلاش کرتے ہو۔ اگر تم کو گمان ہو جائے کہ کوئی عورت کواری نہیں ہے وہ بگڑ گئی ہے تو تم فوراً اُس سے متنفر ہو کر کنارہ کش ہو جاؤ گے پھر کیا حق ہے کسی جوان آدمی کو کہ وہ خود تو خدائی خوار عیاش اور آوارہ مزاج ہو اور عورت میں وہ صفت ڈھونڈے جو خود اُس میں موجود نہیں ہے۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ ۵۱ نور

اگر زناکاری تمہاری بیوی یا بہن کے لیے مذموم ہے تو تمہارے لیے بھی مذموم ہے

ع آنچہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند

اگر وفاداری اور عصمت عورت کے لیے شرط ہے تو مرد کے لیے بدرجہ اولیٰ مشروط ہے۔ خداوند کریم نے مرد و عورت کے لیے جدا جدا قانون نہیں بنایا ہے بلکہ دونوں کے لیے ایک ہی قانون ہے اور دونوں پر یکساں اُس کی پابندی لازم ہے

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ ۵۲ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا

---

۵۱ گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ۱۲

۵۲ عورت مرد زنا کریں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو درّے مارو اور اگر اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہو تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں تم کو اُن (کے حال) پر (کسی طرح کا) ترس دامنگیر

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ نور

بیوی کے علاوہ بچوں کا بھی فرض ہم پر ہے چال چلن، روش طرز ماند بود و جو ہمارا ہوگا وہی ہماری اولاد کا ہوگا ہماری ہی خو بو وہ پکڑیں گے۔ جیسا نمونہ ہم پیش کریں گے ویسے ہی وہ اُٹھیں گے۔ ماں باپ کے عادات و اطوار اور اثرات بچوں میں بہت قوی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ تمہارے رگ و ریشے میں کسی قسم کی خرابی نہ ہو نہ اُس گھر پر کہ جس میں یہ معصوم پیدا ہوئے ہیں کسی قسم کا دھبہ نہ لگا ہو اور ہمارے میں خود خواہشات نفسانی کی آگ نہ ہو کہ جس کی چنگاری ہم اُن تک پہنچا سکیں بلکہ نیک بختی۔ دیانت۔ راست بازی اور امانت کی عمدہ صفات ہم سے اُن کو ترکہ میں ملیں۔ تم کو اپنی جان کی حفاظت اپنے والدین کے خاطر بھی کرنی چاہیے جنہوں نے تمہیں چھوٹے سے بڑا کیا ہے کس محنت اور

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) نہ ہو اور (نیز) اُن کے سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت (اُن کی فضیحت کے لیے) موجود رہے۔ بدکار مرد (تو اپنی رغبت سے جب نکاح کرے گا غالبا) بدکار عورت یا مشرک عورت ہی سے نکاح کرے گا اور بدکار عورت (بھی غالبا بدکار ہی جیسا مرد ڈھونڈے گی اور اُس) کو بدکار یا مشرک کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لائے گا اور (دین دار) مسلمانوں پر تو ایسے تعلقات حرام ہیں ۱۲

محبت سے پالا ہے۔ اپنی جان تم پر قربان کی ہے۔ دکھ بیماری۔ کھانے پینے کپڑے لتے سے تمھاری خبرگیری کی ہے۔ جنھوں نے تمھارے آرام و آسایش کو اپنی راحت پر مقدم رکھا ہے جو تمھاری بہتری کے بیچ دل سے خواہاں رہے ہین جنھوں نے تم کو اچھا اُٹھانے کی کوشش کی ہے اور یہ صرف کیشر تم کو عمدہ تعلیم دلائی ہے جنھوں نے تمھارے خیالات کی درستی کی ہے تمھارے چال چلن کی نگرانی کی ہے تمھارے قدمون تلے اپنی آنکھیں بچھائی ہین سے

گر برسر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

تمھارے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگی ہیں تمھارے دکھ بیماری میں خون دل آنکھوں کی راہ بہایا ہے۔ اُن کی امیدیں تم سے وابستہ ہیں اگر وہ تمھاری بدراہی کا حال سُنیں گے تو یقیں ہے اُنکے خرمن امید پر برق گرے گی اُن کی کمر ٹوٹ جاے گی وہ تمھاری امید پر زندگی بسر کرتے تھے اُن عزیزوں کا کیا حال ہوگا تمھارے غم میں کڑہ کڑہ کر تمھاری بہاریں دیکھنے کی آرزو دل میں لے کر جلد قبر میں جا سوئیں گے۔ تم کو خدا کا ڈر سب سے زیادہ چاہیے اُس نے تم کو دنیا میں نیک اعمال کرنے کے لیے بھیجا ہے نہ اُس کی نافرمانی اور گناہ کرنے کے لیے اُس نے تم کو عقل سلیم دی ہے جس سے تم نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہو اُس نے تمھارے دل مین نور ایمان دیا ہے جو تم کو گناہ پر ملامت کرتا اور کچھ کچوکے دیتا ہے۔ اُس نے تم کو نیک اعمال کے بدلے جنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ؀ پ۱۶ کہف۔ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ پ۲۶ ق - حاضر و غائب تم کو دیکھتا ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ - پ۱۴ نحل۔

وہ تمہاری کمزوریوں سے واقف ہے وہ تمہاری مصیبتوں اور تکلیفوں میں تمہارا مددگار ہے أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔

پ۲۰ نمل

وہ درگاہ ایسی ہے جہاں سے ہر وقت بخشش کی امید ہے۔ صدق دل سے فسق فجور سے توبہ کرو اس کے احکام پر چلو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا وہ بڑا رحیم اور ستار ہے ؀

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم
گنہ بیند و پردہ پوشد بہ حلم

۱؎ تو جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کرے ۱۲

۲؎ اور ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں ۱۲

۳؎ اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ (سب کچھ) جانتا ہے ۱۲

۴؎ بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص (بے قرار ہو کر) اُس سے فریاد کرے اور وہ اُس قرار کی فریاد کو پہنچے اور (اُس کی) مصیبت کو ٹال دے۔ ۱۲

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۔ ؎ یہ
شان عبودیت اور ہمارا فرض یہی ہے کہ خدا کے حکموں پر چلیں جس میں دنیا اور دین
کی بھلائی ہے اور پاکبازی کی زندگی بسر کریں۔

مناجات

کریں التجا کس سے ہم اے خدا
سوا تیرے مشکل کشا کون ہے
تو فرما رہا ہم ہیں فرماں پذیر
کیا ہم نے یہ جان و دل سے قبول
ہمارا یہ ایمان بالغیب ہے
بھلا کیوں کہ ہو یہ ہماری مجال
مگر نفس غافل کے کر و فریب
جہاں پھونکا اک وسوسہ کان میں
پڑا جس گھڑی معصیت کا حجاب
گئی ہائے غفلت میں عمر عزیز

نہیں دوسرا کوئی تیرے سوا
غریبوں کا والی بتا کون ہے
ہم افتادہ بے کس ہیں تو دستگیر
کہ سچا ہے تو اور تیرا رسول
کہ تو سب کا معبود لاریب ہے
نہ مانیں ترا حکم اے ذوالجلال
لیے لیتے ہیں عقل و صبر و شکیب
تزلزل پڑا دین و ایمان میں
نہیں سوجھتا کچھ ثواب و عذاب
نہ کی نیک و بد میں ذرا بھی تمیز

؎ اور جو شخص (گناہوں سے) توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک عمل (بھی) کرے، اور) پھر راہ راست پر (قائم بھی) رہے تو ہم اُس کے گناہوں کے بھی بڑے بخشنے والے ہیں ۱۲

کیے فعل ہم نے بہت ناسزا — ہوئی ہم سے واقع خطا پر خطا
خطائیں مری عفو کر اے کریم — کہ ہے ذات تیری غفور الرحیم
ہے افسوس بس اک بھی خوشہ نہین — سفر ایسا دور اور توشہ نہیں
نہ نالان ہو کیون بیدل خستہ تن — یہ سامان اور منزل ایسی کٹھن
مدد میری اے ربِ رحمٰن کر — میری سخت منزل کو آسان کر
رکھ اس محبت میں ثابت قدم — کہ غافل نہ ہوں تجھ سے میں ایک دم
رہوں یا کہ دنیا سے جاؤں گذر — نہ نکلوں ترے حکم سے ذرّہ بھر
ہیں دنیا میں جو جو یاں اور شفیق — یہ سب جتنے دم تک ہیں اپنے رفیق
پھر انجام جب دن دم آخر ہوا — ہوں سب قبر میں رکھ کے اک اک جدا
نہ پوچھے گا تربت پہ آکر کوئی — کہ اے خستہ تن کیا ہے حالت تری
مگر تجھ سے امید ہے اے خدا — کہ ہر حال مین تو ہو مونس مرا
نہ رسوا مجھے اے خدا کیجیو — مری شرم محشر مین رکھ لیجیو
عمل پر نہیں زعم بالکل مجھے — نبیؐ کا ہے ہاں اک توسل مجھے
خطائیں مری بخش دیجیو تمام — طفیل پیمبر علیہ السلام

ساتواں باب

اعضائے توالد و تناسل اُنکی غرض اور اُنکا بیجا استعمال

وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ[1] ۔ پ۲۸ طلاق

[1] اور جس شخص نے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے قدم باہر رکھا تو اُس نے (آپ) اپنے اوپر ظلم کیا ۱۲

انسان کو پیدا کر کے خداوند تعالیٰ نے جو سب سے بڑی نعمت اور مقدس کام
اُس کے سپرد کیا ہے وہ زندگی کا منتقل کرنا ہے۔ عوام میں جو رکیک خیالات
اس بارے میں پھیلے ہوئے ہیں وہ اُن کے غلط اور بے جا استعمال کی
وجہ سے ہیں جن میں ہم وحشی جانوروں پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ اگر ہم
خداوند تعالیٰ کے اصلی مقصد پر غور کریں جس غرض سے کہ ہم کو اتنی بڑی قوت
عطا کی گئی ہے کہ ہم اپنے جیسا انسان پیدا کر سکتے ہیں تو بجائے اس کے کہ
یہی اعضاء قوم کی تباہی کا باعث ہوں اگر ان کو حد اعتدال اور اصلی مقصد کا
پابند کیا جائے تو دنیا سے بہت سی بدیاں مفقود ہو جائیں گی۔ خدا کے لیے
یہ بات کون سی مشکل تھی کہ ہم کو یہ طاقت ہی نہ دیتا اور جس طرح حضرت آدم
اور اماں حوا کو بنایا اسی طرح عورت مرد جدا جدا پیدا کرتا رہتا۔ اس کی حکمت بالغہ
اور قوت کاملہ ایسی ایسی اور بہت سی صورتیں تخلیق انسان کی پیدا کر سکتی تھی
جو ہمارے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آسکتیں لیکن اس نے اس مشت خاک
کو کیا نوازا کہ اپنی قوت تخلیق کو ذرا سی تبدیل سے ہم کو عطا فرمایا۔ اس نے
جان بوجھ کر انسان کی پیدائش کا ذریعہ اس کے والدین کو قرار دیا تاکہ شادی
بیاہ کے مقدس فریضہ سے گھر دار کی بنیاد پڑے اور ایک دوسرے سے
میل ملاپ اور محبت کے رشتہ میں جکڑا جائے۔ عورت بچے کے مقدس
رشتہ کا دارومدار شادی پر ہے جو انسان کے لیے دنیا میں بڑی برکت اور
بے انتہا مسرت و شادمانی کی چیز ہے۔ نباتات۔ حیوانات اور انسان میں جو طریقے
افزائش نسل کے جاری ہیں ان کی تفصیل ایک نہایت دلچسپ مضمون ہے

اس پر جہاں تک غور کیا جاسے خدا کی قدرت ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے اور بے اختیار
زبان سے نکلتا ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ؀ مومنون
اس سلسلے کی پہلی کتاب حرز طفلان کے اوائل میں تفصیل سے اس مضمون کو
بیان کیا گیا ہے اور قصداً ایسا صاف و سلیس پیرایہ اختیار کیا ہے کہ آٹھ دس
برس کی عمر کے بچے بھی اُس کو سمجھ لیں - یہ مضمون بہت مزے دار اور دل چسپ ہے،
لیکن تاہم ہزار آدمی میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے لیے وہ باتیں
نئی نہ ہوں اور اُس کی آنکھیں کھلی کی کھلی نہ رہ جائیں اور بہت سے بڑے بڑے
علما، اور مشاہیر کے خطوط ہمارے پاس اس مضمون کے آئے ہیں کہ تعلیم یافتہ جوانوں
نے بھی اُن مضامین کو بہت شوق سے پڑھا ہے بچے تو درکنار اس مضمون کو
بخوف طوالت ہم بیان نہیں لکھ سکتے جس کا دل چاہے اُس کتاب کو دیکھ لے
اسی مضمون کے متعلق کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو ذرا بڑی عمر کے لوگوں کے قابل
ہیں اس لیے ہم تھوڑا سا بیان مستزاد کرتے ہیں - جب اللہ تعالیٰ نے دنیا
میں چاند سورج تارے پہاڑ وغیرہ کو پیدا کیا تو اُس نے اُن میں سے کسی کو یہ
طاقت نہیں دی کہ وہ اپنی جیسی جنس پیدا کر سکیں - اُس نے اپنے دست قدرت
میں اُن کا پیدا کرنا اور نیست و نابود کر دینا رکھا جس کی بابت وہی بہتر جانتا ہے جو
دانا اور بینا ہے - نباتات - درخت - مچھلیوں - کیڑوں چڑیوں - حیوانات

---

۵ (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو (سب) بنانے والوں میں
بہتر بنانے والا ہے ۱۲

اور انسان غرض ذی روح کو اُس نے قوت تخلیق عطا فرمائی اور ساتھ ہی اس کے بقدر ضرورت عقل د اوراک بھی دیا جس کے ذریعے سے ہم اِس قوت کا صحیح صحیح استعمال کر سکیں۔ تخلیق کی قوت ہم کو عام طور پر نہیں دی گئی بلکہ خاص محدود شکل میں دی گئی کہ ہر چیز اپنی جیسی دوسری چیز بنا سکتی ہے ورنہ درختوں سے چڑیاں پیدا ہوتیں اور مچھلیوں سے حیوانات اور اس طرح ایک غلط مبحث ہو جاتا جو نہایت بدنما ہوتا اور اب جو بات ٹھکانے کی ہے باقی نہ رہتی۔ پس جو طاقت دی گئی ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ بیج تخم پیدا ہوتا ہے اُس سے پودا اُگتا ہے اور ذی روح میں بچہ پیدا ہو کر بڑا ہوتا ہے اور آخر کار مر جاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے اس طریقے سے دنیا میں سلسلہ حیات و ممات کا قائم ہو گیا اور بڑے سے بچہ اور پھر بچوں کے بچے الی غیر النہایۃ اسی طرح پشتہا پشت یہ سلسلہ تاقیامت رہے گا۔ اب اگر ہم ذی روح کو لیں جن میں قوت تخلیق ہے تو اس کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول نباتات جن کو حواس خمسہ نہیں ہوتے۔ ان میں تخم پیدا ہوتا ہے جو (Pollen) پالن کے ذریعے نشو و نما پاتا ہے اور پھر (Pod) پاڈ بنتا ہے جس میں سے بیج زمین پر جھڑتے ہیں اور زمین کی نمی اور گرمی سے پودا یا درخت پیدا ہوتا ہے اور یہی سلسلہ یکے بعد دیگرے قائم رہتا ہے۔ نباتات کے اعضاے توالد کلیوں یا پھول میں ہوتے ہیں جس سے درخت کی خوب صورتی اور خوشبو ہوتی ہے۔ بہت سے نباتات میں نر و مادہ دونوں خاصیتیں یکجا رہتی ہیں۔ بعض جگہ نر و مادہ کے جدا جدا پھول ہوتے ہیں مگر پاس پاس بعض جگہ ایک ہی درخت کی دو جدا جدا ٹہنیوں پر

پھلنے ہیں بعض جگہ نر مادہ بالکل جدا ہوتے ہیں اور پالن جس سے نشو و نما ہوتا ہے اور جو پاڈ یعنی مادہ کے رحم میں جا کر پڑتا ہے وہ ہوا یا شہد کی مکھیوں یا دوسرے کیڑوں کے ذریعے سے مادہ میں جا کر داخل ہو جاتا ہے۔ جس شخص نے پھولوں کے نشو و نما پر غور کیا ہے وہ دیکھ بھال سکتا ہے کہ موسم بہار کیسا ہوتا ہے کلیاں اور پھول تر و تازہ ہوتے ہیں اُن سے کیسی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے اور پھر آگے چل کر وہ شادابی مرجھا جاتی ہے خوشبو مدھم پڑ جاتی ہے اور خزاں کا موسم آ کر پت جھڑ ہو جاتی ہے پھر سال آیندہ انہیں بیجوں سے نئے پھول پیدا ہوتے ہیں۔ غور کرنے والوں کے لیئے یہی مثال انسان کے بچپن جوانی اور بڑھاپے اور موت کی تصویر ہے ؎

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اگر یہ مسلسل طریقہ جاری نہ رہتا تو صفحہ دنیا سے نباتات مفقود ہو جاتے اور چند مہینوں یا شاید چند برسوں میں ہیں پر کوئی درخت یا سبزی کا پتہ نہ رہتا اور ساری زمین ایک چٹیل ٹھوکا میدان ہو جاتا اور حیوان اور انسان دونوں قحط سے مر جاتے تخمینی قوت جو اس حسن و خوبی سے پھولوں میں پائی جاتی ہے۔ مچھلیوں - کیڑوں اور حشرات الارض اور چڑیوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن اس قسم دوم میں اور بھی کچھ نکات اور باریکیاں ہیں۔ اکثر نباتات میں تخم (Pod) پاڈ میں پیدا ہوتا ہے جو پودے کے بیرونی حصہ میں رہتا ہے اور جب بیج پک جاتے ہیں تو (Pod) پاڈ پھٹ جاتا ہے اور اُس میں سے بیج نکل کر زمین پر

بکھر جاتے ہیں۔ بال کی صورت ہو تو اُس کا بھونسہ ہوا سے اُڑ کر دور دور چلا جاتا ہے۔ نباتات سے بالاتر درجے کی مخلوقات پر جب غور کیا جائے تو بیج مادہ کے پیٹ مین ہی رہ جاتا ہے جو اکثر حالتوں میں انڈے کی شکل ہوتا ہے اور نر کے جفتی کھانے سے نشو و نما پاتا ہے اور پھر وہ جسم سے باہر نکلتا ہے جہان وہ مختلف طریقوں سے سیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھے ہوئے طبقۂ حیوانات میں جب ہم پہنچتے ہیں جو تیسرا درجہ ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ انڈا جو مادہ کے پیٹ مین رہتا ہے وہ نر کے جفتی کھانے سے بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ چڑیوں کے گھونسلے کی طرح ایک جگہ ہے جسے رحم کہتے ہیں وہ مادہ کے پیٹ میں ہوتی ہے وہاں بچہ ایک مدت مقررہ تک پرورش پاتا ہے اور جب دن پورے ہو جاتے ہیں تو اُس کی قدرت سے باہر نکل آتا ہے اور پلنے نکلتا ہے۔

جوں جوں مخلوقات کا درجہ بڑھتا جاتا ہے اُتنا ہی زیادہ اُن کی حفاظت کا اہتمام نیچر کرتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات میں مادہ پیدائش مادہ کے جسم کے اندر محفوظ رکھا گیا ہے۔ ایک بات یہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ انڈا بہ نسبت اعلیٰ درجے کے مخلوقات کے جرم (نطفہ) کے زیادہ بڑا ہوتا ہے حالاں کہ نطفہ بعض اوقات ایسا باریک ہوتا ہے کہ بدون خوردبین کے نظر بھی نہیں آتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انڈے کے چھلکے کے اندر جو جرم بند رہتا ہے اس کے ساتھ کافی مقدار مادے کی اُس وقت تک کے نمو اور پرورش کے لئے بھی رہتی ہے جب تک کہ انڈے میں سے بچہ کھٹک کر نکلے اور اُس کے بعد اُس کی پرورش ماں باپ کے کھلانے یا خود چگنے سے ہونے لگتی ہے۔ جب ہم مخلوقات کے تینوں مدارج کی حالتوں پر غور کرنے سے

ہے کہ معلوم ہوا کہ ہم دونوں میں عجیب تعجب خیز تفاوت ہے جو عمل زوجیت نہیں سب سے اعلیٰ قسم کی
مقامات میں نطفہ سے توالد کے جسم کے بیرونی حصے میں رہتے ہیں لیکن اس سے
پتہ لگا کہ جو حیثیت ہے اس میں جسم کے اندر ہوتے ہیں۔ نباتات میں زردوں کے اجزا سے توالد باہر
نکس یا ہوتے ہیں لیکن جانوروں میں تو عضو تناسل اگرچہ جسم کے اندر رہتا ہے اور وہ بغیر
ضرورت کے باہر نہیں نکلتا اور اوپر جیسی تو ہے۔ ریچھ کے جانوروں میں عضو تناسل
جسم کے باہر رہتا ہے مگر ایک قسم کے غلاف میں رہتا ہے لیکن مرد کا عضو تناسل بالکل
جسم کے باہر اور بلا کسی قسم کے غلاف کے رہتا ہے یہی اس کی بزرگی کی ایک دلیل
ہے اس تفریق کا ذکر ہم نے اس واسطے کیا ہے کہ سوائے انسان اور بندر کے کسی
اور مخلوق کو جلق لگانا ممکن نہیں ہے اور کسی قسم کے حیوانات میں یہ بات کبھی دیکھی گئی
نہ سنی گئی اس سے معلوم ہوا کہ یہ حرکت فطری نہیں ہے اور جب تک کسی بری صحبت یا
کسی اور ذریعے سے نہ بتلایا جائے کبھی انسان اس گناہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ خدا نے
انسان کے قویٰ بھی ایسے دیئے ہیں جو کسی اور مخلوق کے نہیں ہیں خداوند تعالیٰ نے
اسے ہاتھ جیسی نعمت دی ہے۔ اگر ہاتھ نہ ہوتے تو کپڑے کیوں کر بنتے گھر کیوں کر بنتے
دوائیں کیوں کر طیار ہوتیں۔ کھانا کیسے پکاتے۔ زراعت کیوں کر ہوتی ایجادات کیوں کر
ہوتیں غرض یہ کہ اسی قسم کے سیکڑوں ہزاروں کام جن کی آئے دن ضرورت پڑتی ہے
اور جو شب وروز زندگی میں سب ہاتھوں سے کیے جاتے ہیں۔ اگر ہاتھ جیسی چیز نہ ہوتی
تو آج ہم میں اور حیوانوں میں کچھ فرق نہ ہوتا۔ لیکن ہاتھوں سے انسان صرف
اچھے ہی کام نہیں کرتا بلکہ بربادی اور تباہی کا ذریعہ بھی یہی ہیں جن سے نہ صرف
دوسرے نقصان اٹھاتے ہیں بلکہ وہ اپنی ذات کے لیے بھی۔ بدن ہاتھوں کی برائیاں کیسے ہوتی

میدان جنگ میں کشتوں کے پشتے کیوں کر لگتے قتل کیسے ہوتے ۔ ناکامی
اور استمرار کیسے ہوتا ۔ بے بس اور بے کس عورتوں سے زنا بالجبر کیوں کر
کرتے ۔ دنیا میں عورت ہی ایک ایسی مادہ ہے جو اپنی مرضی کے خلاف مرد
کی دست درازی سے مغضوب ہو جاتی ہے

اس باب میں جو واقعات ہم نے بیان کیے ہیں اُن سے خداوند تعالیٰ کا اصلی
منشا رجو قوت تولید عطا فرمانے سے ہے بخوبی سمجھ میں آگیا ہوگا اور نیز یہ کہ خداوند
تعالیٰ نے انسان پر کتنا بڑا احسان و رحم کیا جو انسان کو ایسی بیش بہا قوت
اور وہ عمدہ صفات مرحمت کیں جو اپنی کسی اور مخلوق کو نہ دیں اور اسے
زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور اشرف المخلوقات کا خلعت مرحمت فرمایا ۔

رباعی

آدم کو جب خدا نے رتبہ بخشا ۔۔ اور اُس کے لیے مقام اعلیٰ بخشا
عقل و ہنر و تمیز و جان و ایمان ۔۔ اس ایک کف خاک کو کیا کیا بخشا

اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی اخلاقی تصویر پر بنایا ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ ہم
پاک اور مقدس رہیں ۔ پاکی اور تقدس بہت آسانی سے ممکن ہے بشرطیکہ ہم
اپنے دل کو قابو میں رکھیں ۔ بری چیزوں سے نفرت کریں بری صحبتوں سے
بچیں اور وہ کام کریں جس سے خدا کی خوشنودی ہو اور وہ راہ چلیں جو راہ راست
ہو تب خود بخود خدا ہماری مدد کرے گا اور سب مشکلیں ہمارے لیے آسان
ہو جائیں گی ۔ قَدْ اَفْلَحَ[۵] الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

۵ ایمان والے (اپنی مراد کو) پہنچ گئے ۔۔ وہ (لوگ) ہیں جو اپنی نماز میں (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)

خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ پ مومنون

مثلاً یہ ہر روز سیکڑوں ہزاروں آدمی آئے دن گناہوں میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور روز بروز گناہوں کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں اور تباہ و برباد ہوتے ہیں کیوں کہ وہ جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں۔ تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو

(بقیہ صفحہ گزشتہ) عاجزی کرتے اور وہ جو نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں) سے کہ (ان میں) اُن پر کچھ الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ طلبگار ہوں تو وہی لوگ حد (شرع) سے باہر نکلنے ہوتے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس لحاظ رکھتے اور وہ جو اپنی نمازوں کے پابند ہیں یہی لوگ (آدم کے اصل) وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائیں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔

وہ اپنی حالت پر غور کریں۔ انجام کار کو سوچیں اُن کے دلوں میں پاکی کے خیالات پیدا ہوں اسی لیے ہم نے انسان کی پیدائش اور اُس کے مختلف اشکال کو بیان کیا ہے۔

آٹھواں باب

مرد و عورت کے تعلقات

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔[1] پ ۲۱ روم

مثل مشہور ہے اَلشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ جوانی دیوانی انسان کی زندگی میں یہ زمانہ بڑے تلاطم کا ہے آگا پیچھا کچھ نہیں سوجھتا۔ عورتوں کی طرف طبعی میلان اور عادات خود گھسیٹ لے جاتا ہے اونچ نیچ کا خیال نہیں رہتا یہ تو اچھی بات ہے کہ ہر جوان شخص کو عورت کی طرف توجہ نا امید نہ ہونا چاہئے اس لیے بہت ضرور ہے کہ ہم عورت کی نیچر اور کیرکٹر (چال چلن) کی ماہیت کو

---

[1] اور اُسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم کو ان کی طرف (رغبت کرنے سے) راحت ہو اور تم (میاں بی بی) میں پیار اور اخلاص پیدا کیا۔

بخوبی سمجھ لیں - ہزاروں آدمی اس وہم باطل میں مبتلا ہیں کہ ہم انسان کی نیچر سے بخوبی واقف ہیں حالانکہ ان کا ذریعہ معلومات بجز اخلاق ناولوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ناولوں میں جو ہیرو اور ہیروئین کے حالات لکھے جاتے ہیں خواہ وہ اخلاق کے عمدہ نمونے یا بدکرداری کی زندہ تصویریں ہوں مگر ہیں سب من گھڑت واقعات اصلیت کا ان میں نام ونشان تک نہیں ہے۔ اصل اصل ہی ہے اور نقل نقل۔ انسان کے صحیح حالات معلوم کرنے کے لیے خود انسان ہی کی ذات موضوع ہے نہ کہ فرضی قصے کہانیاں انسانی ذات کا سچا نقشہ اسی کی فطرت پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہر کو معلوم رہنا چاہیے کہ نہ سب مرد یکساں ہیں نہ سب عورتیں یکساں ہیں ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

عورتوں میں بہت سی سرچڑھی بیوقوف اور نابکار ہیں لیکن عورتوں کی کلاس میں یہی ایک نمونہ نہیں ہے بے شک بعض ان میں سے بُرے چال چلن کی بھی ہوتی ہیں اُن کی دیانت اور پارسائی پر دھبہ ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ایسی عورتوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اگر شروع ہی سے عورتوں کی ایسی بُری تصویر ہمارے خیال میں جمائی جائے کہ ؎

اگر نیک بودے سرانجام زن — زناں را مزن نام بودے نہ زن

دیگر

زن از پہلوئے چپ شد آفریدہ — کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ

عورتوں کی نسبت اگر ایسے ہی خیالات ہیں تو یہ خدا ہی حافظ ہے۔ کوئی وجہ معقول
نہیں ہے کہ ہم خواہ مخواہ عورتوں سے بدگمان ہوں ہم کو عموماً فرقۂ نسواں کو عزت
اور عظمت سے دیکھنا چاہیے۔ اُن کی وقعت اُن کی عزت و احترام عین ہماری
بہبودی ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے
ہو تو پھر دنیا کی کارخانہ چل چکی عورت بالطبع نازک اور شریں جو ل جمال پیدا
کی گئی ہے۔ یہ بات محتاج دلیل نہیں ع آفتاب آمد دلیل آفتاب
یہ بھی مسلم بات ہے کہ مردوں کے بہ نسبت عورتیں زیادہ تر رسا نیک دل
اور دردمند ہوتی ہیں عورتیں عصمت و عفت میں مردوں سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ہوتی
ہیں تبھی جب اُن کا قدم راہ راست سے ڈگمگا جاتا ہے تو پھر اُن کے برابر بدکردار
فاحشہ بھی کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا [illegible] اولیٰ [illegible]
غرض ان کی حالت میں افراط و تفریط دونوں ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کی
عصمت ایک [illegible] ہے اُن [illegible] کون سی بڑی بات ہے ذرا سی
دیر میں اُن کو شیشے میں اتار لیتے ہیں اُن کی کسی بات کا [illegible]
کیا ہے ع اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید +
ان کی فطرت میں دغابازی مکاری عیاری [illegible] دنیا ہے۔ یہ ذات [illegible]
طوطا چشم ہے ؎

زن و دست [illegible] زمانے
تا جز تو [illegible] سبا نے

چون در بر دیگرے نشیند
شاید کہ ترا دگر نہ بیند

تو ایسے بُت دھو ستے خدا بچائے۔ جن لوگوں کی عورتوں کی نسبت ایسی بُری را ہے تو یاد رکھو کہ وہ صرف اپنا عکس عورتوں میں دیکھتے ہیں اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ وہ خود اول درجے کے بدکار اور نابکار ہیں ایسے لوگوں کے پاس عصمت گندہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں سے تریا چرتر مشہور کر رکھے ہیں اور اپنے اعمال کی خبر نہیں ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ تم نے کون سی بات اُٹھا رکھی ہے دوسرے کی آنکھ کا تنکا تم کو عیب نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں سوجھتا ہے

اَلْعَیْنُ تَنْظُرُ مَا عَنْہَا نَاءٍ وَدَنٰی وَلَا تَرٰی نَفْسَہَا اِلَّا بِمِرْآۃٍ

عورت ذات کا بھروسہ دوسرے عزت آدم جب دنیا میں آئے اور اُن کا دل گھبرایا تو اُن کی تنہائی رفع کرنے اور دل بستگی کے لیے اماں حوا کو پیدا کیا بس اچھی عورت انسان کی خوشی کا سامان ہے اور بُری عورت بلا ہے بے درمان

زن نیک و فرمان بر و پارسا	کند مرد درویش را بادشا
زن بد در سرائے مرد نکو	ہم دریں عالم است دوزخ او

سلہ آدمی اپنے نفس پر دوسروں کا قیاس کرتا ہے ۱۲

سلہ آنکھ دور و نزدیک کی دونوں چیزیں دیکھتی ہے لیکن اپنا حال بدون آئینہ کے نہیں دیکھ سکتی ۱۲

مسلمانوں کی نسبت یہ اتہام لگایا گیا ہے کہ عورت کے حقوق مسلمانوں میں کچھ نہیں
ہیں اور عورتیں بہت خواری سے زندگی بسر کرتی ہیں۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ خداوند تعالیٰ نے عورت مرد کے رتبے میں کوئی بہت بڑا
فرق نہیں رکھا ہے۔ جو وہ سو یہ جو یہ سو وہ۔ ہاں مرد کو اتنی برتری منظور ہے کہ مرد عورت
کا سرپرست ہے تو یہ بالکل فطرت کے مطابق ہے اس لیے کہ مرد زیادہ مضبوط
زیادہ جفاکش اور جری ہوتے ہیں وہ کمائی کرتے عورتیں اسی کمائی سے سلیقے
سے گھر چلاتی ہیں۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ پ ن ا

جتنے قسم کے تعلقات آدمی کو اپنے جنس کے ساتھ رکھنے پڑتے ہیں سب سے
زیادہ قوی زناشوئی کا تعلق ہے اول تو اتنا لگاؤ اور گاڑھا اختلاط اور کسی تعلق میں نہیں
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ دوسرے کوئی تعلق اتنا مستحکم اور دیرپا
بھی نہیں ہوتا ہے اس تعلق کی بنیاد ہے دوستی اور باہمی محبت پر جس کو قرآن

---

[1] حاشا و کلا یہ تو بڑا (بھاری) بہتان ہے ۱۲

[2] مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں (اس کے دو) سبب (ہیں ایک) یہ کہ آدمیوں میں
اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (دل کی مضبوطی اور جسمانی توانائی میں)
برتری دی ہے اور (دوسرا) سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ
کیا ہے ۱۲

[3] وہ (یعنی بیبیاں تمہارے لباس (کی جگہ) ہیں اور تم اُن کے لباس کی جگہ ہو ۱۲

کی اغراض اور حاجتیں آخر تک تازہ اور مستحکم کرتی رہتی ہیں۔ سچ پوچھو تو مرد اور عورت دونوں اپنی اپنی جگہ ناقص الخلقت ہیں اور یہی ایک تعلق ہے جو دونوں ملا کر پورا ایک آدمی بناتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کو دنیا میں بنی آدم کو آباد رکھنا منظور ہے اور اس کے تعلق کے بدون نہ اکیلا مرد دنیا کو چلا سکتا ہے اور نہ اکیلی عورت۔ یعنی خدا نے مرد و عورت کا امتیاز اسی غرض سے رکھا ہے کہ دونوں ملکر خدا کے ارادے کی تکمیل کریں۔ زن و شو ایک عدد کے دو ٹکڑے ہیں جب دونوں کو ملاؤ تو ایک عدد کامل ہوتا ہے ورنہ علیحدہ علیحدہ دونوں ناقص ہیں یا یوں سمجھو کہ ایک شربت شیریں ہے جس کے دو جز جداگانہ شکر اور پانی ہیں۔ دونوں گھل مل کر ایک ذات ہو جائیں تو شربت بنے یہ بات اسی رشتے میں دیکھی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے مال و متاع۔ اولاد۔ رنج اور راحت آبرو۔ ہر چیز اور ہر حالت میں مرد اور عورت کی لازمی شرکت قائم ہو جاتی ہے۔ جیسا یہ تعلق ضروری اور باوقعت ہے ویسا ہی خدا اور خدا کے رسول نے شروع سے آخر تک اس کے ہر ہر پہلو پر نظر کر کے ایسے قاعدے ٹھیرا دیئے ہیں صاف اور واضح کہ مرد اور عورت دونوں ان پر پورے پورے کاربند ہوں تو دنیا کی زندگی میں بہشت کا مزہ آ جائے مگر اول تو خدا رسول کا کہنا کوئی سنتا نہیں اور جو سنتا ہے وہ مانتا نہیں نتیجہ یہ ہے کہ جدھر جاؤ جھگڑے جہاں جاؤ فساد۔ جس سے سنو شکایت۔ الغرض عورتوں سے نہایت نرمی مروت اور خاطر داری سے پیش آنے کا حکم ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ پ۴ نساء۔ کہیں ارشاد ہوا ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ پ۲ بقرہ

[۱] اور بیبیوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہا سہو ۱۲

[۲] تمہاری بیبیاں (گویا) تمہاری کھیتیاں ہیں ۱۲

اگر لوگ اِن احکام پر عمل نہ کریں تو اسلام کا اس میں کیا قصور ہے۔ ایسے لوگ
بدنام کنندۂ نکونامے چند ہیں۔ جو مرد نیک بخت ہیں وہ عورتوں کی قدر کرتے ہیں
جو بدبخت ہیں اُن کو اپنے ہی تن کی خبر نہیں اُن کو دوسروں کی کیا پڑی ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں
چیرہ آید سخت بر صاحبدلاں[1]

---

[1] مردوں کو عورتوں سے حسن معاشرت ضرور ہے۔ آیات کلام الٰہی اور احادیث سے ثابت ہے کہ شوہروں کو اپنی بیویوں کی عقل کے موافق رہنا چاہیے اور کبھی کبھی اُن کے ساتھ مزاح اور کھیل بھی کریں تو بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ بالکل ایسا رہنا چاہیے جیسے بچوں کے ساتھ رہتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی روٹھتا ہے کبھی کھلاتا ہے کبھی پلاتا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ مرد کو چاہیے کہ گھر میں آئے تو خندہ رو آئے اور باہر جائے تو خاموش اور چپ چاپ۔ جو کچھ آئے کھا جائے خوشی سے ملے اور جو نہ پائے اُسے دریافت نہ کرے مگر اس کے ساتھ ہی مشغول اور مطیع اس قدر نہ بڑھ جائے کہ عورت نہ رہ جائے۔ الغرض عورتوں میں جوں کہ ایک قسم کا ضعف ہے اس لیے اس کا علاج تحمل اور بردباری سے ہی ہو سکتا ہے خلاصہ مقال یہ کہ شوہری رعب اور داب کو محبت کے ساتھ لے چلنا چاہیے عورتوں کے ساتھ مردوں کو خوش خوئی سے رہنا چاہیے نہ اس معنی کر کہ انھیں ستا دیں بلکہ اس معنی کر کہ اُن کا بار سہیں عورتوں کی ناشکری اور ناحق شناسی کے حال پر صبر کریں۔ حضرت رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کی بدخلقی پر صبر کرے گا اُس کو اس قدر ثواب ملے گا جتنا حضرت ایوب کو اُن کی مصیبت پر ملے گا۔" از المشرق والفرائد

دنیا میں تین قسم کے لوگ بہت خطرناک ہیں جن کے لیے مناسب جگہ سوائے جیل خانہ
کے دوسری نہیں ہے۔ لوگ سوسائٹی کے لیے چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھ کر
خطرناک ہیں۔ وہ شخص جو بنک میں چوری کرتا ہے یا نقب لگا کر رات میں چوری
چھپے کسی کے گھر میں گھس کر صفایا کر دیتا ہے وہ مجرم ضرور ہے مگر اس سے
بڑھ کر وہ نابکار اور زنا کار مجرم ہے جو نیک بخت عورتوں کی عصمت بگاڑتا
ہے جو خاوند اور بیوی کی محبت میں تفرقہ ڈالتا ہے اور سوسائٹی میں ایک بڑے
بے دیانتی کی مثال اپنے لیے چھوڑ کر تمام سوسائٹی کو ناپاک اور خراب کرتا ہے اور جا بجا
امراض خبیثہ کا بیج پھیلاتا پھرتا ہے ع یہ دلا دیتے ہیں درے کہ کیفیت ہائے دارو
پہلی قسم میں گردن کی وہ لوگ ہیں جو زناکاری اور عیاشی کی زندگی بسر کرتے ہیں
جو بازاری عورتوں کے کوٹھوں پر چڑھتے اور ان کے چکلوں میں جا کر اپنی جیسی
سڑی ہوئی فاحشہ عورتوں سے منہ کالا کرتے ہیں ان لوگوں کی رتی عدد ز ہے -
چند دن مزے کر لیتے ہیں لیکن آخرکار ان کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو ایسے
لوگوں کا ہونا چاہیے - دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں
رہتے ہیں جن کے پاس پیسے ہیں۔ بیماری کے ڈر سے وہ خدائی خوار تو ادھر ادھر نہیں
پھرتے مگر کوئی کسبی گھر میں ڈال لیتے ہیں ؎

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

اتنا ضرور ہے کہ ان کو ترسے گولی نہیں لگتی کچھ دنوں بیماری سے بچے رہتے ہیں
لیکن ان کے لیے بدنامی اور ان کی تماش بینی کا طشت از بام ہو جانا کیا

کچھ کم کلنک کا ٹیکہ ہے کہ جدھر نکل جائیں تھوڑی تھوڑی ہوتے رہے لوگوں کی انگلیاں اٹھنے لگیں کہ یہ نئے بگڑے نواب جا رہے ہیں۔ جنھوں نے باپ دادا کی ناک کاٹ ڈالی ہے۔ روپیہ کو ٹھیکری کر دیا گھر پھونک تماشہ دیکھ رہے ہیں بیوی بیچاری گھر میں پڑی سسک رہی ہے ان کی جانوں کو دعائیں دے رہی ہے اور یہ البیلا چھیلا اینٹھتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ غیرت نہیں آتی۔ چلو بھر پانی میں ڈوب مرو ؎

حسن تو سہی ہے خلق میں تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

جب تک گرہ میں پیسے ہیں سب کہتے ہیں آپ ایسے اور آپ ویسے۔ جب رنڈی سب چٹ کر جاوے گی میاں کو بھیک مانگے نہ ملے گی دردر مارے پھریں گے ؎

رَاَیْتُ النَّاسَ قَدْ مَالُوْا — اِلٰی مَنْ عِنْدَہٗ مَالٌ[1]
وَمَنْ لَا عِنْدَہٗ مَالٌ — فَمِنْہُ النَّاسُ قَدْ مَالُوْا

تیسرا وہ گروہ ہے کہ بیچاری کے ڈر سے کھلے خزانے تماش بینی نہیں کر سکتے۔ پیسہ پاس نہیں کہ کسی طوائف کو رکھ لیں یہ لوگ اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی کو گانٹھ کر مفت میں کام نکلے چوری چھپے کسی کٹنی کے ذریعے پیغام سلام

---

[1] دنیا کا دستور ہے کہ جس کے پاس مال ہوتا ہے لوگ اسی کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ اور جس کے پاس کوڑی ٹکہ نہیں ہوتا اس کی طرف لوگ رخ بھی نہیں کرتے ۱۲

کرکے چور اور نقب زنوں سے کسی کے گھر میں گھس جائیں - کسی کی بہو بیٹی کو نکال لائیں
ایسے لوگ بھولی بھالی ناسمجھ لڑکیوں کو اپنے دامِ فریب میں پھانس لیتے ہیں اور
آگے چل کر جب بھانڈا پھوٹتا ہے تو وہ بیچاری دین و دنیا میں نکو بن جاتی
ہے - عمر بھر رنج میں رہتی ہیں - سب سے اہم - ایسا شخص جو دوسرے کی
بہو بیٹیوں پر بدنگاہی کرے قابلِ گردن زدنی ہے غصہ اور اشتعال کی حالت
میں آدمی دیوانہ ہو جاتا ہے اور اُس سے قتل کے جیسا سنگین جرم سرزد ہو جاتا ہے
پھانسی دی جاتی ہے - مگر ایسا شخص (جو دیدہ و دانستہ کسی کی بہو بیٹی کو پھسلا کر
بھگا کر برباد ہونے چھوڑ دے کر اور خدا جانے کیا کیا گل دے کر اس
کی عصمت کو پامال کرتا ہے اور اُسے دین و دنیا سے کھو دیتا ہے) تو بدرجۂ اولیٰ
پھانسی پر چڑھانے اور دار پر کھینچنے کے لائق ہے - ایک اور مذموم طریقہ
کورٹ شپ[1] کا ہے جس میں مرد اور عورت آزادانہ ملتے جلتے ہیں (خدا کا شکر
ہے کہ ہندوستان کی سوسائٹی اس سے محفوظ ہے ورنہ اس کی بدولت یورپ میں

---

[1] ہمارے ملک کی طرح ولایت میں شادی بیاہ کا دستور نہیں ہے - ہر لڑکے و ہر لڑکی
یہاں کی منگنی کے مثل وہاں کورٹ شپ ہے یعنی شادی سے پہلے منگیتر سے مخلوط بالطبع
طور پر میل جول رہتا ہے - کیونکہ پردہ کا وہاں رواج نہیں ہے دولہا دلہن ایک دوسرے
کے مزاج و عادات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں یہ زمانہ بعض جگہ برسوں طول کھینچتا
ہے اگر یہ مدت بخیر و خوبی گزر گئی اور دونوں طرف سے دل ٹھک گیا تو شادی ہو جاتی ہے ورنہ
نہیں ۔ فقط ۱۲

آئے دن ناگفتہ بہ جھگڑے پیش آتے رہتے ہیں) بعض وقت کورٹ شپ ہی کے
زمانے میں ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جن کے زبان سے نکالنے میں بھی شرم آتی ہے
جس سے لڑکی لڑکے والے دونوں مطعون ہوتے ہیں۔ بعض وقت ہندوستان
میں بھی ایسا ہوتا ہے مگر ایسی مثال کہیں اکا دکا ہی ملے گی کہ کوئی لڑکی بگڑ جاتی ہے
تو دو تو دو بو کر کے اُس کو اسی نالایق کے سر منڈھ دیتے ہیں جس کی یہ کرتوت ہو۔
ذرا دل میں غور کرو کہ جس عورت کی بربادی کا تم ہی باعث ہوئے ہوں جسے
تم ہی نے راہ راست سے ڈگمگایا ہو اُس کا دل ایسے نالایق شوہر سے کیوں کر
مل سکتا ہے۔ آگے چل کر تم اپنے بچوں سے کیوں کر آنکھ میں آنکھ ملا سکو گے جن کی
ماں کی عصمت دری تمہارے ہاتھوں ہوئی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسے لوگ اپنے
پاؤں میں آپ کلہاڑی مارتے ہیں اپنی شرافت اور نام کو بٹہ لگاتے ہیں تم
کس طرح ایسی عورت سے گو وہ تمہاری بیوی ہی بن گئی ہو پاکبازی کی امید رکھ سکتے
ہو تمہاری ہی بدولت اپنی عزت و آبرو کو خاک میں ملا چکی ہو۔ ماں باپ بلکہ سارے
خاندان کی ناک کاٹی۔ ساری برادری میں نکو بنے اور خدا کے گنہگار ہوئے سو الگ۔
حیف صد حیف کہ ذرا سی دیر کی دیوانہ وار مستی میں تم نے اپنے والدین اور قرابت
داروں کے والدین پر کیا قیامت توڑی کیا تمہارا منشا ہے کہ تم پھر کسی کے
سامنے آؤ اور کیا اُس کا منشا ہے کہ وہ جا دیں بیٹھے۔ استغفر اللہ تم اپنے دل
میں غور کرو کہ تمہاری بہن بیٹی کے ساتھ اگر کوئی ایسا سلوک کرے تو کیا تمہارا دل
گوارا کرے کہ اُس کی بھی بوٹیاں چبا جائیں اُسے تکا بوٹی کر کے چیل کووں کو دیدیں
بیچ سسرال والے تمہاری کیا قدر کریں گے جہاں تم ہی بدنامی اور ذلت

کا باعث ہوئے ہو۔ تم یہ کہو گے کہ تمہاری وہ غرض سے بھی ہے ہم نے مانا کہ عورت ذات تھی تمہارے بڑھاوے پر وہ دست بردار ہو گئی لیکن آپ فرمائیے کہ آپ کی شرافت کے لمبے چوڑے دعوے کہاں گئے۔ کیا کوئی شخص جس کی رگوں میں شرافت کا خون دوڑتا ہے یا یوں کہو کہ جو انسانیت رکھتا ہے کبھی ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ حضرت یوسف کی طرح پکار اٹھتے۔

ﷺ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ○ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ○ پ۱۲ یوسف

ﷺ اور (زلیخا) جس کے گھر میں یوسف تھے اس نے ان سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنا چاہا اور دروازے بند کر دیئے اور کہا کہ لو آؤ (یوسف) نے کہا معاذ اللہ وہ (تمہارا شوہر) میرا آقا ہے اس نے مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے (میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کر سکتا کیونکہ کہ ایسے) نمک حراموں کو کبھی فلاح نہیں ہو سکتی اور وہ (عورت) تو یوسف کے ساتھ ارادہ (بد) کر ہی چکی تھی اور یوسف کو اپنے پروردگار کی (طرف کی) دلیل (کہ وہ میرا آقا ہے الخ اس وقت) نہ سوجھ گئی ہوتی تو وہ بھی اس (عورت) کے ساتھ ارادہ (بد) کر بیٹھے ہوتے۔ اسی طرح (ہم نے یوسف کو ثابت قدم رکھا) تاکہ ہم بدکاری اور بے حیائی (کے کام) ان سے دور رکھیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے ۱۲

ایسی عورتوں سے کوسوں دور بھاگو جو تمہاری زندگی کو برباد کرنے والی ہوں۔ جو تمہاری خوشی میں پُش مٹنے والی ہوں۔ ایک بگڑی ہوئی عورت سے شادی کرنے میں وہ دلی مسرت اور خدا کی برکت کب ہو سکتی ہے جو ایک عصمت مآب عورت سے مناکحت کا لازمی نتیجہ ہے۔ زنان خانوں میں شوق سے جاؤ مگر ہمیشہ نگاہ نیچی رکھو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ ع ۴ نور

کبھی بُرے خیالات دل میں نہ لاؤ۔ جب کسی عورت سے ملو پاک دل اور اچھی نیت سے ملو۔ اپنی عزیز و قریب جوان لڑکیوں سے جب موقعہ بات چیت کا ہو شرم و حیا کو پیش نظر رکھو کبھی بے تکلفی کی باتیں نہ کرو نہ کوئی رکیک لفظ زبان سے نکالو جس لڑکی کے مزاج میں غیر معمولی چھل ہو زبان قینچی کی طرح فرفر چلتی ہو۔ بے شرمی کی جھلک ہو اُس سے ڈرو کیوں کہ مردار پر گدھ منڈلایا کرتے ہیں۔ اگر تم بدنگاہ ہو تو یاد رکھو کہ جس طرح یہ یقینی امر ہے کہ خداوند تعالیٰ ہم کو ہر وقت دیکھتا ہے یہ بھی یقینی ہے کہ تمہارے دل میں جو نور ایمان ہے ہمیشہ تم کو ایسی لغزش پر ملامت کرے گا اور دنیا میں بھی تمہاری بیں کبھی منہ سے نہ چڑھا سکے گی بشرع بہی سے عورتوں سے خلع بالطبع ہونا اچھا نہیں بڑھتے بڑھتے

ف ۱ (اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو (سب) خبر ہے۔

بات کہیں کی کہیں پہنچتی ہے۔ محتاط وہی ہیں جو شروع ہی سے پاؤں پھونک پھونک کر رکھیں کیونکہ جو دوڑ کر چلتا ہے ضرور گرتا ہے۔ ہنسی میں پھنسی ہو جاتی ہے۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵۱ ۱۳؍ یوسف



نواں باب

شادی کا مقدس فریضہ

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۵۲ ۴؍ نساء

انسان کی زندگی میں سب سے مہتم بالشان مرحلہ شادی کا ہے۔ شادی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ گھوڑا اور جوڑا قسمت سے ملتا ہے۔ اس میں دینا اور دین دونوں کی بھلائی ہے۔ جو شادی کے مخالف ہیں وہ صرف نسل انسان کے کھلے دشمن نہیں بلکہ

۵۱؎ اور (یوں) میں (بھی بندہ بشر ہوں (اپنی نسبت نہیں کہتا کہ میں (فرشتوں کی طرح) پاک صاف ہوں کیونکہ نفس (انسانی) تو آدمی کو بدی کے لیئے (ہمیشہ) اُبھارتا ہی رہتا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ۱۲

۵۲؎ تو اپنی مرضی کے مطابق عورتوں سے نکاح کرلو ۱۲

میاں بیوی بال بچوں بہن بھائیوں غرض گھر کے گھر بلکہ ساری قوم کے دشمن ہیں وہ
انسان کو ایسی بے انتہا مسرت انگیز اور مصلح دین و دنیا برکت سے رد کرتے ہیں
جس کی نظیر نہیں ہے۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ
فَلَیْسَ مِنِّیْ[۱] شادی صرف عورت اور مرد کے معاہدہ کا نام نہیں ہے نہ وہ ایسی
چیز ہے کہ جب چاہا چھوڑ دیا بلکہ خدا کے حکم کی تعمیل ہے۔ شادی خدا کی بنائی ہوئی ہے
نہ کہ انسان کی ایجاد۔ سب سے پہلی شادی حضرت آدم اور اماں حوا کی اللہ تعالیٰ نے
خود کی ہے۔ شادی کی بنیاد ایسی مستحکم ہے کہ جب تک صفحۂ دنیا پر نسل انسان
باقی ہے یہ سلسلہ علی الدوام رہے گا۔ کوئی دنیاوی قانون اس کو منسوخ اور
کالعدم نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں میں طلاق[۲] کا قاعدہ ہے لیکن وہ ایسے سخت قیود سے

---

[۱] نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت سے پلٹا وہ مجھ میں سے نہیں ہے ۱۲

[۲] شریعت اسلامی میں طلاق ایک بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے اگر مرد کو اس کا مطلقاً اختیار نہ دیا جاوے تو بعض صورتوں میں بڑے بڑے فسادات کا احتمال ہے جیسا کہ دوسری قوموں میں دیکھا جاتا ہے کہ اُن کے مذہب میں طلاق نہیں مگر بہ مجبوری اُن کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اسلام نے طلاق جائز رکھی ہے مگر بڑے مضایقے اور احتیاط کے ساتھ کہ حتی الامکان طلاق کی نوبت نہ آوے اور آئے تو زن و شوہر میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ اور ایام حیض کے دنوں میں طلاق کا دینا منع ہے اِس میں مصلحت یہ ہے کہ اِن دنوں میں میاں بی بی چار و ناچار ایک دوسرے سے الگ رہتے ہیں عجب نہیں کہ یہ علیحدگی طلاق کی محرک ہو تو جس کو طلاق دینا ہو تو ضرور ہے کہ عورت نہا دھو چکی ہو تب طلاق دے جس سے ظاہر ہو جاگا (بقیہ نوٹ برصفحہ آئندہ)

جکڑاگیا ہے کہ زن و مرد کا قطع تعلق آسان بات نہیں اور حالت غصہ و غضب
مین کبھی طلاق واقع نہیں ہوتی اور شرع شریف میں طلاق کو سخت ناپسندیدہ
فعل قرار دیا گیا ہے۔ غرض ایک دفعہ جہاں دو بول پڑھا دیے گئے بس زندگی
بھر کا ساتھ ہوگیا۔ مرتے دم تک پھر گلو خلاصی ناممکن ہے

ع در گلویم سنت پیغمبر یست

ہر انسان کی زندگی میں عموماً تین دن بڑے اہم ہوتے ہیں ایک پیدائش کا دن
دوسرا شادی کا اور تیسرا موت کا۔ پیدائش کا دن تو انسان کے دنیا میں
آنے کا دن ہے لیکن شادی اور مرنے کے دو دن ایسے اہم ہیں جو انسان کی
تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں جن سے بڑھ کر انسان کی زندگی میں کوئی تغیر تبدل ممکن
نہیں ہے۔ شادی سے صرف دولہا دلہن ہی کی خوشی نہیں ہوتی بلکہ سارا کنبہ اس
خوشی مین شریک ہوتا ہے اور آیندہ آنے والی آل اولاد کی خوشی بھی اس کی
سازگاری اور موافقت پر موقوف و منحصر ہے۔ شادی خدا کے حکم کی بجا آوری ہے
کوئی لڑکا یا لڑکی اسے ہلکی پھلکی بات نہ سمجھے بلکہ اس مبارک مناکحت کے لیے
خلوص دل اور خشوع و خضوع سے درگاہ رب العزت میں سربسجود ہو کر دعا
مانگے کہ اے میرے پاک پروردگار تو عالم الغیب ہے تو سب کچھ جانتا ہے میرے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) کہ داعیہ طلاق قوی ہے۔ پھر طلاق کے بعد عدت ہے، اس میں ایک تو نسب کی
احتیاط ہے اور دوسرے مرد و عورت کو اچھا موقع دیا گیا ہے کہ پھر ملاپ کریں اور مرد اپنی طلاق کو واپس لے
جس کو اصطلاح شرع میں رجعت کہتے ہیں ۱۲ از الحقوق والفرائض

حق میں بہتر ہو وہ بھیجیو تو میرے لیئے ایسا جوڑ پیدا کر جو میرے لیئے موجب خیر و برکت ہو جس میں میری دنیا اور دین دونوں کی فلاح ہو - یہ اور اسی قسم کی دعائیں صمیم قلب سے ایک دفعہ نہیں بارہا مانگنی چاہئیں - عین وقت پر نہیں بلکہ بہت سے پہلے سے تاکہ خداوند تعالیٰ تم کو چشم بصیرت دے اور اگر تمھارا انتخاب غلط ہو یا تمھارا دل ایسی طرف راغب ہو کہ جو جوڑا تمھارے لیئے مفید نہیں ہے تو وہ تمھاری سمجھ کو راہ راست پر لائے اور اس بڑے کام میں تمھاری مدد کرے - جانے رہو کہ خدا کی طرف رجوع کرنے اور اُسی سے مانگنے میں دل کی تسکین اور تسلی ہے ہاڑی میں وہی کام آنے والا ہے اور دینے والا اگر ہے تو بس وہی ہے - اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ [1] رعد

مناجات

اے سب داناؤں سے دانا	سارے تواناوں سے توانا
اے بالا تر ہر بالا تر سے	چاند سے سورج سے آمیر سے
اے سمجھے بوجھے بن بوجھے	جانے پہچانے بن پوچھے
سب سے انوکھے سب سے نرالے	آنکھ سے اوجھل دل کے اُجالے
اے اندھوں کے آنکھ کے تارے	اے لنگڑے لولوں کے سہارے
ناؤ جہاں کی کھیلنے والے	دکھ میں تسلی دینے والے

[1] سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دلوں کو تسلی ہوا کرتی ہے ۱۲

جب اور اب تجھ سا نہیں کوئی — تجھ سے ہیں سب تجھ سا نہیں کوئی

ہر دل میں ہے تیرا بسیرا — تو پاس اور گھر دور ہے تیرا

تو ہے ٹھکانا مسکینوں کا — تو ہے سہارا غمگینوں کا

تو ہے اکیلوں کا رکھوالا — تو ہے اندھیرے گھر کا اُجالا

سوچ میں دل بہلانے والا — بپتا (مصیبت) میں یاد آنے والا

کھلا ہے سب پر در رحمت کا — برس رہا ہے مینہ نعمت کا

عام ہے سب پر تیری رحمت — ہیں محروم مگر بدقسمت

بے آسوں کی آس ہے توہی — جاگتے سوتے پاس ہے توہی

بے کس کا غمخوار ہے توہی — بگڑی بنی کا یار ہے توہی

توہی ڈبوے توہی ترائے — توہی یہ بیڑے پار لنگھائے

توہی مرض دے توہی دوا دے — توہی دوا دارو میں شفا دے

توہی دلوں میں آگ لگائے — توہی دلوں کی لگی بجھائے

چمکارے چمکار کے مارے — مارے مار کے پھر چمکارے

تو جو چاہے وہ نہیں ٹلتا — بندے کا یاں بس نہیں چلتا

تو مارے اور خواہ نوازے — پڑے ہیں ہم تیرے دروازے

سہل اور مشکل تجھ کو ہے یکساں — ہم کو ہے مشکل تجھ کو ہے آساں

رنج اور دکھ قبضے میں ہیں تیرے — چین اور سکھ قبضے میں ہیں تیرے

اے رحمت اور ہیبت والے — شفقت اور دباغت والے

اے اٹکل اور دھیان سے باہر — جان سے اور پہچان سے باہر

ایک کو تو نے شاد کیا ہے۔ ایک کے دل کو داغ دیا ہے
اِس سے نہ تیرا پیار کچھ ایسا اُس سے نہ تو بیزار کچھ ایسا
ہر دم تیری آن نئی ہے جب دیکھو تب شان نئی ہے
اے اچھے اور بُرے کے بھیدی کھوٹے کے اور کھرے کے بھیدی
چھپی ڈھکی کے کھوجنے والے پاپ اور پُن کے چھاننے والے
دل میں لگن بس اپنی لگا دے سارے غم اپنے غم میں کھپا دے
غیر کے رشتے توڑ دے سارے دل کے پھپولے پھوڑ دے سارے
تو ہی ہو دل میں تو ہی زباں پر مار کے جاؤں لات جہاں پر
پاؤں تجھے اک ایک کو کھو کر خاک میں جاؤں سب کو ملا کر

(حالی)

مسلمانوں[1] میں تعدد ازدواج کے سبب سے بڑی بے لطفی رہتی ہے اور بہت سے

---

[1] یورپ میں چونکہ تعدد ازدواج کا طریقہ نہیں اِس واسطے لائق مصنف نے اِس سے بحث نہیں کی مگر ہندوستان میں تو لوگوں کی ہول لگی کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ جو مرد دو ن کا طویلہ باندھ لیتے ہیں اُن کو اپنے آرام و آسایش سے غرض ہے دوسرا کوئی جلے یا مرے اُن کی بلا سے۔ اِس طریقے کو کم کرنے کے لیے وہ مصایب موجود ہیں جو ہر روز ہر دوں کے خاوند کو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ دو بادشاہ در اقلیمے نمی گنجند۔ یا۔ ایک میان میں دو تلواریں۔ مرد جو سمجھدار ہیں یا اُن کی تعلیم نے اُن میں اثر کیا ہے وہ تو ضرور اِس سے محترز رہیں گے اور رہتے ہیں لیکن ہم جس حالت

(بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)

گھرانے ناموافقت زن و شو کی وجہ سے تباہ ہوگئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) پر بحث کرنی چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مرد تو خیر دیوانے ہوے
ہیں جو دوسری شادی کا لپکا اُن کو پڑ گیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ عورتوں کی طرف سے کیا ہو
رہا ہے۔ شادی تو بلا دو کے نہیں ہوتی۔ مرد لاکھ چاہیں لیکن عورتیں اگر اُن کا ساتھ نہ دیں تو
کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں تو لہدی لگے نہ پھٹکری گاجر مولی کی طرح لڑکیاں ملتی ہیں
ماں باپ صرف پیسے پر گرتے ہیں اور کسی بات کو نہیں دیکھتے اور اپنی کواری لڑکیوں کو سوکن
پر دے کر زندہ در گور کر دیتے ہیں۔ ماں باپ کو کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم اپنی لڑکی کو کیسی جگہ جھونک
رہے ہیں۔ ہم اِس موئی ماری پر کیا ستم توڑ رہے ہیں۔ ہم تو جانیں غریب کو دے بھوکے کو دے
مگر دے تو سوکن پر نہ دے۔ جہاں عمر بھر کا جلاپا ہی جلاپا ہے۔ اگر بَر نہ ملے تو بلا سے بٹھا رکھیں
مگر بیوی والے کو نہ دیں۔ ماں باپ کی کیا اوندھی مت ہے کیا اتنی بھی سمجھ نہیں کہ تمھاری ہی
بیٹی جیسی کسی کی لڑکی اُس کے نکاح میں موجود ہے۔ جس ارمان چوچلوں اور قول قرار سے آج
وہ تمھاری بیٹی پر گرویدہ ہے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر پہلی بیوی پر تھا کہ جس میں آج ہزار
کیڑے ڈال رہا ہے اور چھاتی پر مونگ دلنے کو طیار ہے تم کو کیا بھروسہ ہے کہ تمھاری بیٹی
پر تیسری نہ لا بٹھائے گا اور تیسری نہ بھی لائے تو یہ دو ہی سر پٹول کو کیا کم ہیں۔ ہماری راے
میں مرد تو اِس بارے میں ملزم ہیں ہی لیکن عورتیں بھی شریک غالب ہیں۔ اگر بیٹی والے اپنی جگہ عہد
کر لیں کہ ہم کبھی سوکن پر نہ دیں گے چاہے قدری ہو جائے تو پھر دیکھیں کہ مرد اس طرح بیباکانہ
شادی پر شادی دھرتے سے کیسے کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر حالت میں صورت
استثنا موجود ہے بعض لوگ لاولدی کے سبب سے بھی دوسری شادی کرتے ہیں لیکن

(بقیہ نوٹ پر صفحہ آئندہ)

گو کلام مجید میں ایک چھوڑ چار عورتیں کرنے کی اجازت ہی مگر سچ پوچھیے تو وہ

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) وہاں بھی کیا اعتبار ہی کہ تمھاری لڑکی صاحب اولاد ضرور ہوگی ممکن ہی کہ یہ بھی بانجھ نکلے۔ ہم ایک جگہ دِلّی میں نکاح میں گئے دولھا کو دیکھا تو سچ مچ اُن کی صورت پر مکھیاں بھنک رہی تھیں۔ دایم المرض ہوتا تو اُن کے چہرے سے ظاہر تھا شاید افیون کا بھی کچھ شوق تھا کہ عصر مغرب کے درمیان ہی اونگھ رہے تھے۔ غرض قاضی صاحب آئے۔ برادری کے چند خاص خاص لوگ بھی جمع تھے۔ عام دعوت نہ تھی کہ پہلی بیوی والوں کو خبر نہ ہو جائے شاید وہ چڑھ نہ آئیں زیور کا طباق سامنے آیا دولھا نے کن انکھیوں سے نہیں ہاتھ میں لے کر اچھی طرح اُچھال اچھال کر دیکھا۔ اُن کی باچھیں کھل گئیں۔ میں جب ہی تاڑ گیا کہ اِن کو بیوی سے زیادہ زیور کی طمع ہی۔ نکاح سے پہلے اقرارنامے کا کاغذ پیش ہوا جو پہلے کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ مجھ سے بھی کہا گیا کہ اس پر گواہی کر دیجیے میں نے پڑھا اور کہا کہ مجھے تو معاف ہی کیجیے میں ٹھیرا حیدرآباد میں رہنے والا میں کہاں گواہی میں گھسٹا پھروں گا۔ دُلھن والوں نے کہا نہیں نہیں گھسٹنے کی کیا بات ہی۔ بہرحال میں نے گواہی نہیں کی۔ اقرارنامے میں اور سب اقرار جو تھے وہ تو تھے ہی ایک انوکھا اقرار یہ بھی تھا کہ میں بیوی کو گالیاں نہ دوں گا نہ ماروں گا۔ ماں باپ سے ملنے کو منع نہ کروں گا۔ سبحان اللہ دولھا کیا شریف تھے جن کے لیے اِس حفظ ما تقدم کی ضرورت تھی۔ بھلا ایسی باتوں کا اقرار لکھنے سے ہونا ہی کیا ہوتا ہی۔ اگر دل میں نیکی ہی تو ایسی بات ہونے ہی کیوں لگی اور جو دل میں بدی ہی تو ایک نہیں لاکھ اقرارنامے لکھوا لو کرے گا وہ وہی جو اُس کی عادت ہی اور دوسری عقل مندی کم

(بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ)

اجازت عدل کی سخت قید کی وجہ سے ہوئی نہ ہوئی برابر اور سہل ممتنع ضرور ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحۂ گزشتہ) سُنیئے دولھا کی عمر (۴۰) سال کی تھی اور لڑکی کی چودہ یا پندرہ - اور خیر سے دوسری بیوی کر رہے تھے۔ مجھے تاب نہ رہی لڑکی کے باپ میرے دور کے عزیز تھے میں نے اُن کو الگ لے جا کر پوچھا کہ اجی حضرت! آپ نے اِس کا کیا دیکھا؟ کچھ بخت دیر بھی کر لی یا ناحق لڑکی بے چاری کو کوئیں میں دھکا دیتے ہو - اِس کی بیوی موجود ہے پھر تم اپنی بیٹی کیوں دیتے ہو - کہنے لگے جی سوا سو روپیہ کا نوکر کھاتا پیتا خوش حال ہے - پہلی بیوی تو اس کی بے شک ہے بلکہ ایک لڑکا بھی دو برس کا ہے (یہ اور طرہ ہوا ع سمندِ ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا لاولدی کا عذر لنگ بھی رفع ہوا) مگر وہ عورت بدمزاج تھی اُس سے بنتی نہ تھی اسی لیے اُسے چھوڑ چھاڑ الگ کر دیا ہے بلکہ اس کا زیور بھی سب چھین کر ہماری بیٹی کو چڑھا دیا ہے اور لکھا پڑھی تو ہم نے کرا ہی لی ہے دس روپیہ مہینا بھی لکھوا لیا ہے بس اور کیا چاہیئے - اب میں ایسی اوندھی سمجھ والے باپ سے کیا کہتا اور وہ کون سا وقت تھا قاضی توزا تو یہ نرا تو بدل رہا تھا اپنے پنیچے کی تاک میں تھا - غرض نکاح ہو گیا - مبارک سلامت ہونے لگی - شہدون نے آواز لگائی " الٰہی سازگاری ہو - دولھا ست پوتا ہو " میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایک پوت تو پہلے ہی موجود ہے جس کو ماں سمیت حضرت نے نکال باہر کیا ہے اور بھی ایسے ہی ہوں گے رہی سازگاری اُس کی نظیر پہلی بیوی موجود ہے چور چوری سے گیا تو کیا ہیرا پھیری سے بھی جائے گا - عادت کیا کسی کی چھوٹتی ہے - اب فرمایئے کہ جب اس طرح والدین بیٹی کو کوئیں میں دھکا دے دیں تو پھر کیا ٹھکانا ہے

(بقیہ نوٹ بر صفحۂ آئندہ)

جب خداوند تعالیٰ نے فرمادیا کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) یک طرفہ روداد پر فیصلہ۔ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔
ہم کو نہیں معلوم کہ اُس نیک بخت کا کیا جھگڑا ہی پہلے بیوی کو اُس نے دودھ کی مکھی کی
طرح محض بدمزاجی پر نکال باہر کیا یہ بھی دولھا کی کمن ہی خدا جانے اس میں سچ کتنا اور
جھوٹ کتنا ہی سارا زیور اُس غریب کا چھین لیا۔ دو برس کا بچہ اُس کی گود میں اللہ اللہ
اکیلی ہوتی محنت مزدوری کرتی نوکری کرتی پیٹ پالتی اب اِس پیچھلیے کو لے کر کہاں جاے
کس کے در در کی ٹھوکریں کھاے۔ ان حضرت کو جو اپنی بیٹی دس روپیہ ماہوار بدل
رہے تھے کیسے اطمینان ہوا کہ بھی ہوا بلکہ اس سے بدتر اُن کی بیٹی کا نہ ہوگا لیکن
نہیں وہ تو اقرار نامے پر پھولے نہیں سماتے تھے گویا چوہے کی ہاتھ ہلدی کی گرہ لگ گئی
اور میں تھا کہ جل کر کباب ہو گیا۔ اقرار نامے کو تو یہ شہد لگا کر چاٹا کریں مگر اُس لڑکی بے چاری
پر کیا گزرے گی جو ایسے کہ شوہر کے پلے باندھی گئی ہی جس کے مُنہ کو پہلی بیوی کا خون
لگ چکا ہی۔ خدا کو معلوم ہی۔ یہ ہی دنیا کا حال نہ آگا دیکھیں نہ پیچھا دیکھیں۔ بس ہاتھ پکڑا دینے
سے کام۔ میری راے میں تو ایسی جگہ لڑکی کو ڈھکیلنے سے عمر بھر اُسے کوارا بٹھا رکھنا
بہت اچھا تھا کہ وہ سکھ سے تو رہتی ٹھنڈے دل روٹی تو کھاتی۔ اب بھی ہوگا وہی یعنی
تھوڑے دنوں میں وہ ماں باپ کے گھر میں تو ضرور آہی جاے گی لیکن کب۔ رنج و دکھ
سہہ کر ہڈی سے چمڑا الگ کرا اور شاید مار بھی کھا کر۔ پھر دس روپیہ مہینا ہی اور عدالت کا
دروازہ ہی نالش تولتی ہی مقدمہ بازی ہی لڑکی کی ڈولی کچہری چڑھ رہی ہی۔ یا دو سر پر ہاتھ دھر کر
رو رہے ہیں ہاے لڑکی کی تقدیر! بیوی ہی کہ میاں کے لئے لے رہی ہی کہ میں تو پہلے ہی

(بقیہ نوٹ برصفحہ آیندہ)

وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ اور پھر اس کے آگے یہ قید لگا دی کہ اگر تم سے عدل نہ ہو سکے اور ہرگز نہیں ہو سکتا تو ایک ہی بہت ہی تو اس کا مفہوم جو ہی ظاہر ہے محتاج توضیح نہیں۔ یہ ہم نے مانا کہ مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کے مجاز ہیں لیکن جواز فرضیت کی حد کو تو نہیں پونہچتا۔ ہر شخص کو اپنی مصلحت اپنی ضرورت اپنی حالت دیکھنی چاہیے اور حتی المقدور بھلی چنگی جان کو اس جنجال میں نہ پھنسانا چاہیے جو ہابل میں نہیں سماتا اور دُم سے باندھے چھاج۔

رباعی

رنج طفل ست دو جفاے ادیب | مرگ بیمار رودود اے طبیب
از دو حاکم خراب ملک و جہاں | از دو عورت خراب مرد غریب

خاص خاص صورتیں مجبوری کی ایسی ہیں مثلاً لاولدی یا اور کوئی ناگزیر سبب ہو تو جس کا جی چاہے جیتی مکھی نگلے۔ تعداد ازدواج کا رواج عرب مین کثرت سے

(بقیہ نوٹ صفحۂ گذشتہ) جھینک رہی تھی اور تمھین منع کیا ہزار طرح سمجھایا مگر مرغے کی ایک ٹانگ تم نے میری ایک نہ سُنی۔ دیکھتے بھالتے لڑکی کو جھونک دیا۔ میاں داماد سے جلے تو بیٹھے ہی تھے جوش آگیا گالی گلوج مارکٹائی کی شرط تو داماد نے اقرار نامے مین لکھی مگر اس شرط کو سسرے نے اچھی طرح پورا کیا۔ زلزلہ بر عضو ضعیف۔ داماد کا غصہ غریب بیوی پر نکالا کمھار پر بس نہ چلا گدھیا کے کان اینٹھے۔ یہ ہی حال ہماری سوسائٹی کا جو سفید پوش لکھے پڑھے اشراف کہلاتے ہین۔ افسوس صد افسوس ۱۲

تھا جس کی کوئی تعداد ہی نہ تھی اب چار پر آکر ٹھیری تو سمجھیے کہ بہت کچھ روک تھام ہوگئی۔ یہ مضمون فی نفسہٖ ایسا پیچیدہ اور مبسوط ہی کہ اس کتاب میں اِس اجمال کی تفصیل ناممکن ہی جس کو ضرورت ہو جناب شمس العلما ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب بالقابہ کی کتاب لاجواب محصنات دیکھ لے جس کا ماٹو یہ شعر ہی ؎

ہم معتقدِ دعویٔ باطل نہیں ہوتے
سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

اس کتاب میں دو بیبیوں کا دکھڑا اس خوبی سے لکھا گیا ہی کہ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شرعی اجازت کے متعلق جو مباحثہ عارف اور مبتلا میں بطور مکالمہ ہوا ہی وہ اِس قابل ہی کہ ہم یہاں بجنسہٖ نقل کر دیتے ہیں۔ عارف۔ ''کیوں صاحب تم نے کیا سوچا غور کیا؟ مبتلا۔ جی ہاں دوسرے نکاح کی ٹھیرائی ہی۔ عارف (چونک کر) ایں دوسرا نکاح! سچ کہو۔ مبتلا۔ کیا کروں میں بھی آدمی ہوں میرے سینے میں بھی دل اور دل میں خواہش ہی مجھ کو بھی موافق سے راحت ناموافق سے ایذا پہنچتی ہی میری زندگانی کا زمانہ بھی محدود ہی اور جوانی کا تو محدود نہیں بلکہ مختصر۔ میں بھی اتنی بات سوچتا ہوں کہ دنیا سے ایک بار جا کر پھر آنا نہیں اِن تمام باتوں پر میں نے نظر کر کے یہی فیصلہ کیا ہی کہ آخر مجھ کو آسایش ملے۔ عارف۔ بے شک آسایش جائز کو کون منع کر سکتا ہی۔ اور تم پر کیا موقوف ہی تمام آدمی کوشش کرتے ہیں اور سب کی کوششوں کا دینی ہو یا دنیاوی ماحصل ہی آسایش مگر غور طلب یہ بات ہی کہ جس کو تم نے آسایش سمجھا ہی وہ حقیقت میں بھی آسایش ہی یا نہیں۔

متبلا - آپ اطمینان رکھیئے میں سنے شرع ہی کے مطابق اپنی آسایش کی تجویز کی ہے کیا میں سنے نہیں کہا کہ دوسرے نکاح کی ضرورت پڑی اگر تیسرے نکاح کی عورت کو گھر میں ڈال لینے یا پانچویں نکاح پڑھا لینے کا نام لیتا تب ہی آپ نے کان کھڑے کیئے ہوتے - عارف - جواز تعدد نکاح کی نسبت تم نے جس طرح پر اپنا اطمینان کر لیا ہو ذرا مجھ کو بھی سناؤ - متبلا - میں تو آپ کے ادنی شاگردوں کی برابری بھی نہیں کر سکتا میرا کیا مقدور ہی کہ آپ کو سمجھاؤں مگر تعدد نکاح کی سند تو قرآن کی وہی ایک مشہور آیہ ہی وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ عارف - لیکن اسی کے آگے فرماتے ہیں - وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (یعنی اگر تم کو یہ خوف ہو کہ متعدد بیبیوں میں برابری نہ کر سکو گے تو ایک ہی بی بی کرو - اور اسی سورۃ اور اسی پارے میں اور آگے چل کر وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ (یعنی تم بہتیرا چاہو مگر تم سے یہ ہو ہی نہ سکے گا کہ عورتوں میں برابری کر سکو بس سارے کے سارے بھی ایک طرف کو مت جھک جاؤ کہ اُس بے چاری کو ادھر میں لٹکتا ہوا چھوڑ دو -

اب اِن دونوں باتوں کو ملاؤ کہ برابری نہ کر سکو تو ایک کرو اور تمھارے کیئے

سلہ اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ ہم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکیں گے تو عورتوں میں سے دو دو اور تین تین اور چار چار جتنی تمھاری خوشی ہو نکاح کر لو ۱۲

برابری ہو ہی نہ سکے گی۔ ایک شخص نے حال میں حرمت تعدد نکاح پر ایک کتاب لکھی ہو اُس کے نزدیک اِن دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بس ایک بی بی کرو۔ مبتلا۔ ایسی ہی ایسی تفسیریں کر کے تو لوگوں کے دین میں رخنے ڈالے ہیں۔ پیغمبر صاحب اور اُن کے صحابہ اور تابعین اور تمام بزرگانِ دین سب متعدد بیبیاں کرتے چلے آئے ہیں اُن کو بھی یہ یہ دونوں آیتیں معلوم تھیں اور قرآن کو بھی سب سے بہتر سمجھتے تھے اور اُن کا تدیّن بھی بہت زیادہ تھا مگر کسی نے تعدد نکاح کی ممانعت کا نتیجہ نہیں نکالا اور وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا الخ سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ جس برابری کی نسبت ارشاد ہو کہ تم سے ہو ہی نہیں سکے گی وہ پوری پوری برابری ہو یعنی عدل حقیقی کیوں کہ مطلق عدل سے قاعدے کے مطابق فرد کامل مراد لینی ہوگی اور وہ نہیں ہو مگر عدل حقیقی اور اسی لیئے فرمایا ہو کہ تم سے عدل حقیقی تو ہو نہیں سکے گا تو ایسا غضب بھی مت کرو کہ ایک ہی طرف کے ہو رہو اور دوسری کو لٹکا رکھو کہ بے چاری بیچ میں پڑی جھولا کرے اس سے معلوم ہوا کہ عدل حقیقی کے علاوہ کہ وہ اعلےٰ درجے کا عدل ہو اور انسان سے اُس کا ہونا ممکن نہیں ایک ادنیٰ درجے کا عدل مجازی بھی ہو کہ انسان صرف ایک ہی کا نہ ہو رہے بلکہ دوسری کی بھی خبرگیری کرتا رہے۔ چچا باوا کے رہتے میرے دل میں اِس بات کا کھٹکا تھا کہ ایک نہ ایک دن وہ ضرور مجھ کو ٹوکیں گے تو میں نے مولوی محمد فقیہ سے اِس مسئلے کی خوب تحقیق کی تھی۔ میری سمجھ میں تو یوں آتا ہو کہ پہلی آیۃ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً —— میں عدل سے

عدل مجازی مراد ہی کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہو کہ تم ادنیٰ درجے کا عدل بھی نہ کرسکو گے
اور بالکل ایک ہی کے ہو رہو گے تو ایسی صورت میں تم کو ایک ہی بی بی
کرنی چاہیے اور اگر تعدد نکاح مین عدل حقیقی مشروط ہو تو فی الواقع جیسا آپ
کہتے ہیں ممانعت ہوئی تعلیق بالمحال اور اگرچہ اس آیۃ میں بھی مطلق عدل ہم
اور چاہیے کہ یہان بھی عدل حقیقی مراد ہو مگر دوسری آیۃ مابعد وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا الخ
قرینۂ صارفت موجود ہی اور اگر خدا کو تعدد نکاح کی ممانعت ہوتی تو تعلیق بالمحال
کا پیرایہ اختیار کرنا کیا ضرور تھا صاف کہ دینا تھا کہ عدل حقیقی مقدور بشر
نہیں۔ اگر وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا سے ممانعت تعدد نکاح مراد ہو
تو معاذ اللہ اس آیۃ کی ایسی شال ہوگی کہ پوچھین ناک کہان ہی اور جواب میں
بائیں کان سے شروع کرکے گدّی کی طرف سے داہنی جانب ہاتھ لاکر بنایا جائے
کہ یہ ہی۔ عارف۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی محمد فصیح نے اس مسئلے کی اچھی
تحقیقات کی اور تم نے جو کچھ سمجھا میرے نزدیک نہایت درست سمجھا مگر پیغمبر
صاحب سے جو تم نے استشہاد کیا اُس کو میں نہین مانتا یہ دونون آیتیں عام
مسلمانون کے واسطے ہیں پیغمبر صاحب کے نکاح ان میں داخل نہین پیغمبر
صاحب کے لیے سورۂ احزاب میں ایک پورا رکوع موجود ہی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ[1]

پیغمبر صاحب کے لیے چار بیبیون کی قید نہ تھی اور اگرچہ آن حضرت ازدواج

---

[1] اے پیغمبر ہم نے تم پر حلال کردین تیری وہ بیبیان جن کے تم مہر دے چکے ہو ۱۲

طاہرات میں اپنی طرف سے عدل فرماتے تھے مگر خدا نے اُن پر اس کو بھی
لازم نہیں کیا تھا چنانچہ اُسی رکوع میں یہ آیۃ ہی تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ
وَتُؤْوِیْ إِلَیْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَیْكَ ـــــ یعنی اپنی بیبیوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے جدا رکھو اپنے
پاس جگہ دو اور جس کو چاہو بٹھا کر پھر بُلا لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔
اسی طرح پیغمبر صاحب کو بلا مہر بھی نکاح کر لینا جایز تھا اور یہ باتیں خصائص ونبادی
میں سے ہیں۔ اور کیا مصلحتیں پیغمبر صاحب کے اُن ذاتی معاملات میں مضمر
تھیں اس کی تفصیل ہی جس کے بیان کرنے کو بڑی فرصت چاہیے اسی طرح
صحابہ وغیرہ سے بھی استشہاد کرنے کو میں درست نہیں سمجھتا۔ مبتلا۔ از برا ے
خدا کہیں جلدی سے فرا بھی چلو کہ تعدد نکاح کے موید ہو یا مخالف۔ عارف
سخت مخالف۔ مبتلا۔ مذہباً یا عقلاً۔ یہ تو تم نے عجیب لغوبات پوچھی اس
سے تو معلوم ہوتا ہی کہ مذہب اور عقل دو چیزیں ہیں اور ممکن ہی کہ دونوں کی دو
راہیں ہوں حالانکہ میرا عقیدہ تو یہ ہی کہ مذہب مخالف عقل باطل۔ عقل مخالف
مذہب گمراہ۔ مبتلا۔ جس چیز کے جواز کے لیئے نص قرآنی موجود ہی اُس سے
آپ کو مخالفت کرنے کا سبب؟ عارف۔ بات یہ ہی کہ شارع نے مردوں
اور عورتوں کی معاشرت کے قاعدے ٹھیرا دیئے ہیں نکاح اور مہر اور نفقہ
اور طلاق اور خلع اور لعان اور ظہار اور رجعت اور رضاع وغیرہ جتنے معاملات
ہیں سب کے واسطے احکام ہیں۔ اگر اُن احکام کی پوری پوری تعمیل ہو تو کسی
قوم اور کسی مذہب کے زن و شوہر میں اس سے بہتر معاشرت ہو نہیں سکتی مگر

خرابی کیا اکرپڑی ہی کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے رسم اور مذہب دو چیزوں کو ملا کر اپنے طرز معاشرت کو آدھا تیتر آدھا بٹیر بنالیا ہی۔ مثلاً پردے سے چلو بلاشبہہ اسلام کا حکم ہی کہ بیبیاں پردہ کریں اور اس میں بھی شک نہیں کہ ایک پردے سے ہزار مفسدوں کا انسداد ہوتا ہی مگر جس سختی کے ساتھ ہم لوگوں نے پردے کو لازم کر لیا ہی افراط ہی شرع سے متجاوز پردہ نہیں ہی مگر قید اور قید جس قدر سخت اُسی قدر ایذادہ۔ نکاح ایک ایسا معاہدہ ہی کہ مرد اور عورت دونوں کی زندگانی کی کامیابی اور ناکامیابی راحت اور تکلیف خوشی اور ناخوشی اُسی پر موقوف ہی۔ معاہدہ تو ایسا عظیم الشان اور معاہدہ کرنے والے جن کو اس کا نباہ کرنا ہی اور جن پر اُس معاہدے کا اثر مترتب ہوگا اُس سے بے تعلق کیونکہ اکثر تو معاہدۂ نکاح ایسی چھوٹی عمروں میں ہو جاتا ہی کہ فریقین میں سے کسی کو بھی اُس کے نتائج کے سمجھنے کی اہلیت نہیں ہوتی اور اگر شاذو نادر ہوتی بھی ہی تو اظہار رائے کر کے بے شرم اور بے حیا اور بے غیرت اور منہ بولا کون کہلائے۔ پس معاہدۂ نکاح تو کرتے ہیں مثلاً زید اور ہندہ اور ایجاب و قبول کرتے ہیں اُن کے ولی۔ کھُلم کھلا پوری آزادی تو نکاح کے معاملے میں مرد عورت کسی کو بھی نہیں۔ رہ گئے دبے دبائے اشارے کنائے وہ بھی مردوں کے لیے بدنامی ہی اور عورتوں کے لیے فضیحت اور رسوائی۔ سب سے بڑا ظلم جو ہم نے اپنی عورتوں پر کر رکھا ہی یہ ہی کہ بیوہ کو دوسرا نکاح نہیں کرنے دیتے۔ ہزارہا اللہ کی بندیاں ہیں کہ اُنھوں نے شوہر کا منہ تک نہیں دیکھا اور نصیبوں پر ایسے پتھر پڑے کہ رانڈ ہوگئیں ہندوؤں کی طرح ستی ہو کر

ایک بار کا جل مرنا ساری عمر کے جلاپے سے ہزار درجے بہتر تھا مگر حرام موت سستی کیوں کر ہوں۔ دنیا میں ناک کٹتی ہے دوسرے انکل کس طرح کریں۔ غرض جیتی ہیں تو لطف حیاۃ نہیں اور مرتی ہیں تو اپنے اختیار کی بات نہیں تو اس کا مطلب کیا نکلا کہ شارع نے جو حقوق عورتوں کو دیے تھے وہ تو پورے پورے ہم نے اُن کو لینے نہ دیئے اور اپنے حقوق سے رتی بھر چھوڑنا نہیں چاہتے تو جو نسبت مرد اور عورت میں شارع کو رکھنی منظور تھی کیونکر باقی رہ سکتی ہے اور وہ نسبت کیا تھی اس کے لیئے میں تمھارے آگے قرآن کی دو آیتیں پڑھتا ہوں سورۂ بقر میں ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی جیسے عورتوں کی ذمہ داریاں ہیں ویسی راست معاملگی کے ساتھ اُن کے حقوق بھی ہیں اور مردوں کو عورتوں پر برتری ہے۔

پھر سورۂ نسا میں ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا —

عورتوں سے راست معاملگی کے ساتھ برتاؤ کرو پس اگر تم کو بھلی نہ لگیں تو عجب نہیں تم کو ایک چیز بھلی نہ لگے اور خدا اُس پر بہت سی بہتری کر دے۔

اب فرمائیے کہ تعدد نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ مبتلا۔ میں تو مذہب کا کوئی بڑا محقق نہیں مگر اسی طرح جو رو دین اگر زبردستی ہمارے گلے مڑھی جائیں گی تو جو حالت آپ نے بیوہ عورتوں کی بیان کی اُس سے بدتر ہماری ہوگی۔ بیوہ عورت کو خیر صبر کرنے کے لیئے ایک بات بھی ہے کہ شوہر نہیں ہے نہ سہی یہ کیا مصیبت ہے کہ عورت کو آنکھ بھر کر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا بات کرنے کی طرف طبیعت

رغبت نہیں کرتی اور آپ کہتے ہیں کہ زبردستی اُس کے ساتھ عاشقی کرو۔
اگر خدا کے یہاں ایسی ہی ہیکڑی ہی تو اُس کو اختیار ہی دوزخ میں ڈالے جہنم میں
جھونکے بندگی دبے چارگی مگر میں تو آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ ایسی مجبورانہ
عاشقی مجھ سے ہوئی ہی نہ ہوگی۔ عارف۔ بلاشبہ تم مغلوب طبیعت ہو رہے
ہو اور جب تک تمھاری یہ حالت رہے گی حقیقت مین تم سے خلاف طبیعت
کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ مبتلا۔ اسی میں تو آپ سے مدد چاہتا تھا کہ طبیعت پر
غالب آنے کی کوئی تدبیر بتائیے۔ عارف۔ جو تدبیر مجھ کو معلوم تھی اور معلوم کیا
تھی وہی ایک تدبیر ہی میں نے تو اُس کے بتانے میں دریغ نہیں کیا۔ پہر عمر بہر
تک تمھارے ساتھ اپنا مغز خالی کیا تم لاجواب ہوے اور چلتے چلتے تم سے
کہتا گیا کہ تم ان باتوں کو فرصت سے سوچنا اور موجبات ترغیب کے پاس نہ جانا۔
تم یوں سمجھو کہ حسن پرستی مرض ہی سوچنا دوا اور موجبات ترغیب سے دور رہنا پرہیز۔
بھائی مرض جسمانی بھی اگر مزمن ہوتا ہی تو اُس سے جلد صحت نہین ہوتی اور بعض
صورتوں میں برسوں علاج اور ساری عمر کے لیے پرہیز کرنا پڑتا ہی یہی حال ہی امراض
روحانی کا جن کا دوسرا نام ہی بُری لت۔ بدعادت۔ تمھارا علاج تمھارے
ہاتھ مین ہی کرو تو تم نہ کرو تو تم۔ مبتلا۔ آپ تو تعدد نکاح مین چند در چند طرح کے خدشات
پیدا کرتے ہیں اور بزرگان دین میں کوئی بھی اس سے خالی نہ تھا۔ عارف۔
جب ایک بات کی صراحت ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں تو ہم کو کسی بزرگ کے
قول و فعل پر نظر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک اور دوسرے یہ معاملات ہیں
شخصی جب تک کسی کی طبیعت کیفیت حالت ضرورت کا کچا حال معلوم نہ ہو ہم

بھلی یا بُری کوئی رائے ظاہر ہی نہیں کر سکتے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہی کہ جو لوگ اپنے لیئے اِس آزادی کو عمل میں لاتے تھے وہ عورتوں کی آزادی پر بھی مضائقہ نہیں کر سکتے تھے ہماری طرح اُن کا معاہدۂ نکاح مرنے بھرنے کا معاہدہ نہ تھا ذرا سی ناموافقت ہوئی مرد نے طلاق دے دی یا عورت نے خُلع کر لیا۔ تھوڑے تھوڑے مہر ہوتے تھے اُن کو معاہدۂ نکاح کا فسخ کر دینا ایک بات تھی نہ طلاق کا عیب نہ دوسرے نکاح کی عار تو اُن کی آزادی حق بجانب ہم کیا اُن کی ریس کر سکتے کہ ہماری بیبیاں لونڈیوں سے بڑھ کر بے اختیار دائم الحبس ناک چوٹی گرفتار اور پھر تعدّد نکاح سے جو بے لطفیاں اور بدمزگیاں خانہ داری میں پیدا ہوتی ہیں ہم دیکھتے ہیں تو کسی کو بھی اُس سے نجات نہ تھی۔ غرض اِس طول مقال سے یہ ہی کہ جو بے لطفیاں تعدد نکاح کو لازم ہیں کوئی خاندان بھی اُن سے محفوظ نہیں رہا۔ مبتلا۔ اب مجھ کو کون لطف حاصل ہی۔ عارف۔ تم آگ کے جلے ہوئے کو سینکتے ہو یعنی ایک بے لطفی کو دوسری بے لطفی سے دبانا چاہتے ہو مگر ممکن ہی کہ یہ دوسری بے لطفی آخر میں اِس پہلی بے لطفی سے زیادہ شاق ہو،، اسی مضمون پر خاکسار کی کتاب اقبال دُلہن بھی ہی جس میں دو جوروؤں کے خاوند کی خوب گت بنائی ہی دو جوروں کا موا جُھک جُھک پنجرا ہوا۔ سچ ہی کہ دو جوروؤں کا خاوند کیا ہی گویا دو بلّی میں ایک چوہا۔ یا چکّی کے دو پاٹوں میں دانہ یا سا جھے کی ہانڈی جو چوراہے میں پھوٹتی ہی ؏

شامت جو اُس کی آئی کیا دوسرا نکاح — سمجھا کہ چار شرع پیغمبر میں ہیں مباح
آئی مگر نظر نہ کوئی صورت فلاح — کیا ہی بُری وہ رائے تھی اور کیسی بد صلاح

فرصت نہ دی پھر اس کو نزاع و جدال نے
سب کچھ حرام کر دیا اک اس حلال نے

دسواں باب

کن لوگوں کو شادی نہیں کرنی چاہیئے

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ[1] (۱۸ نور)

بعض لوگ جن پر کنبہ کا بھاری بوجھ ہوتا ہی یا جن کے والدین ضعیف ہوتے ہیں اور اُن کی خبرگیری اُن کے سر ہوتی ہی شادی سے گریز کرتے ہیں اور تجرد کی زندگی بسر کرتے ہیں - اگرچہ ہر جوان آدمی کو عموماً شادی کرنی چاہیئے لیکن پھر بھی یہ امر بالکل ہر شخص کی حالت پر چھوڑا جا سکتا ہی ع ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند۔ جو شخص جورو بچوں کے سنبھال کی استطاعت نہیں رکھتا اُسے کبھی شادی نہیں کرنی چاہیئے - جوان آدمی جو تعلیم سے بے بہرہ ہیں اور اُن کے لیئے کوئی معاش کا ذریعہ بھی نہیں ہی اُن کے لیئے آنکھ بند کر کے شادی کر لینا بھلی چنگی

[1] اور جو لوگ نکاح (کرنے) کا مقدور نہیں رکھتے اُن کو چاہیئے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے ۱۲

جان کو عذاب میں پھنسا لینا ہی کیوں کہ شادی کے ساتھ اخلاقی اور مالی دونوں قسم
کی ذمہ داریاں لگی ہوئی ہیں بعض لوگ کماؤ تو ہیں مگر تنگی ترشی سے گزر کرتے ہیں اُن کو
غور کر لینا چاہیئے کہ اکیلا شخص تو بھلی بُری کسی طرح بھی گزران کر سکتا ہی لیکن ایک کی
جگہ جب دو اور پھر بال بچے ہوے تو کیوں کر بسر ہوگی ایسی حالت میں بیوی بچوں کی
بیڑی پاؤں میں ڈالنا بہت غور طلب امر ہی۔ جو لوگ فضول خرچی کے عادی ہیں اور من
مانے روپیہ برباد کرتے ہیں اگر وہی کفایت شعاری کو مد نظر رکھ کر خرچ میں کتر بیونت
کر لیں تو ایک شریفانہ زندگی بسر کرنے کے لیئے کافی ہو سکتا ہی۔ ہر شخص کی حالت
جدا ہی جو آمدنی ایک شخص کے لیئے ناکافی ہو سکتی ہی اُتنی ہی دوسرے کے لئے اللّلے
تللّے اُڑانے کو بس ہی۔ اِس لیئے اس بارے میں کوئی عام قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا
ہر شخص کی حالت جُدا ہی اُس کے ضروریات جُدا ہیں۔ پس جتنی چادر دیکھو اُتنے ہی
پاؤں پھیلانا دانش مندی کا اصول ہی۔ اکثر ڈاکٹروں کی راے ہی کہ جن لوگوں میں
موروثی رجحان سل یا دق کا ہو اُن کو شادی نہیں کرنی چاہیئے کیوں کہ خود اُن کی تندرستی
محل خطر میں رہتی ہی۔ بوجہ بیماری کے کمانے کھانے کی سکت بھی نہیں رہتی۔ ایسے
روگیوں کی اولاد بھی ضرور روگی ہوگی اور ایسے بچوں کے قبل از وقت مرنے کا بھی
خدشہ ہی اور اسی قسم کی بہت سی وجوہ ہیں جو دائم المرض اشخاص کی شادی میں حائل
ہیں۔ میں نے بہت سے مسلول اور مدقوقوں کو دیکھا ہی کہ شادی تو اُنھوں نے کر لی لیکن
بعد میں وہ متحمل نہ ہو سکے اور مناکحت کی حالت میں اُن کے قویٰ اور گھٹنے لگے اور
گو دو تین برس میں بچے بھی پیدا ہو گئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد خود بھی شکار اجل ہو گئے
اور بیوی کی گردن پر مریض بچوں کا وبال چھوڑ گئے جو بحالت بیوگی اُس کے سنبھالے

نہین سنبھلتا اور نہ ایسی دایم المرض اور بھنکتی ہوئی اولاد سے آیندہ ماں کو کسی قسم
کی امداد پونہچنے کی توقع ہوسکتی ہو یہی حال مسلول اور مدقوق عورت سے شادی کرنے
کا ہر وہ بے چاری بھی جب تک زندہ رہتی ہو رینگتی رہتی میاں تیمارداری کرتے کرتے بوکھلا
جاتا ہو اور اگر بدنصیبی سے دو ایک بچے ہو گئے تو اور لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں
تھوڑے سے ہی دنون مین ماں ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر قبرستان جا بساتی
ہی شوہر بیچارہ جب تک بیوی زندہ رہی علاج معالجہ کی دوا دوش میں رہا اور
آخر کار بچوں کی پرورش اُس کے گلے پڑی - پس مریض اور کمزور مرد یا عورت کو کبھی
شادی نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ تجرد کی حالت میں تو خیر کچھ دن جی بھی سکتے ہیں لیکن
شادی کے بعد ازدواجی تعلقات کی وجہ سے رہی سہی طاقت سلب ہوجاتی ہو
جس سے کمزوری پر کمزوری ہو کر موت بہت جلد سامنے آ کھڑی ہوتی ہی - سل
اور دق کا مرض اکثر خاندانی ہوتا ہو گو مریض کی حالت بظاہر تردد انگیز نہ ہوتا ہم جس
خاندان مین یہ مرض ہو کبھی شادی نہیں کرنی چاہیے یہی حال دیوانگی کا ہر وہ بھی متوارث
ہی آتشک کے مریضون کی حالت ہم اوپر بصراحت لکھ آئے ہیں مزید اعادہ
کی نہیں - آتشک اور سوزاک کے مریضوں کو کبھی شادی نہین کرنی چاہیے جب تک
کہ اُن کو طبی میکروسکوپیکل امتحان سے پوری طرح اطمینان نہ ہو جاے
کہ اُن کا خون اِن امراض کے جرم سے پاک ہی ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں
گے - خود تو مصیبت میں تھے ہی اپنے ساتھ بیوی بچوں کا بھی ستیاناس
کرین گے - بعض لوگ دکھاوے کو شرما شرمی شادی کر لیتے ہیں مگر بعد میں
قلعی کھلتی ہی - ڈھکی چھپی باتین کھل جاتی ہیں اور اُلٹے استرے سے ناک

کٹ جاتی ہو۔ پس جو لوگ پیدائشی یا کسی خارجی اسباب سے بعد میں مناکحت کے قابل نہ رہے ہوں اُن کے لیئے بھی یہی اچھا ہو کہ وہ شادی کر کے کسی کی بیٹی کو اپنے ساتھ زندہ درگور نہ کریں۔



گیارہواں باب

کس قسم کی بیوی پسند کرنی چاہیئے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ (۵ نساء)

یورپ میں پردے کی پابندی نہ ہونے سے اتنا تو ہو کہ جس سے معاملہ پڑنے والا ہو اُس کو وہ خود دیکھ لیتا ہے۔ دولہا اور دُلہن ایک دوسرے کو نہ صرف دیکھ لیتے ہیں بلکہ کورٹ شپ کے زمانے میں ایک دوسرے کی عادات سے واقفیت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کی سی آنکھ مچولی کی شادی نہیں ہوتی کہ دولہا دُلہن دونوں اجنبی محض ہوتے ہیں بس سارا معاملہ توکل پر ہوتا ہو لگا تو تیر نہیں تو تکا۔ پس ہمارے ہاں کے شادیوں میں اور یورپ کی شادیوں میں زمین آسمان کا فرق ہو۔ وہاں دولہا دُلہن کو اور دُلہن دولہا کو پسند کر لیتے ہیں اور تمام تر ذمہ داری

سلہ تو جو نیک (بیبیاں) ہیں (مردوں کا) کہا مانتی ہیں اور (اُن کے) پیٹھ پیچھے (ہر ایک چیز کی) حفاظت رکھتی ہیں ۱۲

آیندہ کی بھلائی بُرائی کی خود اُن کے سر رہتی ہی اگر آگے چل کر کچھ خرابی پڑی تو خود کردہ را علاجے نیست کہہ کر صبر کر لیتے ہیں مگر ہمارے ہاں کے دولہا دلہن تو ماں باپ کے پسند کے ہوتے ہیں۔ لڑکے تو خیر کچھ دخل در معقولات دے بھی سکتے ہیں مگر لڑکی بے چاری کو تو جس بھلے مانس کا ہاتھ پکڑا دیا جاے بس وہ اُس کی ہولی۔ لڑکیوں کو بولنے کا حکم نہیں اگر بول اُٹھے تو اُس کو نکو بنادیں بے شرمی کا ڈنکا پیٹ دیں۔ گو شرعاً منگیتر کو نکاح سے قبل دیکھ لینا جایز بلکہ مستحسن ہی مگر اس ملک میں وہ بھی ناممکن ہی۔ جہاں لڑکی جوان ہوئی اُسے اور زیادہ چھپانے لگتے ہیں حتیٰ کہ آئی گئی عورتوں کے سامنے بھی نہیں نکلنے دیتے۔ بہرحال حالت موجودہ میں شادیاں دھڑتے سے ہوتی چلی جاتی ہیں اسی میں آگے جاکر خوش نصیب بدنصیب دونوں نکلتے ہیں۔ کسی کے کیئے گھی کے گھڑے کسی کے کیئے پتھر پڑے۔ اب یہ مصداق

ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ہم کو دیکھنا یہ ہی کہ ایسی حالت میں ہمارے لئے کون سا محفوظ طریقہ ہی کہ رسم درواج بھی قایم رہے اور کچھ کام بھی سُدھر جاے۔ سب سے پہلے تو ہم کو غور کرنا چاہیے کہ بیوی کے لیئے فی الاصل کیا صفات درکار ہیں اور ہم ڈھونڈتے کیا ہیں۔ یہ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہی ہر شخص کی راے جدا پسند جدا مذاق جدا۔

ع وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ[۱]

---

[۱] ہر شخص کی پسند جدا جدا ہی ۱۲

بڑی صفت تو اخلاق حسنہ کی ہے مگر ہم لوگ تو صرف پیلی چمڑی ڈھونڈھتے ہیں اور کچھ نہیں کچھ ہو نہ ہو مگر دُلہن خوب صورت ہو۔ فی الواقع خوب صورتی بھی ایک قابل قدر جوہر ہے مگر کیا سب جا جو جا کر ہمارے دیکھنے کی چیز ایک صورت شکل ہی رہ گئی ہے۔ اگر یہی خیال ہے تو بسم اللہ ہی غلط ہے۔ شریفوں کے لئے صورت شکل کی پرچول عبث ہے۔ حسن چلتی پھرتی چھاؤں ہے آج ہے کل نہیں ہے

رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر مانند بوئے گل اِدھر آئی اُدھر گئی

بہار کے ساتھ خزاں کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ آج جو حال ہے کل نہیں ہے۔ آج جس چہرے مہرے پر فریفتہ ہیں کل اُسی کو دیکھا کہ جھریاں پڑ گئیں۔ رنگ جو میدہ اور شہاب تھا وہ دیکھتے دیکھتے ہوا ہو گیا۔ جس زلف پر پیچ میں دل اُلجھا ہوا تھا آج وہی سفید گالا ہو گئی۔ ہے

وہ زلف جو کبھی دلِ عاشق کا جال تھی

خود دوش پر ہمارے بلا تھی وبال تھی

جُٹواں بھویں جو دلِ عاشق کے لئے دو تیغے تھے اور کمان اور طاق سے تشبیہ دی جاتی تھی آج وہ خود بخود ڈھنڈ لگی ہیں تیغے تو تیغے اب کند چھری کی بھی حیثیت نہیں رہی محراب اور طاق ابرو کی جگہ اب تو وہاں ویران ڈھنڈر پڑا ہے کٹورا سی آنکھوں نیبو کی پھانکوں کا یہ حال ہے کہ اب وہ ضعف بصارت میں مبتلا ہیں۔ پلکیں جو تیر نیم کش (نیموں) تھیں اب وہ پل پل کی خیر منا رہی ہیں۔ رخسار جن پر نگاہ پھسلتی تھی اب وہ نگاہ میں بھی نہیں بھرتے۔ وہ صراحی دار گردن جس میں سے پان کی سرخی جھلکتی تھی اب وہاں موٹی موٹی نیلی رگیں کھڑی ہیں۔ ہونٹ جو گلاب

کی پنکھڑی سے تھے وہ پپڑیاں بندھ کر مرجھا گئے۔ دانت جو موتیوں کی لڑی اور
ہیرے کی کنی تھے بے زار ہو کر اپنی جگہ چھوڑ رہے ہیں کھنڈ انے پڑ گئے ہیں
کہ روٹی تک نہیں چبتی۔ کمر جو جوانی میں معدوم تھی اب وُہ ہی ہو کر سامنے موجود ہے۔
ساعد سیمیں و ساق بلوریں مُرمُروں کی تھیلیاں معلوم دیتی ہیں پاؤں جو دل عاشق کو
پامال کرتے تھے آج اپنے تن و توش کو بھی نہیں سنبھال سکتے۔ بوٹا سا قد جو سرو
کو شرماتا تھا آج جھک گیا اور پیٹھ میں کبھ نکل آیا۔ یہ حال ہے اُس حسن کا جس پر
ہم جان جاں دیتے ہیں۔ مرد تو خیر کہنے کو سانڈ پایا ٹھا ہے مگر عورت تو سچ مچ کی بیسی گھسی
ہے۔ اوائل عمر کی شادی۔ چار دیواری کے اندر کی قید بھلا پنپے تو کیوں کر۔ اُس پر
عورت کے لئے جننا لگا ہوا ہے جس کی نسبت سچ کہا ہے کہ جننا اور مرنا برابر۔ پھر
بچوں کا دودھ پلانا اور چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی پرورش۔ غرض یک سر و ہزار
سودا۔ پس صورت شکل تو نرا ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔ بس اتنا دیکھ لینا کافی ہے کہ لڑکی
آنکھ ناک سے نکھ سکھ ہے۔ نہ پدمنی ہو کہ لوگ غش کھائیں نہ ایسی ہو کہ کوئی نام
دھرے۔ آدمی کا بچہ ہو۔ جس چیز کو کچھ بقا ہے وہ حسن سیرت ہے جس سے تمام عمر کام
پڑتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اُسی کی طرف سے تغافل کیا جاتا ہے۔ پس سب سے پہلے عورت
کی خو بو اور مزاج کو دیکھنا چاہیے ؎

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اُس نے بھر پایا

خلاصہ یہ ہے کہ خوب صورت بدسیرت سے بدصورت خوش سیرت بدرجہا بہتر ہے۔
لیکن کٹھن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ سیرت معلوم ہو تو کیسے۔ ولایت کی طرح یہاں کورٹ شپ

کہاں - یہاں تو پرندہ پر نہیں مار سکتا - پھر آدمی کی خو بو ایسی چیز نہیں ہی کہ گھڑی دو گھڑی صورت دیکھنے یا معمولی نشست و برخاست میں معلوم ہو سکے اس کو تو برسوں چاہئیں ؎

تواں شناخت بیک روز از خصائل مرد · کہ تا کجاش رسید ست پایگاہ علوم

ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو · کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

ہمارے ہاں دلہن کا انتخاب مشاطاؤں کی چکنی چپڑی باتوں پر موقوف ہی بہت کیا تو ماں بہن یا کوئی بڑی بوڑھی چوری چھپے لڑکی کو دیکھ آئیں - صورت دیکھ کر باچھیں کھل گئیں مگر دل کی کسے خبر

ع اے بسا ابلیس آدم مردے ہست

اگر شادی پردیس یا غیر جگہ ٹھیری ہی تو سوا صبر و شکر کے چارہ نہیں اگر شہر کے شہر میں ہی تو یا آپس میں ہی تو کچھ دیکھ بھال سکتی ہی - بہر حال جس نہج پر دنیا چل رہی ہی چلنے دیجئے - خدا پر بھروسہ کیجئے اور ماں باپ کی راے پر معاملہ کو چھوڑ دیجئے اُن سے جہاں تک ممکن ہو گا تم کو دیدہ و دانستہ بُری جگہ نہ ڈھکیلیں گے - اپنی سی بہت کچھ کریں گے پھر وہی بات آئی کہ اب آگے تقدیر ماں باپ کے جنم کے ساتھی ہیں کرم کے نہیں - آپس میں جہاں کہیں رشتہ ناتا ہوتا ہو وہاں کا حال تو پھر تھوڑا بہت معلوم رہتا ہی مگر غیر جگہ تو بالکل اندھیری کوٹھری ہی ہی - جہاں بات لگے اگر لڑکے یا لڑکی کو ناپسند ہو تو یہ شرم کا وقت نہیں ہی اس وقت کا سکوت عمر بھر آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہی گو کوئی مُنہ پھٹ ہی کیوں نہ کہے تاہم بولو اور ضرور بولو - ماں باپ کا فرض ہی کہ

لڑکے اور لڑکی کی مرضی کی ٹوہ لیں کیوں کہ نباہ اُن کو کرنا ہو شادی بیاہ کے
معاملے میں سب سے زیادہ اُنہیں کو دخل ہو نہ ماوشما کو اور سب باتوں پر
دولہا دُلہن کی مرضی مقدم ہو ماں باپ کبھی اپنے سر ذمہ داری نہ لیں ورنہ کل کو
چھدا اُن پر رہے گا کہ ہم سے پوچھا ہی کس نے تھا۔ ہم کو تو زبردستی پکڑ کر
جوت دیا۔ مینڈک کی پانی پر جان جاتی ہو لیکن پانی دیکھ کر کبھی وہ کوئیں میں نہیں
کود جاتا کہ وہاں سے نکلنا محال ہو۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تیل دیکھیں نہ
تیل کی دھار۔ چٹ منگنی پٹ بیاہ تو ہم کو مردوں کی عقل پر تعجب آتا ہو کہ وہ مینڈک
سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ جو شخص ڈر کے مارے شادی ہی نہیں کرتا خیر
بھی وہ اپنے دل کا مختار ہو لیکن غضب تو وہ کرتے ہیں جو دباؤ میں آکر شادی تو
کر بیٹھے ہیں مگر مرضی کے خلاف اور ایسی جگہ جو ناپسند ہو۔ ہر شخص کے
لئے اپنی بیوی میں چند چند صفات دیکھ لینی ضرور ہیں اگر تم نے گڈے گڑیا کی
طرح ایسی لڑکی سے شادی کر لی جو ایک گوبر کا چوتھ ہو تو یاد رکھو کہ گو چند مہینے کیا
شاید برس دو برس بھی چاؤ چونچلوں میں گزر جائیں۔ كُلُّ جَدِيدٍ لَذِيذٌ[۹۱]
لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی جب ملمع اُتر جائے گا تو تانبے کا
تانبا نکل آئے گا۔ کبھی کوئی ایسا عام قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ جس سے ہمیشہ
کے لئے سلوک کا اطمینان ہو سکے۔ لیکن پھر بھی چند گُر کی باتیں پلے باندھنے کے
قابل بتلائی جا سکتی ہیں جن کی پابندی سے سراسر فائدہ ہی فائدہ ہو اور جو اُن پر

---

۹۱ نئی چیز تو کوئی سی بھی مزے کی ہوتی ہو ۱۲

ہ چلے وہ ضرور گھاٹے میں رہے گا۔ سب سے اول صحت جسمانی کا خیال رکھو
م زور اور دائم المرض دھان پان پھول سونگھ کر جینے والی عورت کبھی زوجیت
کے قابل نہیں ہے چہ جائیکہ وہ بچے پالے۔ شادی صرف شہوانی خیالات سے
عورت قوائے بہیمیہ کی پابجائی کی مشین نہیں ہے بلکہ وہ گھر کی گھر والی تمہارے
دکھ۔ آرام و راحت کی شریک ہے۔ یاد رکھو کہ اگر مرد میں وہ قوت ہی نہیں
جو شادی کی بنا ہے تو میاں بیوی میں کبھی سچی محبت ہو نہیں سکتی یا یہ کہ عورت
سی کم زور ہے کہ یا اُسے ایسے نسوانی امراض ہیں کہ وہ شادی کے لوازم کی
ل نہیں ہو سکتی یا ہو سکتی ہے تو اُس کی جان پر بن جاتی ہے تو ایسی عورت
زاج چڑچڑی ضرور ہو گی جس سے نباہ ناممکن ہے برخلاف اِس کے الفربہ خواہ
وہ مرد آدمی موٹی بھینس عورت بس روٹیاں توڑنے کی ہوتی ہے جو چھوڑین میں
سر سلاؤں بھیجا کھاؤں کی مصداق ہے۔ ایسی عورت اکثر بانجھ ہوتی ہے یا اگر
بچے بھی ہو گئے تو کم زور وہ خود ایسی ٹھس ہو گی کہ جہاں بیٹھ گئی بیٹھ گئی۔ گھر کا کام
ج اُسے دو بھر ہو جائے گا۔ بچوں کو وہ خود نہ سنبھال سکے گی ایک نرس
جتی اور سر پڑے گی غرض یہ کہ یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔ شروع شروع
شس جوانی میں یہ باتیں کچھ معلوم نہیں دیتیں مگر جب انسان اپنی اصلی حالت پر
آتا ہے تو دُلہن بننے کے وہی حرکات جن پر پہلے دل و جان فدا تھے۔ قدم پر
اُٹھتی۔ زہر سے زیادہ بُرے معلوم دینے لگتے ہیں۔ جس لڑکی کی رنگ
دہ ہو چہرے پر مرجاہٹ ہو۔ نازک مزاج کچے دل کی ہو۔ ذرا سی بات
سے دہل جائے۔ کم خوراک ہو۔ ذرا دو قدم چلے کہ دھڑکن ہو جائے۔ ذرا سا کام

گیا کہ سانس پیٹ میں نہیں سماتا جو ہمیشہ کمزور اور پژمردہ ہو۔ کمر میں درد کی شکایت
کرتی ہو یا خاص قسم کے عوارض مثل بے کلی وغیرہ کے ہوں جو مستورات سے
مخصوص ہیں ایسی عورت کبھی شادی کے قابل نہیں۔ پچھلے باب میں ہم کنسمپشن
(سل) کا ذکر کر آئے ہیں اُس کی تھوڑی سی توضیح ہم اور کرنی چاہتے ہیں جب
کبھی اس مرض کا ذکر آتا ہے تو اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ بیماری صرف پھیپھڑوں
کی بیماری ہے اور چند مہینے کی کھانسی اور نقاہت کے بعد موت واقع ہوجاتی ہے
لیکن اسی بیماری کا نام ٹیوبرکیولاسس بھی ہے وہ شش کے علاوہ ہڈیوں اور لمفیٹک
گلینڈز پر بھی چھاپا مارتی ہے۔ جب اس کا دھاوا ہڈیوں پر ہوتا ہے تو اس کا نام وہیٹ
سولنگ (سفید آماس) ہوتا ہے۔ کبھی گھٹنی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ٹانگ
قطع کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اکثر کولھے پر اس کا اثر ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اس کو
"کولھے کا مرض" کہتے ہیں۔ بعض وقت اس کا اثر ریڑھ کی ہڈی پر ہوتا ہے جس کی
وجہ سے ریڑھ کی ہڈی خمیدہ ہوجاتی ہے اور اسی طرح دوسری ہڈیاں بھی اس کم بخت
مرض کی شکار ہوتی ہیں اور اس میں آدمی بڑی تکلیف سے گھل گھل کے مرتا ہے۔
ٹیوبرکیولاسس۔ لمفیٹک گلینڈز پر بھی اثر کرتا ہے جس کی وجہ سے غدود پھول کر
بڑے ہوجاتے ہیں جن پر جراحی آپریشن ہوتا ہے بعض وقت افاقہ ہوجاتا ہے ورنہ
وہ بھی موت کا پیش خیمہ ہے۔ اس مرض کا اثر خواہ شش پر ہو یا ہڈیوں پر یا غدود پر
ہے ایک ہی مرض۔ یہ مرض بالکل متوارث ہے پس جس لڑکی کے خاندان میں
یہ بیماری ہو کبھی بھول کر بھی اُس سے شادی نہ کرنا۔ اس مرض کا دریافت کرنا ذرا
مشکل ہے کیوں کہ فیملی ڈاکٹر سے صحیح صحیح حالات معلوم ہونے کی توقع نہیں۔

جس طرح بیمے کی کمپنیاں باپ دادا بھائی بہنوں کے اسباب مرگ معلوم کرا کے قایم کرلیتی ہیں ہمارے لئے بھی یہی طریقہ مناسب ہی کہ لڑکی کے خاندان کے بڑے بوڑھے اکثر کس کس بیماری میں مرے ہیں خارجی طور پر دریافت کرلیں رہے اُن کے نام یہ بات شجرۂ خاندانی سے جو بطور نام نویسی کے آتا ہی معلوم ہوسکتی ہی۔

یورپ میں عورتیں کس قدر ترقی کرگئی ہیں۔ تعلیم میں وہ مردوں سے کسی طرح ہیٹی نہیں آزادی اُن کی مردوں کے برابر ہی جب وہاں یہ کہنا ہی کہ عورتوں کو مردوں نے پس پشت ڈال دیا ہی نہ اُن کو تعلیم برابر دی جاتی ہی نہ اُن کی جسمانی حالت قابل اطمینان ہی تو واسطے بہر حال ہمارے جہاں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ مرد اپنے حلوے مانڈے کی خیر مناتے ہیں خود تو ہر بات میں ترقی کرتے جاتے ہیں اور ترقی کے وسائل بہم پہنچاتے جاتے ہیں اُن کے لئے بڑی بڑی تعلیم گاہیں کھلی ہوئی ہیں دنیا بھر کی نعمتیں اُنھیں کے واسطے ہیں لیکن سچے دل سے کہیں کہ عورتوں کے واسطے ہم نے کیا کیا اور کیا کر رہے ہیں۔ ہاں اتنا تو ہوا کہ عورتیں دو چار کتابیں اُردو کی پڑھ لیتی ہیں کچھ ٹوٹا پھوٹا لکھنا بھی سیکھ لیتی ہیں مگر کیا اس سے وہ مردوں کے ہم پلہ ہوسکتی ہیں کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب ہماری غفلت کا نتیجہ ہی از ماست کہ بر ماست۔ ہم نے نصف قوم کو بے کار کر رکھا ہی۔ ہماری ایک کی آنکھ میں روشنی ہی اور دوسری اندھی ہی۔ عورتوں کو اس حالت میں رکھ کر ہم اپنی اولاد یا یہ کہو اپنی قوم کی ریڑھ مار رہے ہیں۔ بچوں کی پرورش کی جگہ ماں کی گود ہی وہ ماں ہی سے خو بو پکڑتے ہیں جب ماں ہی کے سے

اس قابل نہ ہوگی تو وہ بچوں کو کیا خاک اچھی طرح اٹھاسکے گی۔ مرد اور عورت کا ٹھیک ٹھیک جوڑا ملنے کے لیے اور کئی باتیں غور طلب ہیں۔ سب سے پہلے مناسبت جسمانی کو لیجیے بیوی ہتھنی کتنی ہو اور میاں دُبلے پتلے یا اس کے برعکس تو بھی جوڑا ٹھیک نہیں حتی المقدور ہر بات میں مناسبت درکار ہے۔ صورت شکل میں بھی اس کا لحاظ ضرور ہے۔ خوب صورت بیوی بدشکل مرد کو خاطر تلے نہ لائے گی سہ

چاہتے ہیں خوب رویوں کو آپ کی صورت تو دیکھنا چاہیئے
غافل ان مہ طلعتوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے

اور اگر میاں خوب صورت ہو اور بیوی بدصورت تو پھر تو لٹیا ڈبو دی۔ اسی طرح امارت کا حال ہے میاں امیر ہوا اور بیوی غریب تو سسرال والے لڑکی کو بن ڈالیں گے بات بات میں کچوکے دیں گے تیرا باوا ایسا تھا تیری متیا ایسی تھی۔ اگر بیوی امیر ہے اور میاں غریب تو پھر کان پکڑ کر اٹھائے بٹھائے گی زرخرید غلام سے زیادہ وقعت نہ ہوگی پس روپیہ پیسے کے لالچ میں آکر ہرگز شادی نہ کرو محبت کے مٹھی بھر چنے نااتفاقی کی پلاؤ کی رکابی سے بہتر ہیں۔ شادی تو دوراندیشی سے سب پہلوؤں پر غور کر کے کرو ایسی جگہ شادی نہ کرو جو تمھاری جوڑ نہ ہو تم تو خوش حال ہو اور وہ بھکڑ یا تم خوب صورت ہو اور وہ بدصورت یا تم خواندہ ہو اور وہ جاہل۔ اس میں شک نہیں کہ امیر بیوی ہو اور سونے کی چڑیا لیکن کہیں امیری کے پیچھے اور باتوں کو نظر انداز نہ کرنا کیوں کہ امیر اور خوش حال بیوی گو اچھی ہے مگر بیوی میں صرف امیری ہی کی صفت درکار نہیں ہے بلکہ اور دوسری ضروری صفات بھی ہیں جو اس سے

زیادہ اہم ہیں۔ امیر جورو ملنے سے تمہارا ہاتھ ضرور کھل جاے گا مفت کی دولت
ہاتھ لگے گی لیکن یاد رکھو کہ قدر اُسی دولت کی ہوتی ہی جو اپنی گاڑہی کمائی کی ہو ورنہ
ایسی دولت کا درد تم کو کیا ہوگا ضرور مفت کا مال تم کو بد راہ چلاے گا۔ اور پھر
جورو کا مال وہی کھاے گا جسے غیرت نہ ہو۔ دینے سے گئے اُ لٹے اُسی کا
مال ہضم کیا۔ سبحان اللہ یاد رکھو کہ انسان کہ غنی تر اند محتاج تر اند۔ آدمی کو کیا چاہیئے
تن ڈھکنے کو کپڑا اور پیٹ کو روٹی۔ نہ کچھ ساتھ لاے ہو نہ لے جاؤ گے۔ جو لوگ
ممسک ہیں وہ اپنے آرام و آسایش میں صرف کرنے سے بھی دریغ کرتے ہیں
جب اُن کی دولت خود اُن کے کام نہیں آئی تو بھلا دوسروں کے کیا کام آنے والی
ہی۔ دنیا میں ایسے بہت کم امیر ہیں جو چین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایسے لوگ
مار گنج سے زیادہ نہیں وہ اپنے روپیہ پر اس سے زیادہ اختیار نہیں رکھتے۔
جیسے کہ ہم بینک کی لکھو کھا دولت کو اپنا سمجھ لیں۔ صبر و شکر اور قناعت کے
ساتھ جو اللہ نے دیا ہی اُس میں راضی خوشی بسر کرنا بس یہی عمدہ اصول ہی آدمی نہ
لکھ لُٹ ہو نہ ایسا ہو کہ چمڑی جاے مگر دمڑی نہ جاے۔ تفاوت عمر بھی بڑی
چیز ہی۔ عموماً عورت مرد سے چار سال پیشتر بالغ ہو جاتی ہی کم سے کم اتنا فرق
میاں بیوی میں ہونا ضرور ہی۔ بعض وقت لڑکیاں بارہ تیرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی
ہیں اور بعض کا اُٹھان ایسا ہوتا ہی کہ اس سے پہلے ہی وہ جوان معلوم
دینے لگتی ہیں لیکن بہت جلد جوان ہو جانا کچھ اچھی بات نہیں ہی بلکہ ایک قسم
کی نقص ہی جلدی جوان ہونا جلدی بڑھاپا لاتا ہی۔ اگر تم کسی باغ میں جاؤ تو دیکھو گے
آڑو وغیرہ کسی قسم کے پھل دار درخت میں سارے پھل پکتے ہیں مگر کوئی ایک آدھ

پک گیا ہو۔ جلد پک جانے والا پھل دیکھنے میں تو اچھا ہوگا لیکن جب اُسے تراشو گے تو ضرور اُس میں کیڑا لگا ہوا ہوگا یا کوئی نہ کوئی نقص ہوگا۔ جو پھل اپنی مدت مقررہ پر پکتا ہو وہ بالیدہ اور اچھا ہوتا ہو کیوں کہ پوری مدت گزر جانا اُس کی تکمیل نشو و نما کی دلیل ہو اور جو قبل از وقت پک جاتا ہو وہ ادھ کچرا اور ناقص ضرور ہوتا ہو۔ میاں بیوی میں زیادہ عمر کا تفاوت نہ ہونے کی ضرورت اِس سے بھی ہو کہ عورتوں میں عموماً چالیس پینتالیس سال کی عمر میں ماہانہ معمول کم ہوتے ہوتے بند ہو جاتے ہیں جس سے عورت کی حالت میں بڑا تغیر واقع ہوتا ہو۔ اس کے بعد عورت کو مرد کی خواہش اصلی حیثیت میں باقی نہیں رہتی یہ وہ زمانہ ہو کہ عورت جوانی کی حد سے نکل کر بڑھاپے میں قدم رکھتی ہو۔ ایسی حالت میں اگر مرد جوان ہو تو اُسے مشکل کا سامنا ہوتا ہو عورت مرد کی طرف رُخ نہیں کرتی اور مرد کے خواہشات بدستور باقی رہتی ہیں تو یا تو مرد دوسری جگہ جھک مارتا ہو یا بیوی سے کشیدہ ہو جاتا ہو۔ یہی حال مرد کا ہو کہ مرد کی حالت میں انحطاط پینتالیس اور ساٹھ سال کے درمیان شروع ہو جاتا ہو لیکن اگر عورت جوان بیٹھی ہو تو مرد پر زیادہ بار پڑتا ہو اور متحمل نہیں ہو سکتا جس کی وجہ سے اور زیادہ کمزوری ہو جاتی ہو دماغ بے کار ہو جاتا ہو۔ اگر مرد اپنی کمزوری معلوم کر کے رُک جائے اور عورت سے بات چیت نہ کرے تو عورت ممکن ہو کہ دوسرا راستہ نکالے اور اپنے ہم عمر جوانوں کی طرف رُخ کرے جو خواہ مخواہ کی جگ ہنسائی ہو۔ بعض مرد بڑھاپے میں جوان بیوی ڈھونڈھتے ہیں اس کو بڑھ ہوس کہتے ہیں۔

ع مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

لاکھ وہ بیوی کا دل ہاتھ میں لیتے رہیں مگر فطرت انسانی کو کیا کریں گے۔ گو بوڑھے مرد اپنی دوسری بیوی کے نقص کی تلافی خاطر مدارات سے کرتے ہیں اور مثل مشہور ہی بڈھے مرد کی جورو گلے کا ڈھولنا مگر کہنے میں وہی بات آئے گی یہ بیوی معلوم نہیں دینی بیٹی یا نواسی ہی۔ جب شادی کرو تو عمر میں دس یا پانچ سال سے زیادہ کا تفاوت نہ ہو۔ عورت کی عمر اپنے سے اسی قدر چھوٹی کافی ہی نہ اس سے زیادہ۔ دوہا جو شخص کو کبھی کواری لڑکی نہیں کرنی چاہیے جب کرے کسی بیوہ سے شادی کرے یا کسی بڑی عمر کی کواری عورت سے۔ علیٰ ہذا بیوہ عورت کو بھی رنڈوا مرد ہی زیادہ مناسب ہی۔ مرد کے لئے صرف جورو ہی جورو درکار نہیں ہی بلکہ اُس کو ایک ہمدرد رفیق اور ملنسار ہمراز اور ہم خیال ساتھی کی ضرورت ہی جو ایک جان دو قالب ہوں اور ایسی جوڑی گھس پس پرانی ہو کہ اگر چھوٹے تو مر ہی کر چھوٹے۔ اگر میاں نئی تہذیب والا ہی انگریزیت اُس کے مزاج میں چڑھ گئی ہی ولایت میں جا کر دیدہ ہوائی ہو گیا ہی پرستان کی پریاں دیکھ آیا ہی تو یہاں کی مُنہ ماری لڑکی اُس کے خاطر میں کب آئے گی۔ میاں تو بدوں انگریزی کے ٹکڑا نہیں توڑتے بیوی ہیں کہ اے بی سی ڈی بھی نہیں جانتیں۔ پس یہ کم خواب میں گاڑھے کا پیوند کیسے کھپ سکتا ہی۔ اسی طرح بعض عورتیں دیکھنے میں بہت خوب صورت ہوتی ہیں گویا ایک چاند ہی کہ چمک رہا ہی۔ ہنسمکھ اور چکنی چپڑی باتیں خوب بناتی ہیں۔ تڑاق پڑاق جیسے دو چار گھمار دو پانچ۔ مگر ایسی عورتوں کی محض ظاہری ٹیپ ٹاپ ہی ورنہ حقیقت میں وہ کوڑی کی ہیں یہ بس کوٹھوں ہی کی زینت ہیں گھر والے سے اِن کو کیا تعلق۔ تلی کا گونہ لیپنے کا نہ پوتنے کا

پیشہ کی ہم جنسی کا بھی خیال ضرور ہو - بیوی ایسی ہو جو تمھارے کمال کے ذریعہ
سے دل چسپی رکھتی ہو ڈاکٹر کو ایسی عورت سے شادی نہ کرنی چاہیے جو خون دیکھ کر
غش کھا جائے بھلا ایسی عورت سے کیا ہم دردی کی امید ہو سکتی ہو اور وہ
تمھاری کیا مدد کرے گی - مولویوں کے گھرانے میں ایسی عورت کس کام کی جو
روزہ نماز کی پابند نہ ہو یا مذہبی معاملات میں اُسے دل چسپی نہ ہو وقس علی ہذا
غرض یکہ میاں بیوی کا مذاق یکساں ہو اور جہاں کہیں مذاق مختلف ہوئے
یگانگت ناممکن ہو موسیٰ بدین خود و عیسیٰ بدین خود ہر شخص اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ بناتا ہو - میاں کہتا ہو دن تو بیوی کہتی ہو رات جب تک
دونوں کی مت ایک نہ ہو دونوں میں نباہ کیوں کر ہو سکتا ہو - بیوی کے
لئے ایک بڑی صفت خانہ داری اور سلیقہ شعاری کی ہو سگھڑ ہو - گھر کو ایسا
رکھے کہ جیسے انگوٹھی میں نگینہ - صاف ستھرا سجا سجایا - اگرچہ اُسے پکانے
ریندھنے کی ضرورت نہ بھی ہو اللہ نے نوکر چاکر دیے ہوں تو بھی اُسے
پکانے ریندھنے میں دستگاہ کامل ہو کبھی کبھار ہنر کام آ ہی جاتا ہو مثلاً ماما نکل گئی
بیمار پڑ گئی تو باورچی خانہ اوندھا پڑ جائے سینا پرونا بھی جانتی ہو کہ بال بچوں کے گھر میں
اس کی بہت ضرورت رہتی ہو - کچھ لکھی پڑھی ہو - علاوہ اس کے اُس میں گھر چلانے
کا مادہ ہو نوکروں کو قابو میں رکھ سکے سارا گھر اُن پر چھوڑ دے خود کام میں لگی
رہے ہر چیز کی دیکھ ریکھ کرے کیوں کہ بے کار اور اینڈے پڑے رہنا تمام خرابیوں
کی جڑ ہو - خداوند تعالیٰ نے ہم کو محنت کے لئے بنایا ہو گاؤ تکیہ سے لگے بیٹھے رہنا
اور پان پر پان چبانا اور سر و تا کھٹکھٹاتے رہنا کچھ امیری کی شان نہیں - ہم کو ا

خود بھی کام کرنا چاہیے بدوں ہاتھ پاوں ہلائے معدے میں فتور آجاتا ہے کاہلی اور سستی بڑھتی ہے اور پھر آپ کام سا کام اپنے ہاتھ کا کام بڑی کل کا ہوتا ہے جو گھر والی خود کام میں لگی رہتی ہے تو نوکر چاکر چاق چوبند رہتے ہیں۔ جو عورتیں رات دن بناؤ سنگھار کنگھی چوٹی میں لگی رہتی ہیں ڈولیوں میں چڑھی چڑھی پھرتی ہیں گھر میں اُن کا تو انھیں ٹکنا اُن کا دیدہ ہوائی ہو جاتا ہے۔ یہ بہو بیٹیوں کا شیوہ نہیں ہے۔ فضول خرچی بے ضرورت بھاری بھرکم کپڑے بنانا۔ زیور ادھار ضد لا دلینا سب داخل اسراف ہے۔ بھلا ایسی عورتیں کیا گھر چلائیں گی وہ تو خود گھر کی دیمک ہیں پیسہ ادھر آیا اُدھر چٹ۔ اس میں شک نہیں کہ ریشمیں اور قیمتی کپڑوں اور زیورات سے عورت کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے مگر یہ کن کے لیے زیبا ہے جن کے ہاں دولت لوٹ پڑی ہو ماوشما سے یہ بات کب نبھ سکتی ہے۔ یہاں تو انیا شور بالا ور تلی بوٹی کا معاملہ ہے۔ ہم امیروں کی ریس کیوں کریں رہیں جھونپڑوں میں خواب دیکھیں محلوں کے امیر غریب کی کیا ریس۔ کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال بھی بھول گیا۔ سگھڑ بہو بیٹیاں ہمیشہ میانہ روی کی چال اختیار کرتی ہیں نہ فضول خرچ کہلائیں نہ کنجوس مکھی چوس ہوں اللہ نے جتنا دیا ہے اُسی بساط سے پاؤں پھیلائیں

دنیا میں روپیہ پیسہ بڑی چیز ہے ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا

ستار عیوبی و قاضی الحاجاتی

فی زمانا جس کے پاس اشرفی ہے وہ اشراف ہے۔ یہ کیا بات کہ جو ملا کھایا پیا چوتڑوں سے ہاتھ پونچھ کر کھڑے ہو گئے۔ جو بیویاں سمجھ دار ہیں وہ کچھ نہ کچھ وقت

بے وقت کے لئے لگا رکھتی ہیں۔ خدا جانے کون سا وقت کیسا ہو۔ داشتہ آید بکار گرچہ باشد زہر مار۔ کفایت شعاری اصل سلیقہ شعاری ہو۔ تھوڑے بہت پر موقوف نہیں۔ قطرہ قطرہ جمع ہو کے دریا ہو جاتا ہو۔ ہر مہینے کے خرچ میں سے کچھ نہ کچھ ڈالتی رہیں تو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہو۔ پس بیوی ایسی چاہیئے جو گھر کو گھر سمجھ کر چلا سے وہ کون سا چلن ہوا کہ میاں کی کمائی دھڑی دھڑی کرکے لٹائی۔ عورت کا سب سے بڑا جوہر پاکدامنی ہو۔ عورت ایسی چاہیئے کہ جو خود پاک ہو اُس کے خیالات پاک ہوں اُس کا دل پاک ہو غرض یہ کہ اُس کی زندگی پاکی کا نمونہ ہو۔ عورت میں اگر پاکدامنی نہیں تو سمجھو کہ کچھ بھی نہیں جہاں اُس کا خیال ڈانواں ڈول ہوا اور دیدہ ہوائی ہوا بس سمجھو کہ موتی کی آب گئی پھر وہی بیوی جو گھر کا اُجالا تھی گھر کا اندھیرا ہو جائے گی۔ وہ عورت جو تمھاری ساری زندگی کی رفیق ہونے والی ہو اُس میں علاوہ زوجیت اور ہمدردی و ساتھی کے ایک تیسری صفت بھی درکار ہو کہ وہ بچوں کی ماں بننے کے قابل ہو۔ بچوں کو دیکھ کر وہ شاد ہو اُن کی پرورش اُن کی تعلیم و تربیت اُس کی زندگی کا بہترین مقصد ہو۔ عورت میں ماں بننے کی قابلیت ہونا نہایت ضروری ہو۔ جو لڑکیاں اپنے بہن بھائیوں کو کولھے پر چڑھائے پھرتی ہیں ہاتھ مُنہ دھلاتی ہیں یا کسی ننھے بچے کو دیکھ کر اُن کی باچھیں کھل جاتی ہیں سمجھ لو کہ اُن میں اولاد کی چاہت کا مادہ موجود ہو۔ جو عورت بچوں کے نام سے گھبرائے کانوں پر ہاتھ دھرے اور کھکھیڑ سمجھے اور اپنی چھڑی چھانٹ جان کے لئے اولاد کو جنجال سمجھے وہ دنیا کی سب سے بڑی برکت اور خدا کی رحمت کے فرشتے کو گھر میں آنے سے

روکتی ہے وہ بیوی نہیں ہے بلکہ اُس کو کبھی کہنا زیبا ہے جو محض تو اسے بھی کی آگ بجھانے کے لیے شادی کرتی ہے - وہ گھر ہی کیا خیر و برکت کا ہوگا جس میں بچے نہ ہوں - اولاد کے بغیر عورت کا پلہ بھاری نہیں ہوتا - پس جو عورتیں بچوں سے گھبرائیں یا کوئی دوا عقر کی کھالیں وہ آگے چل کر ضرور پچھتائیں گی - الگ گھر کرنے کا مسلہ بھی بہت غور طلب ہے - ماں باپ اگر زندہ ہیں تو اُن کی اطاعت میں سرگرم ہو انہیں کے ساتھ رہو جو کماؤ پہلے اُن کے سامنے لاکر رکھو بعد بیوی کو دو - گھر الگ ہی کرنا ہے تو دیکھ سمجھ کر کرو - کہیں نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ نہ ہو - بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ جو دو مرد مختلف المزاج ایک گاڑی میں نہ جوت دیئے جائیں نہ اپنے سے کم درجے کی عورت سے شادی کرو نہ برتر جہاں تک ممکن ہو برابر سرابر ہوں یا انیس بیس کا فرق ہو تو مضایقہ نہیں جہاں سوشل حالت یا عقلی - تعلیمی - مالی - مذہبی یا کسی اور بات میں بین فرق ہو اور شادی ہو جاسے تو ضرور نا اتفاقی بندھی ہوئی بات ہے - اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارا گھر بہشت بریں کا نمونہ ہو تو یہ جب ہی ممکن ہے کہ تمھاری بیوی خدا ترس اور مذہب کی پابند ہو - کیوں کہ جس کے دل میں خدا کا ڈر ہے وہ سب کام ٹھیک ٹھیک کرتا ہے اور جسے خدا کا ڈر نہیں اسے کسی کا ڈر نہیں - جہاں اخلاق اور مذہب کی تعلیم نہ ہوگی تو وہاں سرے سے انسانیت ہی نہ ہوگی - لقمان کا رویہ کا قوام بدون مذہبی چاشنی کے درست ہو ہی نہیں سکتا - سب سے بہتر خاوندہ وہ بیوی جو سب سے زیادہ متحمل المزاج ہو - شوہر کی سنبھال بیوی کے رکھ رکھاؤ پر موقوف ہے جب ہی ممکن ہے کہ ہر کام میں بیوی سے سچی مدد اور ہمدردی

یو نہیے۔ خوش مزاج اور عقل مند بیویاں بگڑے ہوئے شوہروں کو راہ راست پر لے آتی ہیں اور بدمزاج اور بے وقوف بھلے چنگے شوہر کو کھو بیٹھتی ہیں۔ نہ صرف بیوی کی نیک مزاجی دینداری اور نیک بختی سے شوہر درست ہو جاتا ہے بلکہ اولاد بھی ماں کے قدم بقدم چلتی ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

اگر تمہاری بیوی بیوڑ۔ پھوہڑ ہے تو بس سمجھ لو کہ اولاد غارت ہوئی جس کے نقصان کی تلافی بالکل ناممکن ہے۔ اگر اس کو روحانی مذاق نہیں ہے وہ مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہے تو پھر بچوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ تم جب گھوڑا خریدتے ہو تو دنیا بھر کی احتیاط کرتے ہو کہیں بال بھونری دیکھتے ہو کہیں شکل صورت۔ عمر چال ڈھال غرض نکھ سکھ سے درست دیکھ لیتے ہو چار سے پوچھ کچھ لیتے ہو جب کہیں سودا پٹتا ہے حال آں کہ اگر وہ گھوڑا ناپسند ہو یا کوئی عیب نکل آئے تو بیچ بھی سکتے ہو تو پھر اپنے جوڑے کی تلاش میں تو اس سے زیادہ اہتمام لازم ہے جہاں تک ممکن ہو چھان بین کر لو کیوں کہ یہ سودا پھرنے والا نہیں۔ بھلا یا برا جیسا تمہاری قسمت سے ملے باندھے گلے کی لاج مرنا اور بھرنا اشراف آدمیوں میں روز کی جھک جھک تو تو میں میں جوتیوں میں دال نہیں بٹا کرتی۔ جلدی نہ کرو۔ خوب سوچ سمجھ لو۔ آہستہ خرام بلکہ مخرام۔ دیر آید درست آید جلدی کام شیطان کا اور دھیرے کام رحمٰن کا۔ نہ دوڑو گے نہ ٹھوکر کھا کر گرو گے۔ تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو ایسا نہ ہو کہ عمر بھر کا پچھتاوا رہے

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

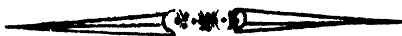
محض صورت پر نہ گرو۔ جوانی میں گدھی بھی بھلی لگتی ہے۔ جوانی دیوانی ؎

حسن سیرت گر نہیں تو حسن صورت کچھ نہیں

دل نہیں جب صاف تو یہ گوری رنگت کچھ نہیں

ع وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ[۱]

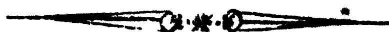
اپنا دل اپنے قابو میں رکھو۔ مالہ وما علیہ پر غور کرو۔ روسی ایک مثال ہے کہ "کپڑا قطع کرنے کے پہلے دس مرتبہ ناپ سکتے ہیں مگر قطع تو ایک ہی دفعہ ہوتا ہے" خبردار رہو! کہیں حور کی جگہ چڑیل نہ تمھارے پلے پڑے اگر تم گھر میں امن چین چاہتے ہو تو اپنے دل میں خدا کو ہر وقت حاضر و ناظر ہر جگہ موجود سمجھو ہر کام میں اُسی پر بھروسہ کرو۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ[۲] خدا سے ہر کام میں مدد چاہو اور کوئی بات اُس کے حکم کے خلاف نہ کرو وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ[۳]۔



[۱] خوشنودی کی آنکھ ہر عیب سے اندھی ہے۔

[۲] اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا کافی ہے ۱۲

[۳] اور مجھ کو توفیق صرف خدا ہی کا آسرا ہے اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۱۲



بارہواں باب

بڑی احتیاط کی ضرورت

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى[1] (۱۶ ط)

ع مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

جس شخص نے بیوی کے انتخاب میں غلطی کی ہو سمجھو کہ اُس سے ایسی بڑی بھاری چوک ہوئی کہ جس سے بڑھ کر زندگی بھر ہونا ناممکن ہے شادی زندگی بھر کا سنجوگ ہے بھلی ہو یا بُری جو کچھ ہو ساری عمر کا معاملہ ہے۔ ایسے نازک معاملہ میں غلطی بعض وقت ایسی خرابی لاتی ہے کہ جانوں کے لالے پڑجاتے ہیں۔ شادی بیاہ ہی ایک ایسا نازک معاملہ ہے جس میں انسان کی عقل پر پردہ پڑجاتا ہے۔ جوانی کے جوش میں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اگر انسان خود محتاط ہو تو اُس کے پرواسے اُسے دڑبڑا لیتے ہیں۔ بہت سے لوگ دنیاوی معاملات میں بڑے راست باز ہوتے ہیں مگر جہاں کہیں شادی بیاہ کا معاملہ درپیش ہو وہ اسی کو بڑی خیر خواہی اور انسانی ہمدردی سمجھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح چپیک دیا جاوے۔ یہ کچھ مبالغہ نہیں ہے

---

[1] کچھ شک نہیں کہ (چیزوں) میں عقل والوں کے لئے (قدرت خدا کی) بہتیری نشانیاں ہیں ۱۲

کہ مستورات میں سے ایک ثلث بوجہ کمی تعلیم یا امراض کے شادی کے بالکل ناقابل ہوتی ہیں۔ نصف یا دو ثلث عورتیں رحمی یا اسی قسم کے دوسرے امراض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ جوان لڑکیاں فیشن کے شوق میں کمر کو پتلی[۱] کرنے کی غرض سے ایسا سخت کستی ہیں کہ پیڑو کے اندر کے تمام اعضا سمٹ سمٹا کر اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں خصوصاً رحم جگہ چھوڑ دیتا ہے جس کی وجہ سے انواع و اقسام کی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی عورتوں کے لئے شادی بجائے ایک برکت کے عذاب جان ہو جاتی ہے۔ لباس ہم کو اس قسم کا پہننا چاہیئے جس میں ستر اور آرام دونوں باتیں ہوں لیکن فی زمانا عورتوں کے لباس کو دیکھا جائے تو یہ دونوں باتیں

---

[۱] گو پتلی کمر کی یہاں بھی تعریف ہے۔ کمر پتلی صراحی دار گردن + لیکن میمیں جس قدر کمر کو کستی ہیں یہاں وہ طریقہ جاری نہیں ہے۔ لباس یورپ کا جو کچھ ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ہم کو اپنے لباس سے بحث ہے۔ عورتیں عموماً ایسا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ جس میں سے سارا بدن جھلکتا ہے وہ پوشش نہیں ہے عریانی ہے جو شرعاً بھی ممنوع ہے۔ پیٹ اور شانے کھلی محرم کرتی پہننا بالکل بے شرمی کی بات ہے علی ہذا تنگ پائنچوں کا پاجامہ ایسا تنگ کہ جیسے تنبورے پر غلاف منڈھا ہوا زہر لگتا ہے۔ بعض عورتیں خوب صورتی کے لئے گھریاں ٹانک لیتی ہیں یہ بھی ایک لغو اور معیوب طریقہ ہے۔ دوپٹہ ایسا باریک اوڑھتی ہیں کہ جیسے مکڑی کا جالا جو نہ اوڑھنے کے برابر ہے۔ پس شرم و حیا اس کی مقتضی ہے کہ کپڑا ایسا پہنیں جس میں بدن نظر نہ آئے اور تن ڈھنکا رہے اور کسی قسم کی جکڑ بند یا تکلیف بھی نہ ہو ۱۲

نہ ادرو اُلٹی تکلیف اور بے پردگی ہی بس وضع اور قطع میں سب بے پردگی یا تکلیف ہو ہرگز اختیار نہ کرنی چاہیئے - عورتوں سنے فی زمانہ اسی کو بڑی نزاکت سمجھ رکھا ہی کہ غذا تھوڑی کھائیں تاکہ نازک کہلائیں یہ کوئی نزاکت نہیں ہی بلکہ حماقت ہی۔ کم زور عورتوں کو اکثر ماہانہ معمول میں تکالیف پیش آتی ہیں بعض کی بتیسی بیٹھ جاتی ہی غش آجاتا ہی یا ذراسی بات میں ہول جاتی ہیں - دنیا میں موافق اور ناموافق ملایم اور نا ملایم سب طرح کے اتفاقات پیش آتے ہیں عورت کو مستقل مزاج ہونا چاہیئے کہ وہ شوہر کی ہمدردی کرسکے نہ یہ کہ ذراسی بات میں بلیوں اُچھلنے لگے مصیبت کے ساتھ یہ دوسری مصیبت گلے پڑی - دھوکہ باز - متلون المزاج - تنک مزاج - فضول خرچ پھوہڑ - چٹوری - عورت سے کبھی نباہ نہیں ہوسکتا ان باتوں کی ٹٹول پہلے ہی کرنا چاہیئے - اگر اس کی اخلاقی اور مذہبی حالت درست نہیں ہی تو وہ ایک مسلمان کے گھر میں آکر بے دینی کی بنیاد ڈالے گی اگر وہ ہٹیلی اور ضدی ہی تو تمھاری ہر بات کو کاٹے گی تم صبح کہو گے تو وہ شام کہے گی تم ایک کہو گے تو وہ دو سنا کر بھی پیچھا نہ چھوڑے گی - بچوں کا بھی ستیاناس ملاے گی تم چاہو گے کچھ اور وہ چاہے گی کچھ بات بات پر بچوں ہی پر رکھ کر لڑائی ہوگی - جہاں ماں باپ میں میل جول ہی وہیں اولاد بھی باسلیقہ اٹھتی ہی - ماں ایک طرف اور باپ ایک طرف تو ان بے چاروں کی وہی شکل ہوتی ہی دو ملاّ میں مرغی حرام - ایسی پھوٹ پھٹول میں کیسے ممکن ہی کہ وہ اولاد جو بڑھاپے کا سہارا ہی تمھاری پوری خوشی کا باعث ہو - کچھ بچے ماں کے طرف ہو جاتے ہیں کچھ باپ کے اور خاصی دو عملی ہو جاتی ہی جس کا اثر عمر بھر رہتا ہی اور ہر کام میں بجائے یکجہتی کے دو عملی کی خرابی پائی جاتی

ہی۔ کبھی مشاطاؤں کے کہنے سننے میں نہ آنا اُن کی روزی اسی پر ہی وہ پر کا کوا بنانے میں مشاق ہوتی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہی کہ کسی اپنے بھروسے کی عورت کے ذریعہ سے دکھلواؤ یا تمھاری ماں بہن میں سے کسی کو بھیجو۔ حق ہمسائے میں خبر لو۔ جہاں لڑکی والوں کا میل جول ہو وہاں سے ٹوہ لو۔ اُن کے سمدھیانے بھی ہوں گے وہاں سے پتہ چلاؤ۔ سب سے پہلے تن درستی پھر خوش مزاجی۔ مذہبی پابندی۔ گھرداری کا سلیقہ۔ تعلیم اور تربیت ایسی ہو جو تمھارے مشغلے میں مدد دے سکے۔ اور جس کام میں تم لگے ہو اُسی کا مذاق اُسے بھی ہو چال چلن کی اچھی۔ قول و قرار کی پکی۔ زبان کی سچی۔ سمجھدار محبت والی یہ سب باتیں ہیں جو ایک اچھی عورت کے لئے درکار ہیں اور ایسی ہی بیوی چراغ لے کر ڈھونڈھنے اور قسمت سے ملتی ہی۔ بیوی ہمیشہ غور طبیعت کی مرنے بھرنے والی ہونی چاہئے ایسی ویسی بیوی سے چند برس تو لشتم پشتم نبھ جاے گی لیکن آگے چل کر جب کبھی زمانہ ناساعد ہو یا کوئی مصیبت آ پڑے جب قلعی کھُل جاے گی۔ چلتے کام گاڑی جب زمانہ موافق ہی تو سب ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ذرا ہوا بدلی تو کون اور میں کون۔ جس شخص کی ایسی بیوی ہو اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہی جس کے مکان کی بنیاد ریتیلی زمین پر ہو۔ جب تک موسم اچھا ہی۔ دھوپ پڑ رہی ہی ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی اور راتوں کو انگنائی میں سوتے ہیں تو ہمارا اور اُس ہمسایہ کا مکان جس کی بنیاد چٹان پر ہی دونوں برابر ہیں لیکن جب برسات آئی اور ٹپکنے کا ڈر ہوا اور زنانے کی ہوا سائیں سائیں چلنے لگی تو پھر سر چھپانے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔ پس یاد رکھو کہ بیوی صرف زمانۂ فارغ البالی کے لئے

نہیں ہے بلکہ سُکھ اور دُکھ دونوں کے لیئے ہے۔ بیوی ایسی ہو کہ زمانہ پلٹ جائے مگر وہ نہ پلٹے۔ مصیبت کے وقت وہ تمہارا غم بٹائے۔ مدد کرے۔ ہمیشہ کے لیئے تم اُس کے اور وہ تمہاری ہو۔ زمانۂ جاہلیت میں سزا کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ قیدی کو مُردے کے ساتھ دو بدوزنجیروں سے جکڑ دیتے تھے۔ ہفتوں تک زندہ اور مردہ آمنے سامنے بندھے رہتے تھے۔ مُردے کی شکل اُس کی بدبو۔ رات کا وقت۔ ہُو کا عالم۔ کیسی کچھ مصیبت تھی کہ الٰہی توبہ۔ اسی طرح بد اور بدکار اور بدمزاج عورت اور نیک مرد کی مثال ہے کہ دونوں ایک گھر میں موجود عورت کیا ہے گویا سانپ کے مُنہ کی چھچوندر ہے کہ نہ نگلے بنتی ہے نہ اُگلے۔ ایسی مثالیں تم کو بہت سی جگہ ملیں گی دیکھو اور عبرت پکڑو۔

کسی کی نقل ہے کہ اُس کی بیوی بڑی بدمزاج تھی زبان اُس کی گز بھر کی تھی ایک دن میاں پر ایسی خفا ہوئی کہ دھجیاں اُڑا دیں مگر زبان چلا کر تسلی نہ ہوئی ہو تو بیوی نے کیا کیا کہ پتیلی کا دھوون میاں کے سر پر لاکر انڈیل دیا میاں کوئی مُجھے جنتی تھے ہنس کر بولے کہ "جو گرجتے ہیں وہ برستے بھی ہیں" در تکلوم سنّتِ پیغمبر ہیست کے متعلق شیخ سعدی سے روایت ہے کہ اُن کی بیوی نے خفا ہو کر ایک ہنڈیا کھینچ ماری ہنڈیا پھوٹ گئی گھیرا اُن کی گردن میں رہ گیا آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو اُنھوں نے ہنس کر کہا کہ در گلویم سنّتِ پیغمبر ہیست۔ جان وزلی دنیا میں ایک بڑا نیک بخت اور مشہور پادری تھا جو فرقہ متھوڈسٹ کا بانی ہے اُس غریب کی شادی ایک بڑی بد اور آتش مزاج عورت سے ہوئی تھی وہ جب ممبر پر چڑھ کر وعظ کہتا تھا تو بیوی صاحب وہیں سامنے بیٹھ کر مُنہ چڑایا کرتی تھیں

ایک دن ایک مجلس میں اپنی سرگزشت کا ذکر کر رہا تھا کہ دنیا کا کوئی گناہ سوا ے شراب خوری کے ایسا نہیں ہے جو میری طرف منسوب نہ کیا گیا ہو۔ بیوی سنتے ہی آگ بگولا ہو گئی اور وہیں مجلس میں کھڑی ہو کر اپنے خاوند پر یا لزام بھی دھوپ دیا پادری کی سمائی دیکھو۔ ہنس کر جواب دیا کہ "الحمد للہ کہ گناہوں کی فہرست میں ایک یہی کسر رہ گئی تھی سو وہ بھی آج پوری ہو گئی"

ایک دن جمیس زگسن جو بڑا فلسفی تھا وہ لکچر دے رہا تھا۔ بیوی صاحب لکچر روم میں تشریف لائیں اور آتے ہی تمام علم ہئیت کے آلات اُلٹ دئے۔ زگسن نے آڈینس (حاضرین) کی طرف مخاطب ہو کر کہا "لیڈیز اور جنٹلمین! یہ میری بدقسمتی ہے کہ میرے پلے ایسی عورت پڑی ہے"، جو کچھ ہم نے کہا اس سے خدانخواستہ ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو شادی سے باز رکھنے کی ترغیب دیں بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ تم کو ہوشیار کر دیں۔ کیوں کہ سیانا آدمی دھوکا نہیں کھاتا تم سنبھل جاؤ اور جو کچھ کرو محتاط طور پر انجام کار پر نظر کر کے کرو۔ اگر تم کو پاک دل۔ نیک نفس۔ مناسب عمر۔ تن درست۔ توانا۔ صحیح العقل۔ پابند مذہب تم کو چاہنے والی یعنی خود تمہاری طرف سے اُس کے خیالات برگشتہ نہ ہوں۔ تمہارے کام اور پیشہ کی قدرداں بیوی خوش نصیبی سے مل جاے تو پھر کیا چاہئے مگر ہاں لطف جب ہے کہ تم میں بھی یہی صفات ہوں تو گویا تم اپنے گھر میں ایک ایسی چیز لاؤ گے جو تمہاری صفات حسنہ کو نہ صرف مکمل کر دے گی بلکہ دو سے ضرب دے دے گی اور وہ گھر گھر ہو گا دیکھنے کے قابل۔ جس میں دن عید رات شب برات کا مزا آسے گا اور دن کو گھی کے چراغ جلاؤ تو بجا ہے۔ ہونہار

بروے کے چکنے چکنے پات۔ دنیا میں ایسے ہی لوگ خوش نصیب اور خوش گزران کہلاتے ہیں۔ یوں تو دنیا میں غم و فکر سے کوئی خالی نہیں ہو اور انسانی سب خوشیاں ناقص اور فانی ہیں ؎

زرنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خورم
کہ آئین جہاں کا ہو چنیں گاہے چناں باشد

لیکن جس طرح سے سب شریف زندگی بسر کرتے اور میٹھی نیند سوتے ہیں تم بھی رہو گے۔



تیرھواں باب

شادی کا ٹھیک وقت

کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا[1]

یہ ایک ٹیڑھا سوال ہو جس کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ ہم نے ایک مستند مصنف کا مقولہ دیکھا ہو کہ بلوغ خود نوٹس اس امر کی ہو کہ شادی کا زمانہ آگیا لیکن دوسرے مصنفین کی راے یہ ہو کہ مرد کو بیس پچیس برس سے پہلے شادی نہیں کرنی چاہیے "قبل از وقت شادی" کا مفہوم صاف نہیں ہو کوئی اس سے

[1] ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہو ۱۲

کچھ مدت مزا دیتا ہی اور کوئی کچھ بہرحال بچوں کی شادی تو ضرور گڈے گوڑیا کا کھیل[۱]
ہی - ہندوستان میں خصوصاً اہل ہنود میں تو بارہ برس کے لڑکے لڑکی بیاہ دئے
جاتے ہیں مسلمانوں میں لڑکی عموماً تیرہ سے چودہ برس کی عمر میں شادی کے قابل
سمجھی جاتی اور لڑکا سترہ اٹھارہ برس کا - ہندوستان ہو یا کوئی ملک جہاں
پوری طرح نشوونما کے پہلے ہی شادی کردی جاتی ہی اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہی
کہ بچے پستہ قد نحیف اور کم زور پیدا ہوتے ہیں اور حصہ بقدر جثہ کے اعتبار
سے ویسے ہی کم عقل اور سست خیال ہوتے ہیں - چنانچہ ملک فاروسے میں نے
یہ بات آنکھ سے دیکھ لی ہی کہ چھوٹی عمر میں جانوروں کا جوڑا ملا دینے سے اُن کی
نسل کوتاہ قد ہوجاتی ہی - اِس ملک کے پالتو جانور پالنے والوں نے تجربہ کرلیا
ہی کہ اگر وہ پوری قدوقامت کی طاقتور نسل پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ضرور ہی
کہ نر و مادہ کو جب تک وہ اچھی طرح بڑے نہ ہولیں بالکل الگ رکھتے ہیں -
ہندوستان کے برعکس یورپ میں بوجہ سرد ملک ہونے کے سن بلوغ کو
بدیر پہنچتے ہیں اور بالعموم مرد ۲۶ سال میں اور عورت ۲۵ سال میں شادی
کرتے ہیں چنانچہ اُن لوگوں کے لڑکے کیسے قوی ہوتے اور اُن کی عقلیں
کیسی تیز اور دماغ کیسے صحیح کہ آج قوم انگریزوں کی حکومت ایسی وسیع
ہی کہ اُن کی سلطنت میں شبانہ روز آفتاب[۲] غروب نہیں ہوتا -

[۱] ہندوستان میں یہ کہاوت مشہور ہی کہ بچوں کی شادی ماں باپ کی خوشی جوانوں کی شادی دولہا دلہن کی خوشی اور بوڑھے کی شادی سے محلہ والوں کی خوشی ۱۲ [۲] برٹش گورنمنٹ کی حکومت

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

جب عورت مرد بدوں پوری نشو ونما کے بیاہ دیئے جاتے ہیں تو اُن کی قوت نامیہ
ٹھٹر جاتی ہی جیسے کوئی کچا پھل توڑ لیا جائے بلکہ جوانی کی بہار مرجھا جاتی ہی۔ خصوصاً
عورت کہ اُس کی اُٹھتی جوانی میں شادی کا روڑا اگر اٹکا دیا جاوے اور کم عمری
میں بچے بھی ہو جائیں تو حمل کی تکالیف بچوں کی پرورش اُن کو دودھ پلانا
کیا اور کیا سیکڑوں باتیں ایسی ہیں جو سدِّ راہ ہوتی ہیں۔ تن درست
اور ترو تازہ گلگوتھنا سے بچے اُنھیں ماں باپ کے ہوں گے جن کے جسمانی
اور دماغی قوی خود مکمل ہوں۔ اس سے فطرت کا منشا صاف ظاہر ہی کہ جب تک
نمو کی تکمیل نہ ہو جاوے کبھی شادی کی طرف رُخ نہ کرنا چاہیئے۔ غرض شادی کے
لیئے موزوں زمانہ وہی ہی کہ جب عورت مرد دونوں اچھی طرح جوان ہو جائیں اور
پوری طرح اُن کے جسمانی اور دماغی قوی کی تکمیل ہو جاوے تو مرد بیس سے
پچیس اور عورت سترہ سے بیس تک شادی کر سکتے ہیں۔ مرد ہمیشہ اپنی
بیوی سے کم سے کم تین چار سال بھی تو بڑا ہونا چاہیئے۔ اگر کسی قسم کی خرابی
نہ واقع ہوئی ہو تو ستر برس کا مرد اور ساٹھ سال کی عورت دونوں قوی کے
اعتبار سے مساوی ہوتے ہیں۔ اگر عورت مرد کے برابر کی ہی یا کچھ بڑی ہی تو
شروع شروع تو کچھ فرق معلوم نہ ہوگا مگر آگے چل کر بہت بڑا فرق ہو جاوے گا
کیوں کہ عورتیں بوجہ اُن کی بچہ کشی اور گھروں میں بند رہنے کے بہت جلد بڑھیا

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ہر حصہ ملک میں ہی اور دن رات میں کسی نہ کسی ملک میں آفتاب منور موجود رہتا
ہی اس پر سے یہ بات مشہور ہی کہ سلطنت برطانیہ میں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا ۱۲

ہوجاتی ہیں اور مرد تگڑے رہتے ہیں۔ ہر شخص کی حالت جدا ہی بعض گھرانے
ایسے ہیں کہ ضعیف والدین ہیں یا جوان جوان بہنیں بیٹھی ہیں یا خود لڑکا پڑھ رہا
ہی یا ابھی اُس کی نوکری کا ٹھکانا نہیں یہ اور ایسے بہت سے اسباب ہیں کہ
جن میں شادی تھوڑے عرصہ کے لئے بڑھا دینا ہی مناسب ہوتا ہی لیکن اگر محض
اس خیال سے شادی نہیں کی جاتی کہ پیسہ جمع ہوجائے جب شادی کریں گے
تو یاد رکھو کہ کتنی بھی دولت ہو عورت بغیر گھر کا آرام نہیں ملتا۔ آں کہ زن نہ دارد
آسایش تن نہ دارد۔ اسی سوچ بچار میں اگر جوانی کے بہار کے دن گزار دیئے
تو آخر کار تم کو ضرور پچھتاوا ہوگا۔ جو لوگ شادی کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتے
ہیں اور تجرد کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں وہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرتے
ہیں اور اُن کے ساتھ ضرور ہو کہ کوئی نہ کوئی نیک بخت جوان کے پلے بندھنے والی
تھی وہ بھی شادی کی برکت سے محروم رہتی ہی۔ جو لوگ شادی نہیں کرتے وہ میاں تو
بڑے نازاں ہوتے ہیں کہ ہم کیسے بال بال ان مخمصوں سے بچے رہے لیکن یہ
اُن کا خیال محض غلط ہی کیوں کہ وہ بیوی جیسی رفیق۔ بچوں جیسی موہنی صورتوں۔
گھر جیسی نعمت سے بھی محروم ہیں۔ ایک طرف سے اُن کو تھوڑی فرضی راحت ہو
تو ہو مگر دوسری طرف سے وہ دنیا کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہیں۔ جو شخص چالیس
پینتالیس برس تک شادی نہیں کرتے اور جوانی مفت رائگاں کرکے اور پشیمان
ہوکر شادی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ بھی نقصان میں رہتے ہیں کہ ایک عرصہ تک
عالم تجرد میں رہ کر اُن کی نیچر پر دفعتہً ایک نئی قسم کا مطالبہ ہوتا ہی جس کی پابجائی اُن کے
لئے غیر معمولی ہونے سے مشکل ہوجاتی ہی۔ دوسری خرابی یہ ہی کہ بوڑھاپے کی

شادی سے اولاد جو پیدا ہوگی وہ بچے اچھی طرح سنبھلنے بھی نہ پائیں گے کہ ہمارے لئے پیغام اجل آجائے گا اور ہماری اولاد جو ہماری زندگی میں اپنے اپنے ٹھور ٹھکانے سے لگ جاتی وہ دنیا میں بے یار و مددگار رہ جائے گی اور ایسے پھوڑوں سے ہم کو بھی کوئی فائدہ نہیں پونہچ سکتا کیونکہ اولاد اسی واسطے ہوتی ہو کہ ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا ہو۔ کبھی تم نے ایسا درخت بھی دیکھا ہی جو جوڑواں ہوتا ہی یعنی دو درخت مل کر اُگتے ہیں۔ دونوں کے تنے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہوتے ہیں اور دونوں مجتمعہ طاقت سے خوب پھلتے پھولتے ہیں یہی حال میاں بیوی کا ہی جب دو جوان مرد اور عورت گھل مل کر رہتے سہتے ہیں اور دونوں کے دل اور دونوں کی رائیں ایک ہوتی ہیں تو اُن کی زندگی اور گھر جنت کا نمونہ ہوتا ہی۔ اگر ان جوڑواں درختوں میں سے ایک کو کاٹ ڈالو اور پھر کسی دوسرے درخت کا پیوند لگانا چاہو یا بڑے بڑے دو درختوں کو ساتھ جوڑنا چاہو تو دونوں سوکھ جائیں گے کبھی ممکن نہیں کہ وہ بہار پھر نصیب ہو اس کے لیے تو بس شروع ہی کا زمانہ موزوں ہی۔ یہی حال بڑی عمر کی شادی کا ہی کہ وہ ہم خیالی اور یگانگت جو جوانی سے ساتھ ساتھ رہنے میں ہوتی ہی بڑی عمر کے جوڑوں میں ناممکن ہی۔ جب آدمی کی عمر تیس سال سے متجاوز ہو گئی تو روز بروز پھر اُس کے لئے شادی کی بہار کی خزاں ہی۔ پس نہ تو اتنے جلد شادی ہو کہ دو لھا دلہن بالکل گڈے گوڑیا ہوں نہ اس قدر دیر سے ہو کہ بہار کا موسم گزر جائے۔ شادی کے لئے بہترین وقت وہ ہی کہ ہم اپنی آل اولاد کی کچھ بہار بھی دیکھ لیں۔ کچھ دن مل جل کر سکھ چین سے دنیا میں بسر بھی کرلیں۔

ای دل بہار دنیا کچھ اور دیکھ لیتے | یہ رہ گئی تمنا کچھ اور دیکھ لیتے
قسمت میں گو ازل سے ناکامیاں لکھی تھیں | بہتر مگر یہی تھا کچھ اور دیکھ لیتے
فصلِ بہار میں کیوں صیاد بلبلوں کو | تو نے قفس میں رکھا کچھ اور دیکھ لیتے
صبح شباب گزری لو آئی شام پیری | چھاتا نہ گر اندھیرا کچھ اور دیکھ لیتے
افسوس ہو گئیں بند بے لطف دید آنکھیں | تقدیر میں جو ہوتا کچھ اور دیکھ لیتے
فکر رفوے داماں ای چارہ گر ہوئی کیوں | جوش جنوں کا سودا کچھ اور دیکھ لیتے
ای قبر تو بھی چندے اور انتظار کرتی | ہم لطف زندگی کا کچھ اور دیکھ لیتے
اس گلشنِ جہاں میں بوے وفا نہ پائی | حسرت رہی پھر بھی کیا کیا کچھ اور دیکھ لیتے

شاکر وطن میں رہتے کچھ دن جنائیں سہتے
بے مہری احبا کچھ اور دیکھ لیتے

چودھواں باب

شادی خانہ آبادی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[۱]

نہ مزامیر نہ باجا نہ سرود اور نہ رقص | اور نہ بدعت کے مراسم سے کوئی امر جدید
سر بسر خالصۃً حکم خدا کی تعمیل | ہو بہو قاطبۃً شرع نبی کی تقلید

---

[۱] اللہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔

دنیا میں سوائے شادی بیاہ اور میت کے اور کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں
اس قدر مختلف رسمیں ہوں۔ ہر ملک اور ہر رسم سے انہیں پر صادق آتا ہے۔ یورپ اور
ہندوستان کی رسوم شادی میں آسمان زمین کا فرق ہے لہذا ہم اپنے ہاں کے رسوم
کے متعلق بحث کرتے ہیں۔ شادی سے بڑھ کر انسان کی زندگی کا کوئی واقعہ
عظیم الشان نہیں ہے گو اور دوسرے اور واقعات بھی بڑے بھاری ہوں مگر
اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے اس سے زندگی کا نیا دور دورہ شروع ہوتا
ہے۔ پس ضرور ہے کہ دنیا کے نئے طرز زندگی میں عورت مرد دونوں سب طرح
ٹھیک ہو کر قدم رکھیں۔ جوان لڑکے جب کبھی اپنی شادی کی بات چیت ہوتے
سنتے ہیں تو شاد شاد ہو جاتے ہیں۔ لڑکیاں جہیز کی طیاری۔ جوڑوں کی کتر بیونت
مصالحوں کی ٹنکائی۔ جھم جھم کے کپڑے دیکھ کر خوش ہو جاتی ہیں کیوں کہ کوارپنے
میں ایسے بھاری بھر کم جوڑے کون پہنتا ہے۔ گہنا بھی نپا تلا رہتا ہے۔ تیل پھلیل
پھول پان کی ممانعت رہتی ہے عطر مسی تو اپنی جگہ سے۔ لیکن اوپری چہل پہل
سے وہی نادان خوش ہوتے ہیں جو شادی کی ذمہ داریوں سے واقف نہیں
اُن کے خوش کرنے کو ظاہری ٹیم ٹام بہت ہی ہے۔ امیروں کو تو سب کچھ سزاوار
ہے۔ اللہ نے انھیں دیا ہے جو چاہے خرچ کریں مگر افسوس تو یہ ہے کہ غریب بھی
اُن کی ریس میں مرے جاتے ہیں اور شیخی میں آکر محض جھوٹی واہ واہ کے لئے
بک جاتے ہیں۔ گھر میں جو کچھ ہو وہ سب لٹا کر بھی قرض ادھار سر پہ بلکہ بیٹھنے کا
ٹھکانا بھی گرو۔ ایسی شادی خانہ آبادی ہے یا خانہ بربادی۔ اسی کے دن خرچ کے
ڈر سے لوگ بیٹی ہونے سے گھبراتے ہیں اور یہاں تک بیٹوں سے نفرت

نفرت ہوئی ہو کہ بس نہیں چلتا کہ گلا گھونٹ ڈالیں۔ لڑکا ہوتا ہو تو ماں باپ تو
جا سر آئے گئے تک بھی شاد شاد نظر آتے ہیں اگر بیٹی ہوئی تو بس سب کو
سانپ سونگھ جاتا ہو۔ کیوں اسی فضول خرچی کی بدولت۔ معلوم ہو کہ بیٹی کی بدولت
گھر میں جھاڑو پھر جاسے گی۔ ایک جہیز ہی کو لیجیے جوڑے ایسے بھاری بھرکم
دیے جائیں گے جو سوائے شادی بیاہ کے روزمرہ پہننے کے قابل نہ ہوں اُن کا
صد ہا روپیہ کا مصالحہ پڑا پڑا یوں ہی ماند ہو جاسے۔ بیچو تو روپیہ کے چار آنے۔
دھرے دھرے ستیاناس ہو جائیں۔ برتن اتنے اور ایسے دیے جائیں
گے کہ کسیرے کی دوکان معلوم دے۔ دنیا بھر کا کھڑاگ جمع کیا جاسے گا۔
جتنا بھاری جہیز ہوگا اتنا ہی نام ہوگا۔ بس جھوٹی شیخی اور نام پر فدا ہیں۔ جہیز
دو مگر کیا دو وہی جو آیندہ کام آسے۔ جہیز کا مطلب بھی یہی ہو کہ وہ چیزیں دی جائیں
جو جدا گھر کرنے میں کام آئیں۔ کسی چیز کی محتاجی نہ رہے۔ بھلا کہیے پہیے لگی ہوئی
پٹاری کیا کام آسے گی۔ بڑی بڑی دیگوں کی کیا ضرورت کیا بازار میں کرایہ سے
نہیں ملتیں۔ جوڑے دو مگر روزانہ استعمال کے ضرورت کے موافق سیکڑوں
کی تعداد میں ہم نے جوڑے گنوا دئے تو کس کام کے اُن کے پہننے کو
برسوں چاہئیں جب تک رنگ اڑ جاسے گا مصالحہ ماند ہو جاسے گا کئی برسات
گزر کر کپڑے گل جائیں گے۔ دو چار جوڑے بھاری دینا کافی ہو وہ بھی ایسے
کہ کہیں آنے جانے کے کام آئیں نہ ایسے کہ پہننے والے کی جان پر بن جائے
بوجھ کے مارے سنبھالے نہ جائیں۔ جو تمھارا مقدور ہو وہ شوق سے دو دینے
کو کوئی منع نہیں کرتا جو بیٹی جیسی چیز دے دے گا وہ کیا اٹھا رکھے گا ہم کہتے ہیں

کہ وہ جہیز کیوں نہ دو کہ جس کی بدولت یہ جہیز موجود ہو - ضرورت کے موافق
زیور دے کر اگر خدا نے دیا ہو تو نقد روپیہ جتنا چاہے دو - جایداد دو کہ ہمیشہ
کام آئے - تمھاری بیٹی کو بھی آیندہ کا سہارا ہو - پشتہا پشت اُس سے فائدہ
اُٹھائے - یہ دینا کیا ہو کہ برس دو برس بعد پھر ننگے کے ننگے - اب تو خدا خدا
کرکے ہم نے بعض جگہ دیکھا ہو کہ جہیز میں جایداد املاک اور بنک کی پاس بک بھی
دی جانے لگی ہو - بیٹی والوں کے گھر کا حال تو سن چکے بیٹے والوں کے گھر میں
اتنا کھڑاک تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی ضرورت سے زیادہ وہاں بھی پھیلاوا ہوتا ہو - اب
چند روز سے لوگوں کی بدمعاملگی دیکھ کر لکھا پڑھی ہونے لگی ہو لیکن جب بدمعاملگی
ہی کا شبہہ ہو تو لکھا پڑھی سے کیا حاصل - زبان کے جو سچے ہیں اُن کا زبان
سے کہہ دینا پتھر کی لکیر ہو - جو زبان کے سچے نہیں وہ ایک نہیں دس اقرار نامے
لکھ دیں اسٹامپ پر لکھ دیں رجسٹری کرادیں سب فضول ہو - ایک بات
عجب طلب ہو کہ پٹاری کا خرچ جو لکھوایا جاتا ہو وہ بھی ایک فضول بات ہو - اگر دینے والا
ہوگا تو یوں دے گا نہ دینے والا ہوگا تو اُس سے کوئی کیا لے گا - بن مانگے
موتی ملے اور مانگے ملے نہ بھیک - لوگ اس میں پیش بندی سمجھتے ہیں کہ
تنخواہ لکھوا لینے سے پخت و پز ہو جاتی ہو حالانکہ معاملہ برعکس ہو فرض کرو آج
لڑکا بیس پچیس روپیہ کا نوکر ہو اور پانچ روپیہ مہینہ لکھ دیا اور آگے چل کر وہ چار سو کا
ڈپٹی ہوگیا تو وہی پانچ روپیہ ناک پر دھر دے گا تمھارا مُنہ کیا ہو کہ زیادہ مطالبہ
کرسکو اور اگر اُس کے ہاتھ میں خود تنگی بھی نہیں ہو تو وہ بے چارہ کہاں سے دے -
زمانہ سب کا یکساں نہیں رہتا کیا نالش کروگے - کس پر نالش داماد پر - پھر لوگے

کیا ہاں اتنا مزور ہوگا کہ بیٹی گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جاوے گی۔ مہر کا[۵] معاملہ بھی محتاج اصلاح ہی مہر کا جو اصل منشا ہی وہ مفقود اب تو ایک طرح کا لنگر سمجھا گیا ہی کہ بیس ہزار پچیس ہزار کے اندر ٹھیرتا ہی نہیں۔ کہا جاتا ہی کہ جتنا مہر زیادہ ہوگا اُتنی ہی مضبوطی ہو جاہے دینے کی استطاعت ہو یا نہ ہو۔ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کہاٹ اُنھوں نے کہا کہ کولھو۔ سننے والوں نے کہا کہ ارے میاں تُک سے تُک تو نہ ملا۔ اُس نے کہا بڑا نہ ملو بوجھوں تو مرے گا۔ پس شارع مقدس کا جو مطلب مہر کی قرار داد سے وہ بالکل مفقود ہی۔ اس لئے مہر اتنا مقرر کرنا چاہئے کہ وہ طابہ طیب خاطر ادا کر سکے اور اگر نہ ادا کرنے کے لئے مہر ہی تو پھر

از صحن خانہ تا بہ لب بام ازاں من
از بام تا بہ عقد ثریا ازان تو +

شادی بیاہ میں نیوتے اور منہ دکھائی کا رواج ہی۔ پاس پاس کے رشتہ داروں کا

---

[۵] مہر کا شرط نکاح ہونا اس بات کی تمہید ہی کہ عورت نکاح ہونے کے ساتھ اپنے مال کی مالک ہوتی ہی۔ برخلاف اس کے انگریزوں کے ہاں منکوحہ عورت کوئی چیز نہیں۔ اس کی اپنی ذاتی کمائی بھی عورت کی ملکیت نہیں سمجھی جاتی نہ وہ دادوستد کی مجاز ہی باایں ہمہ اعتراض کیا جاتا ہی کہ مسلمانوں میں عورتوں کی کچھ قدر نہیں۔ انگریزوں میں بھی جو عورتوں کی قدر ہی وہ تو اس سے ظاہر ہی اصلی قدر عورتوں کی ہم مسلمانوں میں ہی کہ عورتوں کو اپنی طرح برابری کے درجے میں مالک ہونے دیتے ہیں ۱۲

از الحقوق والفرائض

مضائقہ نہیں مگر دور کے رشتہ داروں سے لینا بالکل نامناسب ہی۔ کسی کے ہاتھ میں پیسہ ہوا کسی کے پاس نہ ہوا۔ اسی واسطے بہت سے مہمان دل مسوس کے رہ جاتے ہیں شادی میں نہیں جاتے اور کچھ بہانہ کر دیتے ہیں یا سنگ آمد و سخت آمد جاتے ہیں تو کہیں سے کتر بیونت کر کے شادی کا خرچ نکال لیتے ہیں جس سے اُن کی ضروریات میں حرج ہوتا ہی۔ اس لین دین کا طریقہ صرف اس غرض سے نکالا گیا تھا کہ شادی کے گھر میں دس کی لاٹھی ایک کا بوجھ کچھ مدد ہو جاوے مگر لینا کسی کو بُرا نہیں لگتا دیتے وقت لوگ بغلیں جھانکتے ہیں پس مُنہ دکھائی ہو کوئی کچھ چڑھاوا چڑھاوے یا نیوتہ دے تو اس طرح دے کہ دینے والا جانے لینے والا جانے نام نمود کو نہ دے نہ عام طور پر مُنہ دکھائی کی جاوے اور چندہ وصول کیا جاوے ناچ گانے باجے گاجے آتش بازی روشنی وغیرہ کا رواج اب خود بخود اُٹھتا جاتا ہی۔ شریف گھرانوں میں ناچ تو قطعی طور پر موقوف ہی۔ باجا بھی بند ہوتا جاتا ہی روشنی حسب ضرورت کر لی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں نہ اس میں بڑا بھاری خرچ ہی آتش بازی البتہ فضول ہی۔ اب ناچ صرف اُن گھرانوں میں ہوتا ہی جو پابند شرع نہیں لیکن جہاں کہیں ہوتا ہی وہ یک قلم موقوف کرنے کے قابل ہی۔ زنان خانون میں میراثنیں اور ڈومنیاں دائرے پر کچھ ٹوٹا پھوٹا گا لیتی ہیں اُن کا خرچ ہی کونسا ہی عورتوں کے لیے کچھ تو سامان دل لگی چاہیئے لیکن بیل بجنے کا دستور بہت رکیک ہی اس کو موقوف کرنا چاہیے جو کچھ ڈومنیوں کو دینا دلانا ہو خود گھر والی دیں اور پہلے سے یہ بات ٹھیرالیں۔ کرمینوں کے دینے کو کوئی منع نہیں کرتا خوشی کا موقعہ ہی وہ لوگ اسی دن کی آس لگائے رہتے ہیں اُن کا دینا داخل ثواب ہی بہرحال جہاں تک

ممکن ہو طرفین سے اسراف اور فضول خرچی اور لغو اور بے کار ریت رسموں ٹونوں ٹوٹکوں اور لین دین سے پرہیز کیا جاسے۔ روپیہ جتنا خرچ کرنا ہو کیا جاسے گر موقع اور محل ضرورت کے لحاظ سے۔ چاردن کی واہ واہ خوشادیوں کی تعریف پر پھول جانا اور روپیہ لٹادینا اور پچھتانا کون سا عقل مندی کا شیوہ ہی۔ شرع کی رو سے تو نکاح کچھ مشکل نہیں اوپر والوں نے اُسے ایسا کر دیا ہی کہ شادی کیا ہوتی ہی گھر پر غضب آتا ہی۔ جمع کرا کریا سب خالصے لگ جاتا ہی اُلٹا قرض کا دبال شادی کی یادگار رہ جاتا ہی ہمارے ہاں بعض ناسمجھ گھرانوں میں شادی سے پہلے دُلہن کو کم کھلاتے ہیں کہ دُبلی ہوجاسے اور رنگ نکل آسے ایک کوٹھری میں مایون بٹھاتے ہیں جس کا دوسرا نام قید تنہائی ہی۔ جس سے رہی سہی اور بھی طاقت سلب ہوجاتی ہی۔ ایک تو بے چاری کو گھر کے چھوٹنے کا صدمہ کہ جس میں بچپنے سے بڑی ہوئی ماں باپ کی جدائی۔ ایسی جگہ جانے کا سہم جہاں کے سب لوگ اوپری ہیں۔ گویا ایک نئی دنیا ہی اور یہ تن تنہا اُس پر یہ تُرّہ۔ اس کے علاوہ اُس کو گھٹ کر بیٹھنے اور سسرال میں بھوکے پیٹ رہنے کسی سے بات چیت نہ کرنے کی تاکید کی جاتی ہی اور یہی اِس زمانہ کی بڑی شرم رہ گئی ہی۔

پندرہواں باب

سیّآت (بدی)

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (پ انعام)

جوان آدمی جو پاکبازی اور تن درستی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہی اُس کے دھیان رکھنے کی بہت سی ضروری باتیں ہیں۔ عقل مند وہ ہی جو دوسروں کو دیکھ کر سبق حاصل کرے۔ جو لوگ بدراہی کی وجہ سے گرفتار مصیبت و آلام ہیں کیا اُن کی حالت ہماری عبرت کے لئے کافی نہیں ہی کیا ہم میں اتنی بھی سمجھ نہیں ہی کہ اپنے بھلے بُرے کو پہچان سکیں۔ نوجوانوں کے لئے سب سے بڑے خطرے کی بات بُری صحبت ہی اُسی سے خوب کیا جا سکتا ہی۔ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہی۔ اَلصُّحْبَةُ تَاثِيرٌ وَلَوْ كَانَ سَاعَةً۔ ایک گھڑی کی بُری صحبت تمھارے بگاڑنے کو کافی ہی۔ وہ لوگ تم کو اپنے رنگ میں رنگ لیں گے۔ بدمعاشوں اور اوباشوں کو کسی شریف آدمی کو بگاڑنے میں بڑا مزہ ملتا ہی کیوں کہ اس میں اُن کا خود فائدہ ہی۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ارے میاں دنیا میں کیا بار بار آنا ہی یہ چند روزہ کی بہار ہی جو کچھ دیکھ لیں کھا لیں پی لیں پہن لیں بس وہ اپنا سمجھو کیا ہم کو دوبارہ تھوڑی آنا ہی کیا یہ کوئی عقل مندی کی بات ہی کہ ہم کو دوبارہ آنا نہیں ہی تو اس لئے ہم کُھل کھیلیں۔ دنیا میں اپنی ناک کٹائیں حقیر و ذلیل اور خوار ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں جب ایک ہی دفعہ

---

۵۱ اور بے حیائی کی باتیں جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اُن میں سے کسی کے پاس بھی نہ پھٹکنا ۱۲

۵۲ گھڑی بھر کی صحبت کیوں نہ ہو مگر اثر ضرور ہوتا ہی ۱۲

اتنا ہی تو اور زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی چند روزہ زندگی دانشمندانہ طور پر راستی اور نیکی سے بسر کریں بھلا کوئی کہیں مہمان جاتا ہے تو ایسی اودھم مچاتا ہے۔ زندگی بہت تھوڑی ہے جب ہی تو ضرور ہے کہ عمر کو رائیگاں نہ کریں۔ جوانی برباد نہ کریں بلکہ یہی دن ہیں کہ جس میں ہم کو چال چلن کی ایسی حفاظت اور روک تھام کرنی چاہئیے کہ جو آیندہ زندگی کی عمدہ عمارت کی مستحکم بنیاد ہو ایسی صحبتوں ایسے جلسوں سے دور بھاگو کہ جن کے اثر سے تمھاری دنیا و دین دونوں غارت ہوں اور تمھارا دل ایسا سیاہ ہو جائے کہ پھر گناہ ہی گناہ معلوم نہ ہووے۔ نماز روزہ حج۔ قرآن شریف احکام الٰہی۔ قیامت وغیرہ سب سے بے خوف ہو گئے۔ کہتے ہو ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

کیا خوب جس کو تم آرام سمجھتے ہو وہ آرام نہیں ہے بلکہ وہی تمھارے دوزخ میں پہنچانے کا وارنٹ ہے اور عاقبت کی خبر خود تمھارے افعال سے ظاہر ہے

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ[1] (۲ بقر)

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

---

[1] اُن کے لیے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور اُن کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا (بھاری) عذاب ہے ۱۲

ایسے لوگوں سے دور بھاگو جو تم کو بُرے افعال کی طرف گھسٹیں۔ تجھیں بدنام کریں۔ تمھارے نام کو بٹہ لگائیں۔ تمھارے مال وجان کو غارت کریں۔ تمھاری ساری زندگی۔ تمھاری آیندہ کی امیدوں کو خاک میں ملائیں۔ دنیا تمھاری غارت کریں۔ اور دین میں بھی مُنہ دکھانے کو جگہ نہ رکھیں۔ یاد رکھو کہ ایسوں کی دوستی خدا سے دشمنی مول لینا ہو اچھوں میں بیٹھو گے اچھے کہلاؤ گے بُروں کے ساتھ بیٹھو گے بُرے کہلاؤ گے۔ تم نے دیکھ لیا ہوگا کہ ایسی ناشایستہ حرکات عموماً شب کے پردے میں کی جاتی ہیں۔ یہ وہ وقت ہو کہ تم کتاب دیکھو اخبار پڑھو یا تفریح کو جاؤ یا ورزش کرو نہ یہ کہ وقت عزیز کو لہو ولعب اور ہی ہی ہا ہا ہو ہو میں ضائع کرو۔ ان مزخرفات میں نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ دونوں بندھی باتیں ہیں۔ خدا کے بندے رات کو گھروں میں آرام کرتے ہیں بدمعاش راتوں کو داہی تباہی پھرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (۳۰ عم) جب خلق اللہ اپنے گھروں میں میٹھی نیند سوتی ہو اور چاروں طرف سنسان ہوجاتا ہو آمد ورفت موقوف ہوجاتی ہو تب اس کوچے میں رونق ہوجاتی ہو۔ چوری چھپے سب کام ہوتے ہیں۔ آوارہ گرد۔ ننگ خاندان اپنا مُنہ کالا کرنے کو نکلتے ہیں۔ کوئی کسی طوایف کے کوٹھے پر چڑھ جاتا ہو کوئی کسی اڈے میں گھس جاتا ہو کوئی جوا کھیلنے لگتا ہو کوئی

سلہ اور ہم ہی نے تمھاری نیند کو (موجب) راحت بنایا اور ہم ہی نے رات کو پردہ (پوشش) بنایا اور ہم ہی نے دن کو روزی (کے دھندوں کا وقت) بنایا ۱۲

شراب خانے اور چنڈو خانے میں جا براجتا ہے۔

ع رات کیا آتی ہے اک سر پے بلا آتی ہے

شہروں اور قصبوں میں ایک طوفان بے تمیزی برپا رہتا ہے جتنے شہدے۔ لچے ہیں
سب حشرات الارض کی طرح باہر نکل پڑتے ہیں۔ اے جوانوں سنبھلو اس طرف
ایک قدم نہ بڑھاؤ اپنے گھر میں رہ کر اچھی اچھی کتابوں کا مطالعہ کرو۔ چار بھلے مانسوں میں
بیٹھ کر کچھ سیکھو اندھیرے میں بھی ایسی جگہ قدم نہ دھرو جہاں اُجالے میں جاتے
ہوئے جھجکتے ہو۔ خدا کے سامنے اندھیرا اُجالا سب برابر ہے۔ کسی ایسے
سے دوستی نہ کرو جسے تم اپنے بزرگوں کے سامنے پیش نہ کر سکو۔ راتوں
کو ڈھنڈلاتے پھرنا بہت معیوب ہے اگر کہیں بہ ضرورت جانا ہی ہے تو (۹) بجے سے
پہلے پہلے گھر میں آجاؤ زیادہ دیر تک باہر رہنا تم کو خدا جانے کس بلا میں پھنسا دے
اور پھر آدھی آدھی رات تک جاگنا تمھاری صحت کے لئے بھی مضر ہے دوسرے دن
دس بجے دن تک پلنگ پر پڑے اینڈتے ہو گے اور ضروری کام کرنے کے
نہ کر سکو گے۔ علاوہ بری صحبت کے احتراز کے تم بری کتابوں سے بھی
بچو وہ بھی بری صحبت سے کچھ کم مضر نہیں ہیں۔ بعض کتابیں ایسی مخرب اخلاق
ہیں کہ بس ایک کتاب کا پڑھنا تباہی کے لئے کافی ہے اچھے اچھے دل بگڑ جاتے
ہیں۔ بھلا وہ بھی کوئی کتاب ہے جو نیکی اور نیکوکاری کو تمھارے دل سے نکال کر
اُس کی جگہ بدی اور بدکاری قایم کر دے۔ اس میں شک نہیں کہ ناولوں میں
دل خوب لگتا ہے اُس میں کسی قسم کی دماغی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ پڑھتے
چلے جاؤ دل سیر نہیں ہوتا طبیعت نہیں گھبراتی برخلاف اس کے علمی کتابوں

میں تو دل اور دماغ پر زور دینا پڑتا ہی وہ کیوں کر بھلی لگیں گی۔ تم ہم کو وہ کتابیں دکھلاؤ
جو تم دل لگا کر پڑھا کرتے ہو ہم تم کو ابھی بتا دیں گے کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔
جو آنکھیں فرضی عشقیہ قصوں پر ڈبڈبا آتی ہیں افسوس ہی کہ وہ اپنی کرتوت پر
کبھی نہیں روتیں رونے کا مقام تو ہمارے افعال ہمارے حرکات و سکنات
ہیں نہ کہ فرضی جھوٹے قصے۔ جو آدمی اچھی زندگی بسر کرنا چاہتا ہی۔ جس کا
دل پاک ہی جو گناہوں سے متنفر ہی وہ خدشہ سے محفوظ ہی لیکن جس آدمی کا
اوڑھنا بچھونا ایسی کتابیں ہوں جو فحش اور خلاف تہذیب مضامین سے پُر ہوں
بھلا کیسے ممکن ہی کہ وہ صحیح سلامت بچ سکے۔ مثل مشہور ہی کوئلوں کی دلالی
میں ہاتھ کالے۔ کوئی شریف آدمی ایسی کتاب کو ایک دفعہ پڑھ لینے کے بعد
ممکن نہیں ہی کہ اُس کے دل پر بدی کا گہرا نقش نہ ہو جائے جو مٹائے
نہ مٹے گا۔ ہمارا جسم کیا ہی ایک پنجرا ہی جس میں ایک درندہ نفس امّارہ۔
شیطان اور نور ایمان تین چیزیں بند ہیں بھلا کون اوندھی سمجھ کا ہوگا جو درندے
کو چھیڑ دے شیطان کو ورغلا دے اور پھر بچ سکے۔ اے بھائیو! تم ایسی کتابوں
کو پڑھنا تو درکنار کبھی چھونا بھی نہیں جس میں افعال ضمیر کو پسندیدہ لباس پہنا کر
تمھارے سامنے کھڑا کیا گیا ہو۔ یہی حال فحش اور برہنہ تصویروں کا ہی کیسے
کچھ بُرے خیالات اور جوش اُن کو دیکھ کر ہوتا ہی۔ ڈاکٹر بیانارڈ نے نیویارک
سوسائٹی میں ایک لکچر میں کہا تھا کہ " مجھے اپنے بچپنے کی ایک بات یاد ہی کہ
جب میری عمر بارہ سال کی تھی کہ مجھے ایک جرمن موچی نے ایک فحش کتاب
دکھلائی تھی اور خدا شاہد ہی کہ وہ تصویریں آج بھی میرے دل میں اُسی طرح

منقش ہیں جیسی کہ دیکھتے وقت تھیں۔ یوں دیکھنے کو میں نے ہزاروں تصویریں دیکھیں مگر اب کسی کا خیال بھی نہیں رہا۔ میں نے بارہا ارادہ کیا کہ اُنہیں تصویروں کا بالکل خیال چھوڑ دوں لیکن جب کبھی اُس مرحجی کا خیال مجھے آجاتا ہی تو ساتھ ہی اُس کے میرے پیش نظر وہ کمبخت کتاب بھی آجاتی ہی۔ اسی طرح گاف ٹمپرنس کے مشہور ریفارمر نے اوائل عمر کا حال ایک لکچر میں بیان کیا تھا کہ "میں خدا سے التجا کرتا ہوں کہ اے پروردگار میرے دل سے اُن خیالات بد کو جو نقش کالحجر ہو گئے ہیں دور کر دے۔ میں خود بھی اُن کو فراموش کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن کیا کروں کہ نہ وہ اب تک مٹے ہیں اور شاید مٹنے نظر آتے ہیں"۔ کسی حیادار آدمی کو برہنہ تصویریں نہ اپنے پاس رکھنی چاہئیں نہ کسی اور کو دکھلانی چاہئیں۔ دیکھنے والا اُس وقت بظاہر تو خوش ہو جاوے گا مگر تم کو تو لچا ہی سمجھے گا۔ ایسی تصویریں خواہ دیواروں پر زیبائش کے لیے لگی ہوئی ہوں خواہ البم میں ہوں خواہ صندوق میں پوشیدہ ہوں جہاں کہیں بھی ہوں رکھنے کے قابل نہیں۔ جناب مولوی نذیر احمد صاحب کی کتاب توبۃ النصوح میں نصوح کے بڑے بیٹے کلیم کے بیہودہ کتب خانے کا حال اس خوبی سے لکھا ہی کہ اگر ہم اُس کو یہاں نقل کریں تو ہماری کتاب میں اور ایک بیش بہا مضمون اضافہ ہو جاوے گا۔ ڈھونڈا۔ آخر باہر آکر نصوح نے نوکر سے پوچھا کہ کلیم کا اسباب کس جگہ رہتا ہی؟ نوکر۔ حضور۔ صاحب زادے نے دو کمرے لے رکھے ہیں اِس دکھن والے کمرے کا نام اُنھوں نے (سچے ہی تو ہیں) عشرت منزل رکھ چھوڑا ہی جب اُن کے ہم جولی آتے ہیں

توسب اسی کمرے میں بیٹھ کر کھیلا اور باتیں کیا کرتے ہیں۔ اُترو والے کمرے
کو خلوت خانہ فرمایا کرتے ہیں اُس میں اُن کے پڑھنے لکھنے کی کتابیں وغیرہ
ہیں۔ نصوح۔ عشرت منزل اور خلوت خانے کا نام سن کر چونکتا ہوا اور
اُس نے نوکروں سے کہا اچھا پہلے اس عشرت منزل کو کھولو۔ چنانچہ عشرت خانہ
کھولا گیا تو تکلف خانہ تھا۔ کمرے کے بیچ میں چوکیوں کا فرش اُس پر
دری اُس پر سفید چاندنی اس خوش سلیقگی کے ساتھ تنی ہوئی کہ کہیں وجھے
یا سلوٹ کا نام نہیں۔ صدر کی جانب گجرات کا نفیس قالین بچھا ہوا۔ گاؤ تکیہ
لگا ہوا۔ سامنے اوگالدان لب قالین بیچوان۔ چوکیوں کے گرداگرد کرسیاں
تھیں تو لکڑی کی مگر آئینہ کی طرح صاف اور چمکتی ہوئی۔ چھت میں پٹاپٹی کی گوٹ
کا پنکھا لٹکا ہوا۔ ہلانے کے واسطے نہیں بلکہ دکھلانے کے لیے۔ اُس کے
پہلوؤں میں جھاڑ جھاڑوں کے بیچ بیچ میں رنگ برنگ کی ہانڈیاں کیا تھی چھت
بلا مبالغہ آسمان کا نمونہ تھا جس میں پنکھا بجائے کہکشاں کے تھا۔ جھاڑ بمنزلہ
آفتاب و ماہتاب ہانڈیاں ہو بہو جیسے ستارے۔ چھت کی مناسب
حالت دیواریں تصویروں اور قطعات اور دیوارگیریوں سے آراستہ تھیں۔
نصوح اس ساز و سامان کو تھوڑی دیر سکتہ کے عالم میں دیکھتا رہا۔ اس کے
بعد ایک آہ کھینچ کر بولا افسوس کتنی دولت خداداد اس بیہودہ نمائش اور
تکلف و آرائش میں ضائع کی گئی ہے کیا اچھا ہوتا کہ یہ روپیہ محتاجوں کی امداد اور
غریبوں کی کاربرآری میں صرف کیا جاتا۔ اس کے بعد اُس کی نگاہ مقابل صدر پر
جا پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ آمنے سامنے دو میزیں لگی ہیں ایک پر گنجفہ۔ شطرنج

چوسر۔ تاش۔ کھیل کی چیزیں اور ارگن باجے رکھے تھے۔ دوسری پر گل دان اور عطر دان وغیرہ ایک نہایت عمدہ طلائی جلد کی موٹی سی کتاب۔ نصوح نے نہایت شوق سے اس کتاب کو کھولا تو وہ تصویروں کا البم تھا مگر تصویریں کسی عالم۔ فاضل۔ درویش۔ خدا پرست کی نہیں۔ کھوا پکھاوجی۔ تان رس خاں گویا۔ میر ناصر احمد بین نواز۔ صمد خاں پہلوان۔ کھلونا بھانڈ۔ حیدر علی قوال۔ نتھوا ہیجڑا۔ قاری محمد علی پھکڑ۔ عدو جواری۔ اس قسم کے لوگوں کی شیشہ آلات کی وجہ سے نصوح نے دیوار والی تصویروں کو بغور نہیں دیکھا تھا اب البم کو دیکھ کر اُسے خیال آیا۔ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو وہ تصویریں اور بھی بیہودہ تھیں قطعے اور طغرے اگرچہ اُن کا خط پاکیزہ تھا مگر مضمون و مطلب دین کے برخلاف مذہب کے برعکس نصوح نے وہیں سے ایک میر فرش اٹھا کر ان سب کی خبر لینی شروع کی اور بات کی بات میں کل چیزوں کو توڑ پھوڑ برابر کیا اور جو کچھ باقی رہا اُن کو صحن میں رکھ آگ لگا دی اور نوکروں کو حکم دیا اچھا اب خلوت خانہ کھولو۔ اُس میں تکلف کے معمولی ساز و سامان کے علاوہ کتابوں کی ایک الماری تھی دیکھنے میں تو اتنی جلدیں تھیں کہ انسان ان کی فہرست لکھنی چاہیے تو سارے دن میں بھی تمام نہ ہو لیکن کیا اُردو کیا فارسی سب کی سب کچھ ایک طرح کی تھیں۔ جھوٹے قصے بیہودہ باتیں۔ فحش مطلب بیچے مضمون۔ اخلاق سے بعید حیا سے دور۔ نصوح اُن کتابوں کی جلد کی عمدگی خط کی پاکیزگی کاغذ کی صفائی عبارت کی خوبی طرز ادا کی برجستگی پر نظر کرتا تھا تو کلیم کا کتب خانہ اُس کو ذخیرۂ بے بہا معلوم ہوتا تھا مگر معنی و مطلب کے اعتبار سے ہر ایک جلد سوختنی

اور وریدنی تھی۔۔۔۔۔۔ بار بار کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتا تھا اور رکھ رکھ دیتا
تھا آخر کار یہی رائے قرار پائی کہ اُن کا جلا دینا ہی بہتر ہی چنانچہ بھری الماری کتابیں
اوپر تلے رکھ کر آگ لگا دی۔ علیم (کلیم کا چھوٹا بھائی) دوڑا دوڑا جا اپنا کلیات آتش
اور دیوان شرر اُٹھا لایا اور باپ سے کہا کہ جناب میرے پاس بھی یہ دو کتابیں
اسی طرح کی ہیں۔ نصوح نے ان کتابوں کو بھی دو چار جگہ سے کھول کر دیکھا اور
کہا کہ واقع میں اِن کے مضامین بھی جہاں تک میں دیکھتا ہوں بُرے اور بیہودہ
ہیں لیکن تمھاری نسبت مجھ کو خدا کے فضل سے اطمینان ہو چلا ہے تو اپنی کتابوں کو
رہنے دو اگرچہ ان کا مطالعہ میرے نزدیک خالی از معصیت نہیں ہی۔
علیم کتاب جب دیکھنے اور پڑھنے کے لایق نہیں تو اس کا رکھنا بے سود بلکہ
خطرناک ہی بہتر ہوگا کہ ان کو بھی جلا دیا جا سے۔۔۔۔۔۔ ان کے نام بھی جلنا جلنا
پکارتے ہیں ارشاد ہو تو جھونک دوں۔ نصوح تمھاری مرضی ہی تو بسم اللہ۔
علیم نے آتش کو دہکتی آگ اور شرر کو جلتے انگاروں میں پھینک دیا۔
علیم کی دیکھا دیکھی میاں سلیم (چھوٹا بھائی) نے واسوخت امانت لا باپ کے
حوالے کی اور کہا کہ ایک دن کوئی کتاب فروش کتابیں بیچنے لایا تھا بڑے
بھائی جان نے۔ فسانہ عجائب۔ قصۂ گل بکاؤلی۔ آرایش محفل۔ مثنوی میر حسن۔
مضحکات نعمت خان عالی۔ منتخب غزلیات چرکیں۔ ہزلیات جعفر زٹلی۔
قصائد ہجویہ مرزا رفیع السودا۔ دیوان جان صاحب۔ بہار دانش با تصویر۔
اندر سبھا۔ دریائے لطافت میر انشاء اللہ خاں۔ کلیات رند وغیرہ۔۔۔
کے ساتھ واسوخت امانت اور دیوان نظیر اکبرآبادی دو کتابیں انھوں نے میرے

لیئے نکالیں اور کہا کہ وا سوخت تو خیر مگر یہ دیوان بڑی عمدہ کتاب ہی۔ میاں ہیرے کے
اشعار آج تک کسی نے جمع نہیں کئیے تھے اِس کے حاشیہ پر پردہ بھی ہیں
چوں کہ بھائی جان نے دیوان کی بہت تعریف کی تھی میں نے اُس کو نہایت
شوق سے کھولا تو پہلے ہی جو ہوں کا اجاز نکلا اُس کے مضمون سے میری طبیعت
کچھ ایسی کھٹی ہوئی کہ میں نے دو کتابیں پھیر دیں مگر بھائی جان نے یہ وا سوخت
زبردستی میرے سر مڑھی بھلا کوئی ایسی گندی کتابوں کو بھی پڑھتا ہی تب سے
میں نے اُس کو طاق میں ڈال دیا ہی آج مجھ کو یاد آ گئی میں نے کہا یہ بھی اپنی مراد
کو پہنچ جاے۔ جب کلیم کا خرمن عیش و عشرت جل بُھن کر خاک سیاہ ہو گیا
تو نصوح اندر گھر میں گیا۔ مولانا سے روم کا یہ شعر گویا ان ہی کمروں کی شان
میں ہی ؎

از بروں چو گور کافر پُر خلل　　　اندروں قہر خداے عزّ و جل

جن کتابوں کو نصوح نے جلایا اُن کے مضمون شرک اور کفر اور بے دینی
اور بے حیائی اور فحش اور بدگوئی اور جھوٹ سے بھرے ہوے تھے
...... یہ کتابیں کاہے کو تھیں گالی بھکڑ ہزلیات پڑ مکو اس ہزیاں خرافات
میں نہیں جانتا ان میں سے کون سا نام اِن کے لیئے زیادہ زیبا تھا" ہمارا
جو اصلی مدعا اس باب میں لکھنے کا ہی وہ ایسا وسیع ہی کہ اُس پر ایک جداگانہ کتاب
لکھی جا سکتی ہی کیوں کہ سیکڑوں قسم کے کھیل تماشے اور مشاغل قابل اعتراض
ہیں کہاں تک ان کو گنوایا جاے لیکن عام بات یہ ہی کہ تم کوئی ایسا مشغلہ اختیار
نہ کرو جس میں پیسہ برباد ہو یا وقت ضائع ہو یا جس میں صحت کو نقصان ہو یا جو

مخرب اخلاق ہو۔ دو مشاغل بظاہر بہت دل کش ہیں مگر اتنے ہی زیادہ خطرناک ہیں
اُن کے متعلق ہم کو خاص کر لکھنا ضرور ہی۔ ایک ناچ۔ دوسرا تھیٹر۔ ڈاکٹر سلوینس
سٹال جس ناچ کی مذمت کرتے ہیں وہ تو ولایت کا مہذب ناچ ہی جو شریف
بیویاں ناچتی ہیں اُس میں اُنھوں نے اتنے کیڑے ڈالے ہیں تو وا سے
برحال ہندوستان کے ناچوں کے جو کھلی فاحشہ عورتوں کا ہوتا ہی جن کا کام
ہی بدکاری ہی ایک تو کریلا کڑوا دوسرا نیم چڑھا۔ آپ یورپ کے ناچوں کا
حال سن کر یہاں کے ناچوں کو اُس سے اضعافاً مضاعفہ بلکہ اس سے
بھی زیادہ بلائے بے درمان سمجھیے۔ لوگوں کا خیال ہی کہ یورپ کا جو کام ہی
اچھا ہی اچھا ہی خواہ وہ شراب خواری ہی کیوں نہ ہو اور ناچ کو تو اکثر لوگ
یہی سمجھتے ہیں کہ بہو بیٹیاں ناچتی ہیں اُس میں کیا بُرائی ہی لیکن اس ناچ کا حال
ذرا کان کھول کر سنیے۔ نہ میری زبان سے بلکہ ڈاکٹر سٹال کی زبان سے
گھر کا بھیدی لنکا ڈھا سے "ناچ وہ تفریح ہی جو پاکدامنی کی برباد کرنیوالی ہی۔
حال میں فرقہ رومن کیتھولک کے ایک بڑے پادری نے پراٹسٹنٹ
فرقہ کے بشپ سے بیان کیا کہ ہمارے ہاں جو عورتیں مذہباً اپنے گناہوں
کا اقرار کرنے آتی ہیں اُن کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ بیس بگڑی ہوئی
عورتوں میں اٹھارہ کا ستیاناس صرف اسی ناچ ہی کی بدولت ہوتا ہی۔
اور مکلل زرق برق لباس زیورات کی جگمگاہٹ بجلی کی روشنی کی چکا چوند
شراب کی بدمستی رات کا وقت پھر ناچ کا ترلا ڈھنگ اور ایسی ہی اور
بہت سی باتیں سخت اعتراض کے قابل ہیں۔ ہمارے خیال میں سب سے

لاعلاج قباحت اور جو اصل باعث ناچ کی دل بستگی اور تشویق کا ہو وہ صرف عیاشی اور اوباشی کا چسکا ہی۔ بال کا لباس دیکھیے نصف جسم برہنہ۔ ناچ میں سایہ کا زیادہ اُٹھ جانا۔ ناچ کی چلت پھرت۔ جسمانی الصاق۔ طبائع کا جوشش اور ولولہ۔ باجے کی گت پر بے خودی میں ناچنا اور چک پھیری پھرنا۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ کیسا بھی آدمی ہو ضرور اُسے ہیجان ہو جاے گا۔ غالباً کوئی شخص اس بات کا اعتراف نہ کرے گا کہ وہ ایسی ٹھنڈی طبیعت کا ہی کہ عورت اُس کے سینے سے لگ جاے اور چک پھیری پھریں جب بھی اُس کی طبیعت قابو میں رہے۔ ہاں عورتیں البتہ کہتی ہیں کہ ناچ میں کوئی ایسی بات نہیں ہی جو عیاشی یا خیالِ فاسد کو مشتعل کرے لیکن باایں ہمہ بہت کر کے عورتیں ہی ناچ کے چکر میں گرفتار ہیں۔ اگر ہم ان کی اِس بات کے کہنے پر مجبور ہیں کہ یا تو وہ مردوں کی خواہشوں سے بالکل ناواقف ہیں یا کہ وہ اس بات کو سمجھتی نہیں یا جھتی ہیں اور سچی بات کہتی نہیں مگر پھر بھی ناچ کے پیچھے دیوانی ہیں۔ ذیل کا خط ایک ایسی لیڈی کا ہی کہ جس نے علم ادب میں بڑی شہرت پائی ہی۔ اور جس نے ہمیشہ کے لیئے ناچ چھوڑ دیا ہی یہ ایک سچا اور کھلا اقبال ہی اور ایک حد تک دوسری عورتوں کے دلی جذبات کا بھی اسی سے اندازہ ہو سکتا ہی۔ جن کا نہ عورتیں اندازہ کرتی ہیں نہ خود محسوس کرتی ہیں اور نہ دوسروں سے دل کھول کر کہتی ہیں مگر ڈالنز (ایک قسم کا گول ناچ) پر گرویدہ ضرور ہیں۔ "اُس زمانے میں میں پولکا اور جینیا ریل (ناچوں کے نام ہیں) کو پسند نہ کرتی تھی اور تعجب کرتی تھی کہ کیوں لوگوں کو یہ

مدھم ناچ پسند ہیں لیکن والٹز کی پھسلواں چک پھیری میں کچھ ایسا مزہ ملتا تھا
کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اُس کے تصور ہی سے میرا دل بانسوں اُچھلنے
لگتا تھا اور جب میرا جوڑی دار جس سے میرا ناچ ٹھہر چکا تھا مجھے لینے آتا تھا
تو مارے خوشی کے میرے چہرے پر سرخی دوڑ جاتی تھی اور سچی بات
یہ ہے کہ میں اُس سے (مارے شرم کے) پہلی جیسی صاف دل سے آنکھ
نہ ملا سکتی تھی لیکن میری انتہائی خوشی کے دیکھنے کا تو وہ وقت ہوتا تھا کہ
وہ مجھے اپنی کرم بغل میں دبا لیتا تھا اور چک پھیریوں سے میرا سر چکرانے
لگتا تھا کہ اسی حالت میں ایک ایسا ناقابل اظہار لطف ملتا تھا کہ سر سے
پاؤں تک سنسنی دوڑ جاتی تھی۔ میری حالت یہ ہوتی تھی کہ میں ایسی نڈھال
اور بے سکت ہو جاتی تھی کہ ناچار اپنے ساتھی پر ایسی جھک جاتی تھی کہ
اُسے اپنے ہاتھ سے جو میری کمر کے گرد ہوتا تھا سنبھالنا پڑتا تھا۔ اگر کبھی
میرا پارٹنر اناڑی ہوا یا ناچ کے نکات سے ناواقف ہوا اور اُس کے ساتھ
ناچنے میں مجھے وہ لطف نہ ملا (جو اوپر لکھ آئی ہوں) تو پھر دوبارہ میں
اُس کے ساتھ کبھی نہ ناچتی تھی۔ جب میں نے صاف صاف کھلے دل سے
اپنی کیفیت کہہ دی ہے تو میری اس بات کو بھی یقین کرنا چاہیئے کہ میں جب
کچھ نہیں سمجھتی تھی کہ یہ کیا معاملہ تھا اور اس ناچ میں جو مجھے دلی خوشی ہوتی تھی
وہ کیا بات تھی۔ لیکن اگر اُن دنوں میرا چہرہ غیر معمولی خوشی سے تمتما اٹھتا تھا تو
آج اُس کے تصور سے تمتماہٹ تو وہی ہے مگر شرم اور ندامت کی۔
اب مجھے معلوم ہوا کہ جس بات کی مجھے مسرت تھی وہ صرف قوائے شہوانی تھے۔

جو جواں مرد کے مقناطیسی اثر کے ادغام سے پیدا ہوتے تھے نہ میں زلیخ کی
عاشق تھی نہ ان مردوں پر فریفتہ تھی میں تو صرف وارفتگی کی دیوانی تھی اسی وجہ سے
میری فطرت اسفل غیر معمولی طور پر مشتعل ہوگئی میری شرم ورم سب جاتی رہی
دیدہ ہوائی ہوگیا پہلے تو شرم کے مارے کسی کے سامنے آنکھ نہ کر سکتی
تھی یا اب یہ حال تھا کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنے کی جرأت ہوگئی۔
نوبت باین جا رسید کہ والٹز کا ناچ میرے لیے اور ہر اُس شخص کے لیے
جو میرے ساتھ ایک دفعہ ناچ لیتا تھا ایک ایسی مسرت انگیز خواہش تھی کہ جس کا
ارمان دل کا دل ہی میں رہ جاتا تھا ؎

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ نکلی مُنہ سے
کہنے کو شمع کی مانند زباں رکھتے تھے

یہ بالکل شہوانی خوشی تھی جہاں دل سے دل اور ہاتھ سے ہاتھ مل جاتے
تھے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ باتیں ہو جاتی تھیں جو زبان سے کبھی ادا
نہیں ہو سکتیں ؎

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا +

یہ تو حال تھا مگر کسی نے اُلٹ کر اتنا بھی نہ کہا کہ یہ بُری بات ہے۔ میرے دماغ
میں وہ کانا پھوسی کی باتیں چکر لگایا کرتی تھیں جو ناچ کے وقت ایک آگ پھونک
دیتے تھے اور تنہائی میں اُس کے تصور سے مارے خوشی کے
دل پھڑک اُٹھتا تھا گو وہ حالت قابل بیاں نہیں مگر دل مسوسنے والی ہے۔

انجھر۵۱ مار بران یوسف صبول گئی بھی بادریاں۔ کس کام پر جی نہیں لگتا تھا پڑھتے پڑھتے میرا دل اوچاٹ ہو جاتا تھا اور اپنے کسی دوست کی شوخی بیباکی اور چہل کی کوئی بات یاد آجاتی تھی ؎

یاد آیا سے کہ در کوے مکانے داشتم
ہمچو بلبل در چمن ہم آشیانے داشتم

اب تو میری شادی ہو گئی گھر والی بال بچے دار ہو گئی اور خدا کا شکر ہے کہ مجھے ایسا تجربہ حاصل ہوا ہے کہ کبھی میں اپنی چھوٹی لڑکیوں کو ایسی خطرناک باتوں کے پاس پھٹکنے نہ دوں گی لیکن جب جوان بھولی بھالی دوشیزہ لڑکی جو دنیا داری کی باتوں سے ناواقف محض ہو ایسی حالت ہو جیسی کہ مجھ پر گزری ہے تو واسے برحال ان بیاہی ہوئی عورتوں کے جو آنکھوں کی ہر حرکت سر کی ہر جنبش۔ ہاتھ کی گرفت۔ بغل گیری کے معنی اچھی طرح جانتی ہوں اور یہ جان بوجھ کر خود اپنی طرف سے بھی ایسی باتوں کی تائید کرتی ہیں اور کھل کھل کر ناچتی بھی جاتی ہیں۔ اس میں ذرا شک نہیں ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنا مزدور بے غیرتی کی خطرناک سڑک پر چلنا ہے۵۲،، نوجوان کے لیے ایک بلا سے بے درمان تھپڑ بھی ہے جس سے ہر شخص کو محترز رہنا چاہیے۔ اسی کے اثر بد سے بہت سے جوان آدمی روز بروز ایسے بگڑتے چلے جاتے ہیں اور گناہوں میں ملوث

---

۵۱ کس غضب کا انجھار اکلیجہ نکال لیا جس سے میرے ہوش و حواس بجا ہی نہیں رہے اور دیوانی ہو گئی۔ دیوانہ کیا جان کیا جادو ڈالا ۱۲

۵۲ اس فقرہ میں اشعار دیکھ کر بیادا لوگوں کو یہ گمان ہو کہ ہم نے کچھ (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

ہوتے جاتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ ایک مرتبہ ڈاکٹر بیچر نے جب وہ نوجوانوں کے ایک بڑے مجمع میں وعظ کہہ رہے تھے بیان کیا کہ "اگر کوئی شخص تھیٹر سے بڑھ کر جلد دوزخ میں پہونچنے کا طریقہ ایجاد کرسکتا ہے تو اُس کو اپنی ایجاد کو ضرور پیٹنٹ کرالینا چاہیئے" خیال کیا جاتا تھا کہ ساٹھ ستر برس کے بعد تھیٹروں کی حالت کچھ درست ہوجائے گی اور وہ گمراہی سے اُبھر آئیں گے۔

بدی اور جرائم کی تصویر کشی تو ہمیشہ سے ناٹکوں کا اصل مقصد رہا ہے لیکن اگر ان عیوب کے رفع کرنے کی کوشش کی جاتی تو جیسا اس وقت کیا تھا ان لوگوں کو ایسا مالی نقصان پہونچتا کہ دیوالہ نکلنے کے قریب ہوجاتے۔ اگر تھیٹر میں پاکبازی کی تعلیم ہوتی تو اُن کے لباس سیدھے سادے ہوتے لیکن بدکاری ہمیشہ زرق برق لباس میں نمودار ہوتی ہے۔ اوباشی کی جھلک بھڑکیلے لباس میں نظر آتی ہے اور جب ہی پوشیدہ خواہشوں کی تحریک ہوتی ہے۔ تھیٹر کے اثرات فوراً لڑکوں کی طبیعت میں گھر کرجاتے ہیں۔ سالہاسال میں ماں باپ نے جان مار کر جو کچھ اخلاق کی درستی اور تربیت کی ہے اُس پر ایک ہی گھنٹے میں پانی پھر جاتا ہے۔ شراب خواری کا چسکہ یہیں پڑتا ہے۔ آوارہ گرد لچّوں بدمعاشوں۔ شرابیوں جواریوں۔ فاحشہ عورتوں کی صحبت تھیٹر ہی میں میسر آتی ہے جس کا رنگ فوراً طبیعت پر چڑھ جاتا ہے۔ یہاں عورتوں کو برہنہ لباس میں دیکھ کر اُن کے ناز و انداز

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) رنگ آمیزی کا کچھ نہیں۔ یہ ترجمہ بالکل صحیح صحیح ہے ہم نے اپنی طرف سے صرف چند اشعار موقع کے لحاظ سے البتہ بڑھا دیئے ہیں ۱۲

اور نخرے اور چہل پہل کچھ اس غضب کے ہوتے ہیں کہ پہلے پہل تو مارے شرم کے انسان عرق عرق اور انگشت بدندان ہوجاتا ہی مگر تھوڑی دیر میں اُسی شخص کے بدن میں گرگدی پیدا ہوتی ہی اور ایسا ولولا اور جوش اُٹھتا ہی کہ دل بے قابو ہوجاتا ہی اور ہزاروں آدمی روشنی کی چکاچوند معشوقوں کے خرام ناز سے ایسے متوالے ہوجاتے ہیں کہ جھٹ بار روم میں گھس جاتے ہیں جوا کھیلنا شروع کردیتے ہیں اور اُن ناگفتہ بہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جن کا سامان کثرت سے تھیٹروں میں مہیا رہتا ہی۔ یہاں فاحشہ عورتیں چاروں طرف منڈلاتی پھرتی ہیں جو بہت آسانی سے ایک اچھوتے آدمی کو شکار کرلیتی ہیں۔ بہت سے آدمی تھیٹر میں جا کر ایسے مبہوت ہوجاتے ہیں کہ پھر اُنھیں کچھ آگا پیچھا نہیں سوجھتا۔ ہم نے مانا کہ اگر اس قسم کی افسوسناک صورت شروع میں پیش بھی نہ آئے تو بھی دل کا التہاب۔ اخلاق کی خرابی۔ بدکاری کی ترغیب و تحریص۔ دل کی خرابی اور گمراہی کیا کچھ کم خوف ہی جو ہر شخص کو لگا ہوا ہی ناچ اور تھیٹر کا تماشا دیکھنا یہ دونوں باتیں پاکبازی کی دشمن جانی ہیں اور انسان کو ایسا برباد کرنے والی ہیں جیسا آگ کو پانی۔ لوہے کو زنگ۔ ربر کو تیل۔ زندگی کو موت۔ اس میں شک نہیں کہ ہر نوجوان آدمی کو دل بستگی اور تفریح کا کچھ نہ کچھ سامان کرنا چاہیے لیکن ایسی بات کیوں کرے جس سے لوگ نام دھریں اور اُنگلیاں اُٹھنے لگیں۔ اسی کے قریب قریب تاش اور گنجفہ اور چوسر وغیرہ بھی ہی جو پہلے تو خالی تفریح معلوم دیتی ہی مگر آگے چل کر بازیاں بد بد کے کھیلنے ہیں جس میں سیکڑوں روپیوں کی ہار جیت ہوتی ہی اور گھر کے گھر برباد ہوجاتے ہیں

پھر اس کی لت ایسی پڑ جاتی ہے کہ ہر وقت اسی کی دُھن رہتی ہے نہ وقت کا خیال رہتا ہے نہ کام کی فکر تمام وہ وقت جو اپنے فرائض یا عمدہ کاموں میں صرف کرنے کا ہے ان مزخرفات میں ضائع ہوتا ہے پس جس کو ہم تفریح سمجھے ہوئے ہیں وہ ہرگز تفریح نہیں ہے۔ ہاں تفریح ایسی ہوتی ہے جیسے آٹے میں نمک نہ یہ کہ سارے کام اپنے پڑے ہیں صبح سے شام تک پنجا چھکا چل رہا ہے یا نسے پھینک رہے ہیں کوڑیاں کھڑک رہی ہیں گوٹیں ماری جا رہی ہیں شطرنج کی بازی بچھی ہوئی ہے تو نہ کھانے کا خیال نہ مدرسہ جانے کی فکر بس اسی پر اوندھے پڑے ہیں ایسا آدمی دو کوڑی کا ہو جاتا ہے۔ کبوتر بازی۔ بٹیر بازی۔ مرغ لڑانا۔ مینڈھے لڑانا۔ پتنگ بازی۔ گیڑیاں اور گیند تڑی کھیلنا یہ سب ایسے بیہودہ اور نامعقول مشغلے ہیں کہ سوائے کمینوں اور رذیلوں کے اب کوئی شریف آدمی تو ادھر رخ بھی نہیں کرتا۔ ہار جیت کے جتنے کھیل ہیں سب حرام ہیں اور یاد رکھو کہ جوا شراب خواری اور زنا کاری یہ سب ان کھیلوں کا لوازمہ ہیں اس لت کے آگے پھر دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ زندگی صرف بیکاری۔ آرام طلبی۔ ہنسی۔ مذاق۔ ٹھٹے بازی اور بچکڑ کا ہی نام نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنے متعدد فرائض اپنی مختلف ذمہ داریوں کی طرف سے ایسی بے اعتنائی نہیں کر سکتا کہ

ع دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

اگر تم کھیلوں میں پھنسو گے تو لا محالہ جواریوں شرابی افیونی چنڈو باز بھنگڑوں سے سابقہ پڑے گا جن کی صحبت میں ایک لمحہ بیٹھنا کوئی شریف گوارا نہیں کر سکتا۔ آج کل سب سے زیادہ تاش کی وحشت لوگوں کو ہے اگر تم نے آج

تاش نہیں کھیلا ہے تو میں تم کو کبھی صلاح نہ دوں گا بس اسی میں خیر ہے کہ تم تاش کی گڈی کو سرے سے ہاتھ ہی نہ لگاؤ ۔ شروع شروع میں تمھارا ایمان دل میں چٹکیاں لے گا اور تمھیں ایک اوپری بات معلوم ہوگی لیکن شاید تم اپنے دل کو یہ جھوٹی تسلی دے کر سمجھا لو کہ ہم نے ایسی کون سی انوکھی بات کی ساری دنیا کرتی ہے اس میں گناہ کی بات ہی کیا ہے ہم کیا دنیا سے نرالے ہیں ۔ جہاں یہ خیال جما تو پہلے تو تم کبھی کبھار کھیلتے ہوگے اب تو دل کھول کر کھیلنے لگو گے اور رفتہ رفتہ زیادہ دل چسپی کے لیے شرط بد کر بھی کھیلنا شروع کر دو گے ۔ اچھی باتوں سے تمھیں نفرت ہونے لگے گی ۔ اگر کوئی نصیحت کرے گا تو تلخ معلوم دے گی اوقات مقررہ پر کام کرنا ایک بار ہو جائے گا ۔ چھٹے چھٹے تاش بس یہی دُھن رہے گی اور تمھیں خبر بھی نہ ہوگی کہ تم ایسے ریلے میں پھنس جاؤ گے جو بدکرداری ۔ بددیانتی ۔ دغابازی ۔ مکر و فریب کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اور تم کو اپنی رَو میں سمیٹ کر ہمیشہ کی بربادی کے تہ میں ڈال دے گا ۔

شراب خواری بھی ایک بڑی سخت بلا ہے ۔ اس کے نقصانات اور اس سے جو بربادی اور تباہی ہوتی ہے اُس کی تفصیل کے لیے ایک جداگانہ کتاب درکار ہے مگر یہاں علی سبیل الاختصار ذکر کیا جاتا ہے ۔ شکر ہے کہ شراب خواری کی کثرت اس ملک میں اس درجہ نہیں ہے جیسی کہ یورپ میں ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ انگریزوں کی تقلید میں اب شراب خواری بھی ایک قسم کی ڈگری سمجھی جاتی ہے جو نہیں پیتا اُس کو ایک گونہ بے وقوف اور احمق اور تہذیب سے گرا ہوا سمجھا جاتا ہے آزادی اس درجہ خمیر میں بڑھ گئی ہے کہ اُن لوگوں کا مقولہ ہے کہ

ع کیا ایک چلو پانی سے ایمان بہ گیا

شراب مذہباً کیوں حرام ہے اس بحث کو تو چھوڑ دیجیے شرابیوں کو مذہب سے کیا تعلق خود شرابیوں کی جو حالت سب کی پیش نظر ہے وہ کیا کچھ کم عبرت ناک ہے عزت - آبرو - جان ومال - صحت وعافیت - گھر وار - جورو بچے سب کو خیرباد کہنا پڑتا ہے صرف یونائیٹڈ سیٹ امریکہ میں ساٹھ ہزار آدمی سالانہ اس دیوزاد کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں - لیکن بات یہ ہے کہ شراب خواری کے مارے ہوے لوگ اور اُن کی آئے دن کی تباہی کو دیکھ دیکھ کر مساوات سی ہو گئی ہے ورنہ تھوڑا سا بیان بھی نوجوانوں کے لیئے اس قدر کافی ہوتا کہ وہ شراب کو ہاتھ نہ لگاتے لیکن غفلت کا پردہ ایسا کچھ پڑ گیا ہے کہ مطلق پروا نہیں کی جاتی اور اسے ایک معمولی بات سمجھ لیا ہے حالاں کہ جن کے ہاتھ میں شراب کا گلاس پہلے پہل آتا ہے وہ بھی اپنی آنکھوں سے ہزارہا آدمی اسی میں مرتے دیکھ چکے ہیں مگر پھر بھی کچھ عبرت نہیں ہوتی - مالٹ (جو جسے بھگو کر شراب بناتے ہیں) اور شراب کے بنانے میں صرف اسی ملک (امریکہ) میں اتنا اناج کھپ جاتا ہے جتنا کہ سارے ملک کی خوراک کو کافی ہو سکتا تھا - صرف شراب پر سالانہ اتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے جو تمام ملک کی روٹی - گوشت - اور معمولی مرفے سے بھی زیادہ ہے شراب کا صرفہ تمام گرجاؤں پادریوں کے مکانوں مدرسے کی عمارتوں کی نہ صرف لاگت سے بلکہ اُن کی زمینات کی قیمت بھی شامل کر لی جاسے تو اُس سے دو چند ہوتا ہے - کہا جاتا ہے کہ انگلش اور امریکہ دونوں ملکوں کے لوگ سالانہ ۱۵۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر[۱] شراب خوری

[۱] امریکہ کا سکہ ہے ایک ڈالر چار شلنگ دو پنس کا ہوتا ہے جس کے چار پیسے ہوتے ہیں ۱۲

میں صرف کرتے ہیں اگر اس رقم کو اوپر تلے رکھا جاسے تو ہماری گنہگاری کی شرمناک یادگار ۲۹۹۵ میل زمین سے اوپر بلند ہوگی یا اتنا فاصلہ ہوگا جو قریب قریب نیویارک اور سین فرنسسکو کے درمیان ہے۔ اتنا بڑا بھاری صرفہ نہ صرف لوگوں کو عسرت میں مبتلا کرتا ہے بلکہ قوم کو مفلس بناتا ہے۔ اگر اتنی بڑی رقم خطیر لوگوں کے پیٹ بھرنے اور لباس اور اُن کی آسائش جائز میں صرف ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ الکحل (روح شراب) کسی قسم کی غذا نہیں ہے بلکہ جسم انسان کی دشمن جان ہے الکحل کو معدہ قبول نہیں کرتا نہ قابل ہضم ہے بلکہ جب معدہ میں پہنچتا ہے تو کوشش اُس کو بذریعہ نفس کے باہر پھینک دیتے ہیں اور ہر عضو جسمانی اُس کے اخراج کی کوشش کرتا ہے۔ اگر زیادہ مقدار میں اس کا استعمال کیا جاسے تو وہ دوران خون میں شریک ہو کر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ اور تمام جسم کو خراب کرتا ہے۔ جگر کو بڑھا دیتا اور خراب کردیتا ہے اور عام تن درستی کو غارت کرتا ہے جس سے چہرے پر تہیج اور آنکھیں چڑھی ہوئی اور بدن پر سرخ چٹے پڑ جاتے ہیں۔ اگر تم بہتر سے بہتر شراب بھی لو اور اُسے دیا سلائی لگاؤ تو وہ بھک سے اُڑ جاسے گی جو الکحل کی موجودگی کا بیّن ثبوت ہے۔ اگر اُس میں پانی ملا کر دیا سلائی لگادو تو الکحل تو جل جاسے گا اور گلاس میں خالی پانی رہ جاسے گا۔ اگر کسی شرابی کے جسم کا خون لے کر اُسے دیا سلائی لگا دو تو اُس کا بھی یہی حال ہوگا کہ الکحل تو جل جاسے گا صرف خون ہی خون رہ جاسے گا۔ شراب میں الکحل کے سوا اور ایسے اجزا بھی ملاسے جاتے ہیں جو مضر صحت ہیں۔ جز غضب

اس میں یہ ہے کہ پینے کے بعد چھوٹتی نہیں جتنا پیتے جاؤ اُتنی ہی خواہش بڑھتی جاتی ہے

ع چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

اگر تم اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو ہرگز اس کے پاس نہ پھٹکو شراب خواری اور زناکاری دونوں کا جوڑ ہے شراب کے نشے میں عقل سلب ہوجاتی ہے کیسے کیسے ناگفتہ بہ حرکات سرزد ہوتے ہیں۔ شرابی ساری دولت پھونک دیتا ہے گھر میں ٹھیکرا بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ بڑے بڑے جرایم کا ارتکاب صرف نشہ کی بدولت ہوتا ہے شرابی کو کسی قسم کی شرم یا پاس عزت باقی نہیں رہتا وہ اس لت کا غلام بن جاتا ہے عورت ہو یا مرد جو کوئی پیئے گا بس سمجھو کہ وہ دنیا اور دین دونوں سے گیا کیوں کہ انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ کوئی شرابی جنت میں داخل نہ ہوسکے گا۔ قرآن شریف میں بھی اس کی حرمت بڑی شد و مد سے آئی ہے جیسا کہ ہم اوپر کہیں ذکر آئے ہیں شراب کا استعمال کے یہ نتایج ہیں۔ عام تن درستی کی بربادی۔ چہرہ کی بدنمائی۔ نظام عصبی کی کمزوری رعشہ۔ حافظہ و عقل کا نقص۔ خبط الحواس۔ عمدہ اور پاکبازی کے خیالات کا کند ہوجانا۔ محتاج خانے اور جیل خانوں کی آبادی کی ترقی والدین کی دل شکستگی بال بچوں کا افلاس اور خانہ بربادی۔ مختلف گناہوں کا ارتکاب۔ جنگجوئی اور آخر کار شرابی کا انجام سوا بربادی کے اور کچھ نہیں ہے ۵

تَرَکْتُ النَّبِیْذَ وَشُرَّابَهُ ‏ وَصِرْتُ حَدِیْثًا لِمَنْ عَابَهُ

شَرَابٌ یُضِلُّ سَبِیْلَ الْهُدٰی ‏ وَیَفْتَحُ لِلشَّرِّ اَبْوَابَهُ

۵ میں نے شراب اور شرابیوں کو چھوڑ دیا اور جو شخص اُن کی برائی کرتا ہے اُسکے ہم زبان ہوگیا ہوں

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آیندہ)

جتنے صیغہ ملازمت کے ہیں وہ سب شرابیوں کے لیئے بند ہیں خصوصاً ریلوے
اور جہازوں کی کمپنیاں شرابیوں کو نہیں لیتیں اور اسی طرح اور بہت سے ذرایع
معاش کے دن پر مسدود ہیں اور آیندہ کے لئے مسدود ہوتے چلے جاتے
ہیں - بخیال تمھاری اپنی جان کے بدی سے بچنے کے اور بخیال دُنیاوی کامیابی
کے اور روح کی پاکبازی کا تو کچھ کہنا ہی نہیں تم کو اس بلا سے بے وہاں سے
الحذر مانگنا چاہیئے جو ہزارہا نوجوانوں کی ہر مہینے قبریں کھود کر تیار کر دیتی ہے -
الحمدللہ کہ مسلمانوں میں یہ کثرت نہیں نہ ہندوستان میں ایسا شدت ہے مگر جتنی کچھ ہے
وہ بھی قابل افسوس ہے - ولایت کا ملک سرد ہے وہاں شراب خواری سے
اتنا بہت نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ اس گرم ملک میں ہوتا ہے یہاں تو یہ ظالم
بہت جلد کلیجہ بھلس دیتی ہے اور بہت سے نوجوانوں کو جلد زندہ در گور کر دیتی
ہے - پھر انگریز اگر پیتے ہیں تو وہ ازبہت تھوڑی مقدار میں اور یہاں تو وقت
دیکھیں نہ بیلا دَور پر دور چلا ہی جاتا ہے - ذرا دیر ہوئی کہ خمار شروع ہوا اعضا شکنی
محسوس ہوئی پھر وہی شغل ہے - یہ بلا بحالت خوشی بھی زیادہ ہوتی ہے اور بحالت غم بھی
شرابی کو سوا اپنے کسی کی پروا نہیں رہتی جورو بچوں پر کچھ ہی گزر جاے
گھر لٹ جاے ان کو کچھ غرض نہیں ہے ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو ‍ ‍ ‍ اک گونہ بیخودی مجھے ہر آن چاہیئے

تماکو کا بھی قریب قریب یہی حال ہے کہ لاکھوں روپیہ اس میں برباد ہوتے ہیں -

---

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) شراب ہڈیوں کے راستے سے گہراہ کرتی ہے اور بدکاری کی راہ کھول دیتی ہے ۱۲)

سرکاری حسابات سے یہ بات ثابت ہی کہ روٹی سے زیادہ تماکو پر خرچ ہوتا ہی۔ امریکہ میں اگر ایک ڈالر انجیل کی اشاعت میں صرف ہوتا ہی تو ایک سو بیس ڈالر صرف تماکو پر خرچ ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں کو حد اعتدال سے استعمال کرنے کی حالت میں تماکو سے کوئی نقصان محسوس نہیں ہوتا تاہم انسان کے کسی حصۂ عمر میں اس کی عادت مفید نہیں پائی جاتی۔ سب اس بات پر متفق ہیں کہ چڑھتی جوانی کی حالت میں تماکو ضرور معتر ہی۔ جب تک نمو کامل نہ ہو جاے تماکو کا استعمال قوت نامیہ کو روک دیتا ہی اور اعصاب ٹھٹھر کر لجلجے اور کمزور ہو جاتے ہیں اگر کثرت سے استعمال کیا جاے تو بصارت کو مضر ہی۔ آنکھوں کے معالج کہتے ہیں کہ جب وہ میگنی فائی انگ لنز (یعنی وہ آئینہ جس سے چیز بڑی نظر آوے) کے ذریعہ سے آنکھ کا امتحان کرتے ہیں تو فوراً اُس شخص کو تبلا سکتے ہیں جو تماکو کا زیادہ استعمال کرتا ہی۔ ثقل ساعت بھی اس سے ہوتا ہی۔ دل پر اثر ہو کر اختلاج قلب ہو جاتا ہی۔ تماکو کا بڑا اثر اعصاب پر ہوتا ہی خواہ وہ پیا جاے یا کھایا جاے اس سے آدمی کم جرأت۔ بزدل اور چڑچڑا ہو جاتا ہی ذراسی بات میں اُس کا دل دھڑکنے لگتا ہی۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ عمل جراحی میں اس کا اکثر تجربہ ہوا ہی کہ تماکو نوش بڑے ڈرپوک ہوتے ہیں اُن میں مردانگی طبیعت باقی نہیں رہتی اور ذرا سے آپریشن کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ تماکو سے دانت بدرنگ ہو جاتے ہیں مُنہ میں بوآنے لگتی ہی۔ لعابی غدودوں میں تحریک پیدا ہو جاتی ہی۔ ضعف معدہ۔ پستی۔ چہرے کی زردی اور عام کمزوری ہو جاتی ہی۔ اس سے دوران سر بھی اور خون کا دوران دماغ کی طرف زیادہ ہو جاتا

ہے۔ حافظہ کند ہو جاتا ہے اور جگر بھی بگڑ جاتا ہے۔ بعض وقت منہ میں ناسور بھی
ہو جاتا ہے جیسے کہ مشہور جنرل گرانٹ کے ہو گیا تھا۔ علاوہ ان تمام نقصانات
کے اس مد فضول میں ایک کثیر رقم کا صرفہ بھی بے کار محض ہے پھر اس کے ساتھ
ہی بعض ایسی عادتیں ہو جاتی ہیں جو دوسروں کو ناگوار ہوتی ہیں مثلاً بار بار
کھنکارنا اور تھوکنا یا پان کی پیک پچ پچ تھوکنا۔ سگریٹ پینا تو سب سے
زیادہ مضر ہے خصوصاً اُس کا دھواں حلق کے نیچے اُتار کر ناک سے چھوڑنا
چُرٹ اور سگریٹ دونوں سے حقہ بہتر ہے کہ اُس میں سفیدے کی آمیزش
رہتی ہے اور دھواں پانی میں سے چھن کر آتا ہے اس واسطے فی الجملہ ٹھنڈا ہوتا
ہے۔ تماکو پینے سے اکثر حلق خشک ہو جاتا ہے یہ تحریک ہے پیاس بجھانے
یعنی شراب خواری کی اور جو لوگ تماکو نہیں پیتے وہ یقیناً اس قسم کی ترغیبوں
سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اُسے اپنا
خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور اُسے دنیا کی بادشاہت اور تمامی مخلوقات پر
حکومت دی کیسے افسوس کی بات ہے کہ تمام قوم اپنے گناہوں کے سبب سے
خدائی بادشاہت سے بے تاج و تخت کر دی گئی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا
بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ سلہ ۱۲۔ رعد
لیکن سب سے بڑھ کر رونا تو اس بات کا ہے کہ بہت سے لوگوں میں اپنے

سلہ جو (نعمت) کسی قوم کو (خدا کی طرف سے) حاصل ہو جب تک وہ (قوم) اپنی ذاتی صلاحیت
کو نہ بدلے خدا اُس (نعمت) میں کسی طرح کا تغیر (تبدل) نہیں کرتا ۱۲

نفس پر بھی حکومت کرنے کی قابلیت باقی نہ رہی بلکہ وہ خود اپنی بدترین خواہشات نفسانی کے مغلوب بن گئے۔

ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

چاہیئے یہ تھا کہ ہم ایسی باتوں کے پاس نہ پھٹکتے جو ہم کو راہ راست سے ڈگمگاتی ہیں اور ہم کو بندۂ نفس بناتی ہیں لیکن اُن کی خرابی کے لچھن یہ دیکھنے ہیں کہ وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہی باتیں کرتے ہیں جن سے اُن کو بچنا چاہیئے اور ایسی ہی باتوں کو پسند کرتے ہیں جو جلد تر اُن کو گھسیٹ کر بربادی کے قعر میں ڈال دیں۔ اگر کسی چوہے دان میں کوئی چوہا پھنس جاتا ہی تو ہم کو بہت تعجب ہوتا ہی کہ اُس بے وقوف کو دوسرے مرے ہوے چوہے بھی نہ سوجھے اور اس سے بھی نہ ڈرا لیکن یہ تو خیر بے عقل جانور ہی مگر تعجب تو ہمارے ہزاروں عقل مند بھائی بندوں پر ہی کہ دیدہ و دانستہ آے دن یہی کر رہے ہیں وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو مبتلاے مصیبت و آلام دیکھتے ہیں لیکن کچھ پروا نہیں کرتے اور پھر خود اُسی جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اگر بری صحبتوں فحش کتابوں اور تصویروں۔ جلسوں۔ میلے ٹھیلوں۔ ناچ رنگ۔ جوے۔ شراب خواری کے نتائج آے دن ہم کو دکھلائی دیتے تو البتہ ہم سمجھ سکتے تھے کہ کیا کریں یہ بھی لوگ نادانستگی سے ایسا کر بیٹھتے ہیں۔ زبان اور دل ایک ہونا چاہیئے یہ کیسی بات ہی کہ ادھر زبان سے تو ہم یہ دعا مانگیں کہ ربنا[۱۵۱] لا تزغ قلوبنا بعد

---

۱۵۱ اے ہمارے پروردگار ہم کو راہ راست پر لاے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت (کا خلعت) عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہی ۱۲

اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

(آل عمران)

اور اُدھر خود ہی معصیت کے اُسی دریا میں جاکر ڈوب جائیں جس سے کہ ابھی ابھی ہم نے نجات پانے کی درخواست کی تھی کیا یہ دو غلا پن سخت شرمناک نہیں ہے۔

مذہب سے اگر تم لاپروا اور صرف اپنی جان ہی کی خیر مناتے ہو تو بھی جب تک تم اِن باتوں سے گریز نہ کرو گے کبھی صحت و توانائی کا برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے۔ ایسی بہت سی باتیں ہیں جن سے انسان کو بچنا چاہیئے لیکن ہم نے صرف وہی باتیں بیان کی ہیں جس میں لوگ زیادہ تر مبتلا ہوتے ہیں اور زیادہ تر صعب سمجھی جاتی ہیں اگر یہ باتیں تمھاری قوائے جسمانی کو برباد کرنے والی ہیں تو یقیناً یہ تمھاری قوائے روحانی کی بھی سدِّ راہ ہیں جن کے بدوں انسان نہیں کہا جاسکتا۔



سولھواں باب

حسنات (نیکی)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ[1]

---

[1] البتہ جو لوگ ایمان لائے (اور اُنھوں نے) نیک عمل (بھی) کیے اُن کی ضیافت کے لیے فردوس (بریں) کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور (کبھی) یہاں سے اُٹھنا نہیں چاہیں گے ۱۲

خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا (پ ۱۶ کہف)

دنیا میں اپنے آپ پر قابو رکھنا ایک مشکل امر ہے خواہ وہ روزی پیدا کرنے کے لیے ہو یا دنیا میں آرام و آسائش اور نام و نمود سے گزران کرنے کے لیے خواہشِ نفس کی روک تھام کے لیے۔ ہیں یہ سب باتیں مشکل۔ جس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا اصل مرد وہی ہے اور یہ بدوں اس کے ممکن نہیں کہ ہم بُری باتوں سے بچیں اور اچھی باتوں کو اختیار کریں۔ یہ باتیں جوانی میں نہیں سوجھتیں اور بعض تو آگے چل کر بھی نہیں سدھرتے نہ دوسروں کی مثال دیکھ کر سبق حاصل کرتے۔ ہر شخص کو اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دینا چاہیے۔ اگر ہم اپنی دوڑ کے لیے کوئی مقام خاص نہ ٹھیرائیں گے تو بھر ہم کس مرکز پر پہنچنے کے لیے جد و جہد کریں گے۔ ہماری حالت تو بن ناتھی کے بیل کی سی ہو جائے گی بس زندگی کا ایک مآل کار مقرر کرو اور ہمیشہ تمہارا مقصد اور غرض زندگی اعلیٰ درجے کی ہونی چاہیے جس میں خدا کے احکام سے سر مو تجاوز نہ ہو۔ جو کام ہو راستی اور راست بازی کا ہو اور اپنے اور اپنے ملک کے لیے سرتا سر مفید ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ زندگی بس اسی کا نام ہے کہ پیدا ہوئے چند روز زندہ رہے اور مر گئے یہ تو حشرات الارض کی زندگی ہوئی۔ ہمارے لیے اس زندگی کے سوا ایک دوسری دائمی زندگی بھی ہے۔ ہم کو غور کرنا چاہیے کہ ہم کو خداوند تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا۔ دنیا میں ہمیں کیوں بھیجا اور آخری ٹھکانا ہمارا کہاں ہے۔ مرنے کے بعد ہم کو رتی رتی کا حساب دینا ہوگا

دنیا الم روزی عقبیٰ غم اعمال   آسودگی از مادر جہاں فاصلہ داد

یہ خیال پیش نظر رکھ کر جس دھندے میں بھی چاہو شوق سے لگ جاؤ۔ جس

شخص کی طبیعت میں استقلال ارادہ سعی اور کوشش نہ ہو وہ کبھی اِس دنیا میں
روبراہ نہیں ہو سکتا - بہت سے بھلے چنگے آدمی دیکھنے کو تو توانا اور تن درست
گھر کے بھی بھرے پُرے کھاتے پیتے تھے مگر تھوڑے ہی دنوں میں دیکھا
تو تباہ اور برباد - بات کیا ہے کہ اُن میں ہمت و استقلال نہ تھا - بیٹھ کر لٹا دینے کو
خزانۂ قارون بھی کافی نہیں - جس کام میں لگے ہو اُس میں پاؤں گاڑ دو - زمین کے
گز بن جاؤ - سعی اور کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھو - اگر تم کو مشکلات پیش آئیں
تو ہمت نہ ہارو بد دل نہ ہو گھبراؤ نہیں بڑے بڑے نامور لوگوں کی مثالیں دیکھو
کہ استقلال اور ہمت کی بدولت وہ کیا سے کیا ہو گئے دل شوق اور ولولہ
صادق ہو اور اُس پر ہو کہ "ہاں بڑھے چلو" تو پھر بیڑا پار ہے - ملٹن مشہور شاعر کو دیکھو
بے چارے کی آنکھیں بھی نہ تھیں اندھا تھا لیکن اُس نے اپنی کتابیں "پیراڈائز
لاسٹ اور پیراڈائز ریگینڈ" بول بول کر لکھوائیں مگر کیسی لکھوائی ہیں گویا موتی جڑے
ہیں اُس کے مُنہ سے لفظ نہیں نکلے بلکہ پھول جھڑے ہیں یہ کتابیں ایسی
مقبول ہوئیں کہ اب بھی چار دانگ عالم میں اِن کی شہرت ہے - سر والٹر ریلے -
جان بنیان - بکسٹر - لوتھر - کو دیکھو کہ تنگ و تاریک جیل خانوں - تہ خانوں میں
یہ لوگ قید تھے کہ ہاتھ پاؤں ہلا نہ سکتے تھے مگر کام کیسا کر گئے کہ باید و شاید -
"روئے زمین کی تاریخ" "دی پلگرمز پروگرس" "دی سینٹس ریسٹ"
"دی کال ٹو دی اَن کنورٹیڈ" کیسی کیسی نایاب کتابیں دنیا میں اپنی یادگار چھوڑ
گئے کہ آج بھی کتابیں انگلش لٹریچر کا بہترین ذخیرہ سمجھی جاتی ہیں اور لوگ اِن کو
اپنی آنکھوں سے لگاتے ہیں ہندوستان میں تو سرسید احمد خاں کیا سے کیا

ہو گئے۔ ایک متنفس کی ہمت اور مستقل مزاجی اور کوشش نے قوم کی
کا یا پلٹ کر دی۔ اپنے رہنے کے لیے ایک ٹوٹی جھونپڑیا بھی نہ چھوڑی مگر قوم
کے لیے لاکھوں روپیوں کا کالج بنا گئے۔ یہ کس کا نتیجہ تھا صرف خلوص نیت
اور استقلال کا۔ ہندوؤں میں دیکھو جسٹس رانڈے۔ پرانجپے۔ آنریبل گوکھلے
سر ٹی مادھوراؤ۔ آنریبل جسٹس سرنارائن چانداورکر۔ پارسیوں میں دیکھو
دادا بھائی نوروزجی۔ سر فیروز شاہ مہتا۔ سر دنشا مانک جی پیٹٹ۔
یہودیوں میں سے ڈیوڈ ساسون اور کون کون کیسے کیسے نامور لوگ ہیں غیر مسلم
قوم کے لوگوں کو جانے دیجیے اس زمانہ کا حال دیکھیے کہ

ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

کی مثال ہز ہائینس سر آغا خاں بالقابہ کو لیجیے کہ دم زدن میں سارے ہندوستان
میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ یہ مسلمان چودھری دوال نہ تھے انھوں نے
پچاس لاکھ چندہ دے دیا اور ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے تھوڑے ہی
دنوں میں ایک کروڑ تک پہونچ کر مسلم یونیورسٹی بس سمجھو کہ گویا بن گئی مسلمانوں
کی مردہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص کو لیجیے مولوی مہدی علی صاحب مرحوم
اٹاوے کے ایک معمولی رئیس تھے محسن الملک کیسے بن گئے۔ امروہے
کے منشی مشتاق حسین صاحب کیسی چھوٹی حالت سے اپنی دیانت اور
راست بازی اور خلوص نیت کی وجہ سے آج ساری قوم کے متفقہ لیڈر
تسلیم کیے گئے ہیں نوابی اور ملکی خطاب کو چھوڑ دیجیے بہت سے بھرے
پڑے ہیں فخر ہے تو اس بات کا ہے کہ قوم اُن کے قدموں کے تلے اپنی

آنکھیں بچھاتی ہیں شعر

ایں سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ تو قومی شہدا اور فدائی القوم کی فہرست ہوئی اب اردو لٹریچر کی طرف رجوع کیجئے
مولوی الطاف حسین صاحب حالی ایک خانگی مدرسے کے معمولی مدرس
تھے اور وہ بھی فارسی کے آج وہ وحید عصر ہیں جنھوں نے مردہ شاعری میں جان
ڈال دی اُن کے مسدس کا ایک ایک بند جوہر بے بہا ہے اُن کا کلام زبان
سے نکل کر دل میں گھر کر جاتا ہے۔ ڈاکٹر مولوی نذیر احمد صاحب کو لیجیے کہ بجنور کے
رہنے والے جن کے سر سے باپ کا سایہ بارہ برس کی عمر میں اُٹھ گیا جو
دلّی کی مسجدوں میں بغرض حصول علم بلا مبالغہ گداگری کرتے تھے آج وہ قوم کے
بہترین مصنف مانے جاتے ہیں اُن کی کتابیں ہندوستان کے چپے چپے
میں پھیلی پڑی ہیں اُن کے قرآن شریف کے اُردو ترجمے نے اُن کو اُن مٹ
شہرت دی ہے اور اسی طرح ہم اور بھی درجنوں قومی لیڈر گنا سکتے ہیں لیکن
جتنے نام ہم نے گنائے کیا یہ ہمارے لیے کافی نہیں اِن میں سے کوئی
شخص بھی نہ کہیں کا رئیس تھا نہ نواب تھا نہ کسی کے گھر پر ہاتھی جھولتے تھے
نہ لکھ پتی تھا یہ سب کے سب سلف ہیلپ[۱۵۱] کا نمونہ ہیں جنھوں نے اپنے قوت بازو
سے ترقی کی۔ یہ لوگ ہیں جو اپنی ہمت اپنے ارادے اپنی عقل رسا
اپنے علم و تبحر کی وجہ سے ترقی کے اعلیٰ زینے پر پہنچے اور دوسرے سے

۱۵۱ اپنی مدد آپ کرنا یعنی قوت بازو ۱۲

مہتاب بن کر تمام ہندوستان میں چمکے ۔ انسان کی زندگی بہت تھوڑی ہے بارہ برس تو بچپنے ہی میں گئے اور چالیس کے بعد تو زوال ہے ۔ بارہ سے پچیس تک زمانۂ تعلیم رکھیے اب منہا کر پندرہ برس بچے ۔ اس میں دنیا بھر کے جھگڑے اور ٹنٹے ہیں ایک سر دو ہزار سودا ۔ سب سے بڑھ کر تو پیٹ کا دھندا ہے ۔ نوکری کے سوا مسلمانوں نے دوسرا سبق ہی نہیں پڑھا اور نوکری ہے کہ ڈھونڈے نہیں ملتی ۔

فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں　　دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے

اوسط عمر ساٹھ سال ہے غرض بمشکل بیس تیس سال ہم کو کچھ کرنے دھرنے کے لیے مل سکتے ہیں ۔ افسوس ہمارے حال پر اگر ہم اس مختصر زمانے کو بھی عیش و آرام میں ضائع کر دیں ۔ پس اگر ہم نے شروع ہی سے پاؤں نہ سنبھالے تو بڈھے ہو کر کیا پڑھیں گے ۔ اگر تم نے چالیس کے اندر ہی اندر اپنا مستقل ٹھور ٹھکانا نہیں کر لیا تو پھر اس کے بعد کچھ ہونے ہوانے کی امید نہ رکھنی چاہیے ۔ کبھی دست و پا کی محنت اور پیشہ سے جو ملے شرم نہ کرو ۔ ہمیشہ محنت کے عادی رہو ۔ تن درست اور خوش رہنے کا یہی گر ہے محنت ہی کے بعد سچی راحت ملتی ہے جو سیوا کرتا ہے وہی میوہ کھاتا ہے ۔ میٹھی نیند اسے ہی آتی ہے جو جان توڑ کر محنت کرتا ہے کھل کر بھوک لگنا اور ہاضمے کا درست رہنا بدون محنت کے ناممکن ہے ۔ احدیوں کی طرح بے کار پڑے رہنا ہزار بیماریوں کی خود یہ ایک بیماری ہے ۔ اس میں تو شک نہیں کہ دینے والا خدا ہی ہے لیکن بے ہاتھ پاؤں ہلائے کیا کچھ ہو سکتا ہے خدا نے زمین کے پیٹ میں سونا چاندی تانبا

سب ہی کچھ بھر دیا ہے لیکن کھودنا بھی تو ضرور ہے۔ کون نہیں جانتا کہ زمین سے ہر قسم کا غلہ پیدا ہوتا ہے لیکن ہم اگر زمین کو جوتیں بوئیں تو تب کہیں فصل بھی کاٹ سکیں۔

بے جوتے بوئے آپ ہی اُگے کا اناج کیا ؛ ہم ہی اگر نہ چاہیں تو اس کا علاج کیا

جب تک سستی کاہلی اور غفلت کو دخل ہے کوئی کام دنیا کا نہیں ہو سکتا ہر کام کے لیے دل دہی اور محنت شرط ہے

غفلت سے ہیں جہان میں سارے فساد ہر
غفلت کو آدمی کا دشمن سمجھا ہر

دنیا بڑی تیز ہے کچھ تو دوسرے کا پسینہ جب ایڑی میں اُترتا ہے تب نوالہ پیٹ میں جاتا ہے۔ کام دھندے والے ہی آدمی کی قدر ہے دنیا بھی اُس سے راضی اور خدا بھی اُس سے خوش اور وہ بھی خود مطمئن۔ لاکھ عقل و فراست ہو مگر محنت نہ ہو کام کی عادت نہ ہو تو سب ہیچ ہے دیکھو کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی نقل مشہور ہے۔ کہاں خرگوش کہ بجلی کی طرح تڑپتا ہے کہاں کچھوے کی چال جو جوں کی طرح رینگتا ہے مگر بہت آہستہ مستقل مزاجی کی بدولت وہ خرگوش سے بازی لے گیا پس محنتی آدمی ہمیشہ خوش حال اور فارغ البال رہتا ہے عمدہ اور کام چور ہمیشہ ذلیل اور خوار۔ جو لوگ محض اپنی عقل کے گھمنڈ پر بھروسہ کر کے کچھ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ادھر بھی ہم کو کیا پروا ہے دولت اور ثروت ہماری جوتیوں سے لگی پڑی ہے چٹکی بجاتے سب حاضر و موجود ہے اُن سے یقیناً وہ کوڑھ مغز جو آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ روز کرتا رہتا ہے بہتر ہے۔ قطرہ قطرہ جمع ہو کر تالاب بھر جاتا ہے۔ جو لوگ صبح

سویرے اُٹھتے ہی کام دھندے میں لگ جاتے ہیں وہ ناشتے کے اول اول ہی اتنا کچھ کر لیتے ہیں کہ دوسرے دن بھر میں بھی نہیں کر سکتے۔ اگر تمھارا ارادہ کسی بڑے کام کے کرنے کا ہو تو یاد رکھو کہ ہتیلی پر سرسوں نہیں جم سکتی نہ کوئی بڑا کام ایک دن میں ہو سکتا ہی چھوٹے چھوٹے مفید کام کرتے کرتے اُن کا مجموعہ ایک بڑا کام ہو جاتا ہی کیوں کہ زندگی خود چھوٹے چھوٹے واقعات کا مجموعہ ہی۔ ایسی مثال شاذ و نادر ملے گی کہ کسی شخص نے صرف ایک ہی بڑے کام کی بدولت نام و نمود پیدا کیا ہو ایسا قسمت کا دھنی شاید لاکھوں میں کوئی ایک نکلے تو نکلے ہم کو جب جب موقع ملے بہتری کا کام کرنا چاہیے۔ آج کچھ کیا کل کچھ "دم بدم جڑا"۔ پھر اس کی برکت دیکھو کہ کہاں سے کہاں پہنچتے ہو۔ جوان آدمی جو محنتی۔ کفایت شعار۔ محتاط۔ نیک نیت اور مستقل مزاج اور نشیب و فراز دنیا سے بے خبر نہ ہو اور زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلتا ہو

ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔

جہاں جیسا موقع ہو جوڑ توڑ کرے

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　کہ جاہا سپر باید انداختن

تو سمجھو کہ ایسا ہی شخص ایک عمدہ بنیاد اور مستحکم اصول پر قایم ہی اور دنیا اُس کی اچھی کہنے لگے گی دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے لیئے بہت بڑی ضرورت اچھی صحبت کی ہی حضرت سلیمان کا مقولہ ہی کہ "جو دانش مندوں میں بیٹھے گا دانش مند ہو گا" اچھے اچھے لوگوں سے ملنے جلنے میں ہماری وقعت بڑھتی ہی اور بہت سی عمدہ عمدہ باتیں معلوم ہو کر ہمیں خود اطمینان خاطر اور مسرت ہوتی ہی اور بڑی

بات یہ ہے کہ بُری صحبتوں سے محفوظ رہتے ہیں جس میں ہزار طرح کی خرابی ہے۔
اچھی صحبت کی بدولت ہمارے خیالات درست۔ ہماری عقل روشن۔ غرض
عمدہ عمدہ باتیں ذہن نشین ہوں گی اچھی عادتیں سیکھیں گے اور بہ تن سانچے
میں ڈھل جائیں گے۔ پستی دوں ہمتی کی جگہ ہمت اور حوصلہ بلند ہوگا اور مقاصد
زندگی سب اعلیٰ و ارفع ہو جائیں گے۔ اچھوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے میں
ہمارا چال چلن خود بخود اچھا ہو جائے گا ؎

وَحْدَةُ الْإِنْسَانِ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوءِ عِنْدَهُ
وَجَلِيسُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنْ جُلُوسِ الْمَرْءِ وَحْدَهُ

بڑی بوڑھیوں نیک بخت عورتوں کے پاس بیٹھنا بھی خالی از منفعت نہیں۔
ہمارے ملک میں جوان لڑکیوں سے ملنا ملانا تو ممکن نہیں ہے لیکن پھر بھی اپنایت
کی وہ لڑکیاں جو بہ لحاظ قرابت قریبہ تم سے پردہ نہیں کرتیں اور تمھارے سامنے
نکلتی ہیں اُن سے بہت شرم و لحاظ سے ملو کوئی بات رکیک یا بے تکلفی
کی نہ کرو صحبت پسند دیکھنے ہی کسی کو یہ نہ سمجھ جاؤ کہ میں تو اسی سے شادی کروں گا
تمھارے ماں باپ اور تمھارے بزرگ اس بارے میں تم سے زیادہ عقل
و تجربہ رکھتے ہیں۔ دنیا میں آج کل بلا حصول علم کچھ دال نہیں گلتی پس سب سے
پہلے تو تم کو اپنی تعلیم مکمل کرنی چاہیے جب کہیں شادی بیاہ کا خیال کرنا۔ زمانے

؎ بری صحبت سے تو انسان کا اکیلا ہی بیٹھا رہنا اچھا ہے اور اکیلے بیٹھے رہنے سے
عمدہ صحبت بدرجہا بہتر ہے ۱۲

نے وہ ترقی کی ہے کہ معمولی مڈل اور انٹرنس کو تو کوئی پوچھتا بھی نہیں کم سے کم
کوئی ڈگری حاصل کرو۔ ہر حال تعلیم اُس درجے تک ہونی ضرور ہے کہ تم کو کافی
ذخیرہ معلومات کا مل جائے۔ جو شخص دنیا میں آنکھیں اور کان کھول کر چلتا ہے
وہ ضرورتاں اندیشی کی وجہ سے کامیاب رہے گا۔ عقل مند وہ ہے جو بیوقوفوں کو
دیکھ کر سبق حاصل کرے۔ تمھارے مزاج میں تفحص اور کرید کی عادت
ہونی چاہئے۔ مثلاً اگر تم کو کبھی کسی کاشتکار سے ملنے کا اتفاق ہو تو اُس
بہت سی نئی نئی ایسی باتیں معلوم کر سکتے ہو جو تمھاری واقفیت کو بڑھائیں۔ کسی
انجنیر یا کسی ماہر فن یا ذی علم شخص سے اگر ملاقات ہو جائے یا سفر میں کہیں
ساتھ ہو جائے تو اُس کی تھوڑی سی صحبت کو غنیمت سمجھو اُس کے مذاق کی گفتگو
کرو اُس سے باتوں ہی باتوں میں تم بہت سی نئی باتیں معلوم کر سکتے ہو۔
چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات کو توجہ اور دل لگا کر سنو۔

ع متاع نیک ہر دکاں کہ باشد

نوکر۔ چاکر۔ ہوٹل والے۔ یکّے اور ٹریم والے غرض کسے باشد جو شخص کوئی پیشہ
کرتا ہے اُس سے باتیں کرنے میں کوئی نہ کوئی نئی بات تم کو معلوم ہو جائے گی ۱؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر — تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

یہ نہ سمجھو کہ ہمیں ان باتوں سے کیا غرض۔ علم الشیء بہ از جہل الشیء۔ خذ ما صفا
ودع ما کدر۔ جو بات سنو اچھی اور سرسری طور پر نہ سنو غور سے سنو

۱؎ اچھی بات سے پلّے باندھو اور بُری بات چھوڑ دو ۱۲

اور دھیان رکھو کسی نہ کسی دن کام ہی آجائے گی۔ گوش زدہ اثرے دارد یاد رکھو بات چیت کا صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ ہم چپکے دو باتیں کر سکیں آداب گفتگو میں غور اور تحمل سے دوسرے کی بات سننا بھی لازم ہے۔ کسی کی بات کو غلط کر دینا بیچ سے کاٹ کر اکھڑا توڑ کر ہاتھ میں دے دینا ذراسی بات میں تیوری چڑھا دینا بد تمیزی ہے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ شخص ہماری بات کو غور اور توجہ سے سنتا ہے تو وہ کشادہ دلی سے باتیں بھی کرتے ہیں۔ شیریں سخنی اور خوش گفتاری بھی ایک ہنر ہے۔ لوگوں کا دل لگتا ہے منہ سے پھول جھڑنے کے یہی معنی ہیں۔ زبان شیریں ملک گیری یہی بات ہے یہ نہیں کہ بات اس طرح کریں کہ گویا کسی کو پتھر کھینچ مارا۔ اس موقع پر ایک نقل یاد آئی۔ کوئی صاحب اپنے بچے کو گود میں لیے مکان کے باہر چبوترے پر بیٹھے کھلا رہے تھے۔ اُدھر سے ایک بھلے مانس گزرے بچے کو دیکھ کر سب ہی کو پیار آتا ہے انھوں نے پوچھا کہ یہ آپ کا صاحبزادہ ہے؟ ۔ باپ ۔ میرا نہیں تو کیا آپ کا ہے۔ وہ بے چارے اس روکھے جواب پر بہت کھسیانے ہوئے اور کہنے لگے اللہ عمر دے۔ لڑکے کے والد ماجد گوہر فشاں ہوئے کہ آپ کا بس چلے تو مار ڈالیے۔ بھلا یہ کوئی طریقہ بات چیت کا ہے۔ نوجوان آدمی اگر اپنی قوت رجولیت کو معقول اور معتدل حالت میں رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے تن بدن کی اُٹھیں سنبھال مقصود ہے اور اپنے دل و دماغ کی خیر چاہتے ہیں اور دنیا کی منزل میں درستی اور نیک نامی سے گزران کرنی چاہتے ہیں تو اُن کے لیے اچھی کتابوں سے بہتر کوئی رفیق نہیں ہو سکتا۔ اپنے وقت کو کبھی رائگاں

نہ کرو وقت بڑی قیمتی چیز ہو جس نے وقت کی قدر نہ جانی اُس نے کچھ نہ جانا۔

ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

مغرب کی نماز کے بعد سے سونے تک اکثر فرصت کا وقت رہتا ہے۔ فضول گپ شپ میں اوقات عزیز کو ضائع نہ کرو اسی وقت میں تم بہت سے مفید کام کر سکتے ہو۔ بڑے بڑے شہروں میں بیسیوں قسم کے تماشے اور جلسے آے دن ایسے ہوا کرتے ہیں کہ یہی وقت جو تمھارے کام کا ہو اور جس کے عمدہ مصرف سے تمھاری آیندہ زندگی کی بہتری کی بنیاد پڑتی ہو افسوس ہو کہ وہی وقت لہو و لعب اور ٹل قافیوں میں برباد ہوتا ہو۔ ایسے شہروں سے تو قصبات اور دیہات بھلے کہ وہاں یہ مصیبت تو نہیں ہو۔ جتنے بڑے بڑے آدمی گزرے ہیں وہ شام ہی کے وقت کی قدر کرتے رہے ہیں۔ اگر تم کو دن میں فرصت نہ ہو تو بعد مغرب گھنٹے دو گھنٹے کا مطالعہ یا کتب بینی تمھارے واسطے ایک باقاعدہ مدرسے کی تعلیم کے برابر مفید ہو۔

ع بے کار مباش کچھ کیا کر

کچھ اچھی اچھی کتابیں پڑھا کرو لیکن ایسا نہ کرنا کہ کہیں کتابوں کے انتخاب میں دھوکا کھاؤ۔ جو پڑھو غور سے پڑھو اور اچھی طرح سمجھ کر پڑھو کتابوں کی افراط کسی زمانے میں ایسی نہ تھی جیسی کہ فی زمانہ ہو نہ یہ ارزانیت تھی کہ کہیں دھڑی دھڑی بک رہی ہیں لیکن ساتھ ہی اس کے اس قسم کی آخوری بھرتی بھی کبھی نہ تھی۔ کسی نے الماری میں سے ایک کتاب نکالی وہاں بچھو چھپا تھا ڈنک مار دیا بچھو کم بخت کچھ ایسا زہریلا تھا کہ وہ بے چارہ مر ہی گیا۔ بعض کتابوں میں ایسا ہی زہر بھرا ہوتا ہو اور اُن کا زہر

بھی ایسا ہی مہلک ہوتا ہی کہ جیسے اُس کا مسموم چپکا نہیں کھانا۔ یہ کتابیں کیا ہیں گویا اُڑنے والے سانپ ہیں لیکن ہزار ون کتابیں ایسی بھی ہیں جو بہتر سے بہتر ہیں۔ جو شخص کتب بینی کا شایق نہیں اُس کی معلومات وسیع ہو سکتی ہیں نہ اُس کی نظر غائر۔ کتابیں کیا چیز ہیں؟ کتاب ایک ذریعہ ہی جو ہم کو بہترین مصنفین کے بہترین مضامین اور خیالات سے دوچار کرتا ہی۔ چار آدمی بعد مغرب جمع ہو گئے حقہ پان اُڑ رہا ہی تاش گنجفہ چل رہا ہی۔ ہی ہی۔ ہا ہا۔ ہو ہو۔ ہنسی ٹھٹھا۔ مذاق قہقہے اُڑ رہے ہیں۔ زمین آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں نہ کار نہ مصلحت ایسی باتوں سے تو سوائے وقت ضائع کرنے کے کچھ بھی فائدہ نہیں جو سمجھدار ہیں وہ ایسی مزخرفات کو کب پسند کرتے ہیں سہ

لِقَاءُ النَّاسِ لَیْسَ یُفِیْدُ شَیْئاً ۔۔۔ سِوَی الْهَذَیَانِ مِنْ قِیْلٍ وَّ قَالٍ
فَاَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ اِلَّا ۔۔۔ لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالٍ

کتابیں وہی پڑھو جو بہترین مصنفین کی مشہور کتابیں ہیں اور اس طرح اُن کے قیمتی خیالات کا عمدہ ترین ذخیرہ اپنے دماغ میں جمع کرو۔ عموماً نوجوان پوچھ بیٹھتے ہیں کہ آخر یہ تو بتاؤ کہ ہم پڑھیں کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس سے کہ ہم تم کو بتلائیں کہ کیا پڑھنا چاہیے ہم کو یہ زیادہ ضروری معلوم دیتا ہی کہ ہم تم کو جتلائیں کہ کیا نہ پڑھنا چاہیے۔ معمولی روزانہ اخبار کا پڑھنا تو اپنا وقت ضائع کرنا ہی کیوں کہ اکثر روزانہ اخبار بھرتی کے ہوتے

سہ قیل قال واہیات سے کوس لگپ شپ اُڑانے کے کچھ فائدہ نہیں پس ایسی فضول ملاقاتیں گھٹا دو ملاقات وہی کام کی ہی جس سے اکتساب علم یا اصلاح حال ہو ۱۲

ہیں جن پر وقت صرف کرنا اپنی اوقات عزیز برباد کرنا ہو۔ اگر ڈیلی ہی پڑھنے کا شوق
ہو تو خیر کوئی اچھا سا ڈیلی چُن لو اور سرخیاں دیکھ کر چیدہ چیدہ مضامین جو پسند آئیں
پڑھ لیا کرو یہ ضرور نہیں ہو کہ الف سے یا تک پڑھو۔ واقفیت عامہ کے لیے کہ
دنیا میں کیا ہو رہا ہو کوئی سا عمدہ ہفتہ واری اخبار بالکل کافی ہو ہر شخص چاہتا ہو کہ
جس قدر جلد ممکن ہو ہم کو پہلے خبر معلوم ہو جائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ اخباروں میں
بڑا کاکوا بن جاتا ہو اور محض افواہ کو خبر کے پیرایہ میں درج کر دیا جاتا ہو یا رسے جلدی
کے قبل از مرگ واویلا واقعات کے وقوع سے پہلے سن سنائی گھڑی گھڑائی
اناپ شناپ باتیں درج کر دی جاتی ہیں جن کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جن کا وقوع
بھی نہیں ہوتا۔ اب (ولایت میں) وہ زمانہ آگیا ہو کہ صبح کا نکلا ہوا اخبار دوپہر تک
پرانا ہو جاتا ہو۔ شام کے اخبارات دن کے گیارہ بجے ہی سے چھپنے لگتے ہیں
اور شام ہونے نہیں پاتی کہ تقسیم ہو جاتے ہیں۔ جس کو دیکھو اُس کے ہاتھ میں
اخبار کا پرچہ ضرور ہوگا۔ کوئی گلی کوچہ خالی نہیں جہاں لڑکے اخبار نہ بیچ رہے ہوں
کسی نو عمر مرد یا عورت کو بیس پچیس برس کی عمر کے ادھر قصہ یا کہانی یا ناول کی کوئی
کتاب نہ پڑھنی چاہیے۔ پڑھنے والوں کے لیے کاروبار دنیاوی صحت جسمانی
اخلاق سیر و سیاحت سوانح عمری اور تاریخ کی بکار آمد کتابیں کیا کم ہیں جو ہم ناولوں
کی فضولیات میں اپنا وقت رائیگاں کریں۔ جب تک ہم کو مذاق صحیح پیدا نہ ہو جائے
مگر ہم ناول پڑھیں گے تو پھر ہمارا دل دوسری کتابوں پر کبھی نہ لگے گا ہم کو تو دوسری
ہی چاٹ پڑ جائے گی۔ ناول میں اس بات کی بھاگ دوڑ ہوتی ہو کہ کہیں کسی طرح جلد
ہم کو معلوم ہو جائے کہ نتیجہ کیا ہوا اور اسی لیے لوگ اُس کو سرسری طور پر جلد جلد

برے سے برے پڑھ ڈالتے ہیں جس سے جلد اور بے غور کے پڑھنے کی عادت پڑ جاتی
ہی پھر دل لگا کر ٹھہر اور خوض اور گہری نظر سے پڑھنا طبیعت پر بار معلوم ہوتا ہی۔
ناول کا یہ حال ہوتا ہی کہ اِدھر پڑھا اُدھر ذہن سے اُتر گیا۔ دماغ میں کسی بات
کے جمنے کی عادت نہیں پڑتی نہ طبیعت پر زور پڑتا ہی یہی بات آگے چل کر خرابی
لاتی ہے۔ جس طرح ہم کو اپنے جسم کو ترو تازہ رکھنے کے لیے عمدہ اور مقوی غذا
کی ضرورت ہی اسی طرح دل و دماغ کی غذا کا حال ہی عمدہ سے عمدہ غذا اُسے
بھی ضرور ہی اس لیے بہتر سے بہتر ہی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ بہت سی کتابیں ایسی
ہیں کہ اُن کا پہلا ایڈیشن بھی نہیں چلتا وہ مثل حشرات الارض کے ہیں پانی پڑا
اور اُبل پڑے برسات گئی اور پتہ نہیں۔ جو کتاب پانچ برس چلے مجبوراً خیر وہ
کچھ دیکھنے کے قابل ہی جس کی مانگ دس برس رہے وہ اُس سے بہتر
وقس علیٰ ہذا۔ بعض کتابیں پچاس پچاس اور سو سو برس سے بلکہ اس سے بھی
زیادہ سرکولیشن میں ہیں مگر اُن کی مانگ آج تک برابر جاری ہی۔ بس ایسی ہی
کتابیں پڑھنے کے قابل ہیں۔ جس فن کی کتاب شروع کرو پہلے آسان سی لو
پھر بتدریج اُسے بڑھاتے جاؤ مثلاً سائنس پہلے اُس کی ابتدائی کتاب پڑھو پھر
رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے اعلیٰ درجے کی کتابوں پر پہنچو۔ تاریخ میں مشہور مصنفین
کی کتابیں جس میں اُنھوں نے پند و نصائح کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں زیادہ دلچسپی
اور غور سے پڑھو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ تم بھی اُن ہی کی طرح بڑے
اور نامور ہو جاؤ۔ جو کتابیں راہ راست کی رہنمائی کرتی ہیں جو زندگی کے صحیح اصول
بتلاتی ہیں جو اخلاق کی مصلح ہیں وہی سب سے بہتر اور وہی پڑھنے کی کتابیں ہیں۔

جب یہ سوال طے ہو گیا کہ ہم کو کیا پڑھنا چاہیے اور کیا نہ پڑھنا چاہیے تو اب دوسرا سوال یہ ہے کہ کس طرح پڑھنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ع چارپائے برو کتابے چند۔

کبھی جلدی جلدی اوپری دل سے نہ پڑھو۔ تھوڑا پڑھو مگر غور سے سمجھ کر پڑھو۔ ایک وقت میں ایک مضمون پڑھو۔ کئی کتابیں ملا کر ست بجا نہ کرو۔ کتابوں کے ضروری مطالب پر مارک کرو۔ نوٹ لکھو حاشیہ چڑھاؤ۔ پڑھتے جاؤ اور غور کرتے جاؤ اور دل میں دُہراتے جاؤ کہ ہم نے کیا پڑھا۔ غرض کتاب کے کیڑے بن جاؤ اور جو پڑھو دل پر نقش کالحجر ہو جائے یہ نہیں کہ

ع چکنے گھڑے پہ بوند پڑی اور پھسل پڑی

جس کتاب میں کوئی بات یاد رکھنے کے قابل نہیں وہ کتاب سرے سے پڑھنے ہی کے قابل نہیں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ تم دنیا بھر کی کتابیں پڑھ لو۔ پس تھوڑا پڑھو مگر پڑھنے کی طرح پڑھو کہ مضمون دل میں جم جائے اور دماغ میں گونجتا رہے اُتنا ہی پڑھو جتنا کہ تم دل لگا کر پڑھ سکتے ہو اس سے زیادہ پڑھنا بے کار محض ہے اور بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان دہ ہے۔ جو شخص سن شعور پر پہنچنے کے بعد دس برس کے اندر ہی کافی ذخیرہ علم اور صحبت عامہ کا حاصل نہیں کر سکا اور اُس کے اخلاق اور طرز روش کی پختہ اور استوار داغ بیل نہیں پڑ چکی تو پھر ایسے شخص کی آئندہ راہ پر ہونے کی بہت کم امید رکھنی چاہیے۔ صرف پہلا دہا یا دو کا سمجھو کہ جس میں انسان آئندہ زندگی کے لیے بہت کچھ کر سکتا ہے اس کے بعد یا تو دنیا کے دھندوں بکھیڑوں سے سر کھجانے کی فرصت نہ ملے گی اور یا تو تم ایسے تن آسان اور ضدی بن جاؤ گے کہ دنیا تمہارے لیے بے کار [illegible]

ہو گئے۔ شعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہوئے

دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں مگر بہت کم کہ جنھوں نے نہ تو کسی کالج میں باقاعدہ تعلیم
پائی اور نہ کوئی ڈگری ہی حاصل کی مگر اُن میں خداداد ذاتی جوہر ایسا تھا کہ آج بڑے
سے بڑے گریجوایٹ بھی اُن سے لگا نہیں کھاسکتے لیکن ایسی مثالیں شاذ ہیں۔
انسان کے لیے عموماً تعلیم و تربیت دونوں درکار ہیں محض تعلیم بدون تربیت کے
طوطے کی طرح کا رٹنا ہے۔ دونوں باتیں علی وجہ الکمال نہیں میسر ہوسکتیں جب تک
کہ بصورت بہتر کالج میں تعلیم نہ حاصل کی جاسکے مگر کتابوں کی تعلیم پر صرف زر کثیر
ہے جس کا ہر کوئی متحمل نہیں ہوسکتا تاہم ہمت اور استقلال اور طلب صادق سے
سب مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔ شعر

مرد باید کہ ہراساں نہ شود ۔ مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

ہمارے ملاقاتیوں میں خود ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے ساتھ مدرسے
میں پڑھتے تھے۔ فیس دینے اور کتابیں خریدنے تک کی مقدرت اُن میں
نہ تھی ایک غریب لڑکا تو شاہدرے سے جو دہلی سے (۴) میل جمنا پار ہے
روز آیا کرتا تھا۔ آٹھ میل تو اُسے آنا جانا ہی ہوگیا۔ ریل میں دو آنے روز کا خرچ
تھا اور وہاں دو پیسے پُل کا محصول دینے کو بھی پاس نہ تھے۔ جنرل پُل کا محصول
تو میونسپلٹی نے رعایۃً معاف کردیا تھا اور دوسرے خرچ امیروں کے لڑکوں
کی مدد سے چلتے تھے۔ بھلا امیر تو خدانخواستہ کیوں پڑھنے لگے تھے وہ تو
پھسڈی ہی رہے مگر غریبوں کو تو طلب صادق تھی شوق کامل تھا حالت اضطراری

تھی ایک اُن میں سے بی۔اے ہو کر پنجاب ہی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہو اور دوسرا ایم۔اے ہوا اور اب انسپکٹر مدارس ہو۔ خدا سب پر ان کا پرچھاواں ڈالے۔ بہت سے لوگ جو ان اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے وہ سو طرح کی کتر بیونت کرتے ہیں تنگی ترشی سے بسر کرتے ہیں موٹا جھوٹا پہنتے آدھا پیٹ کھاتے تکلیفیں اُٹھاتے مصیبتیں جھیلتے مگر پڑھنے کی دھن سے غافل نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کو امدادی وظیفے ملتے ہیں بلکہ مفت تعلیم دی جاتی ہو۔ کوئی نہ کوئی بندۂ خدا اُن کی دست گیری کو کھڑا ہو جاتا ہو اور یہ خود بھی فرصت کے گھنٹوں میں پرائیوٹ ٹیوشن (خانگی تعلیم دہی) سے کچھ پیدا کر لیتے ہیں غرض کسی نہ کسی طرح ان کا کام چل جاتا ہو۔ بہر حال شوق چاہیے

ع شوق ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہو سو رستے نکال دیتا ہو۔ علم دو قسم کا ہو ایک علم دنیوی ہو جس سے روٹی کمانے کی سبیل ہوتی ہو ایک علم الادیان ہو یعنی مذہبی تعلیم اگر کوئی شخص بہت بڑا عالم ہو مگر وہ دہریہ ہو یا مذہب کا پابند نہیں تو ہمارے حساب اُس سے جاہل بدرجہا بہتر۔ ایسے پڑھے جن کو لے کر کیا کرنا ہو۔ جو شخص پاکبازی سے خدا رسول کے احکام کے موافق زندگی بسر کرتا ہو انسان کہلانے کا تو وہی مستحق ہو۔ دنیا اور دین دونوں ہی درست رہیں تو بات ہو۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دن ہم کو دنیاوی کاروبار کے لیے چھوڑ دیے ہیں صرف ایک دن جمعہ کا اپنے لیے رکھا ہو۔ کیا ہفتے میں ایک دن بھی عبادت الٰہی کے لیے مخصوص کرنا شاق ہو؟ جمعہ کا دن اس لیے نہیں ہو کہ اُسے

بھی دنیاوی کاموں میں کھپا دیں بلکہ یہ ایک دن خاص کر عبادت الٰہی۔ مذہبی تعلیم۔ درستی اخلاق کے واسطے مخصوص ہے اور ہر کو اس کی پابندی لازم ہے تاکہ وقتاً فوقتاً ہمارے مذہبی خیالات کی تجدید اور تفہیم ہوتی رہے۔ جو شخص مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہے تو اُسے ایسا سمجھو کہ جیسا جسمانی اعتبار سے لنگڑا لولا اپاہج۔ اگر کوئی شخص ستر برس تک جیئے اور ہر جمعے کو وہ پابندی سے عمل کرتا رہے تو اس عمر تک اُسے پورے دس برس مذہبی درستی کے لیئے مل سکتے ہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس عمر کے بہت سے لوگ ہمارے دیکھنے میں ایسے آئے ہیں جنھیں اشعار آبدار، ٹھمریاں، غزلیں، واسوخت بلکہ دیوان کے دیوان ازبر ہیں۔ سیکڑوں نقلیں ہزاروں لطیفے نوک زبان ہیں جب بولنا شروع کریں تو گویا طوطی ہزار داستان چہک رہا ہے لیکن کلام مجید کی سورتوں کے نام تک یاد نہیں ہیں حفظ کرنا اور مطلب سمجھنا تو کجا! خیر روز اتنی فرصت نہ ملے تو جمعے کے جمعے تو ہم کو ضرور مذہب کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے۔ جمعہ کے فضائل بے شمار ہیں کلام مجید میں جمعہ کے متعلق

---

۵۱ حدیث شریف میں ہے کہ سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں داخل کیئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر کیئے گئے (کہ وہیں نسل آدم کے لیئے بڑی رحمت اور برکت تھی کہ دنیا میں خدا کا جلال نمودار ہوا اور دنیا کا سلسلہ چلا اور اہل دنیا پر خدائی روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی) اسی دن قیامت بھی برپا ہوگی جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اُس میں جو بھی دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے (بقیہ نوٹ برصفحہ آئندہ)

ایک رکوع کا رکوع موجود ہے مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا اور اہم فریضہ پنج وقتہ نماز ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ)

وہ ساعت امام کے خطبہ شروع کرنے سے آخر نماز تک ہے جمعہ کے دن غسل کرنا اچھے
کپڑے پہننا خوشبو لگانا سنت ہے۔ جو شخص تین جمعے سستی اور کاہلی سے چھوڑے گا اللہ
تعالیٰ اُس کے دل پر مہر کر دے گا۔ جمعہ کی نماز پڑھنے کو تین قسم کے لوگ آتے ہیں ایک وہ
ہیں کہ آتے تو ہیں مگر لغویات سے نہیں بچتے تو اُن کے لیے لغویات کا ہی حصہ ہے۔ یعنی جمعہ
کے ثواب سے محروم رہیں گے دوسرے وہ ہیں کہ آکر خدا سے دعا کرتے ہیں اور مانگتے ہیں تو
یہ گروہ خدا کے منگتا ہیں اللہ تعالیٰ چاہے دے چاہے نہ دے تیسرے وہ ہیں کہ آکر خاموشی
اور سکوت اختیار کرتے ہیں اور کسی کی گردن نہیں پھاندتے اور نہ کسی کو ایذا دیتے ہیں (بعض بیمار
چیر چیر کے لوگوں کے سروں پر سے کود کود کے نہیں آتے) اصل میں جمعہ تو ان ہی لوگوں کا ہے
جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مع اور تین دن کے گناہوں کا کفارہ ہے ۱۲

سے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا
انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ
وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ پ ۲۸ جمعہ

سے مسلمانو جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو یاد الٰہی (یعنی نماز) کی
طرف لپکو اور (اُس وقت) بیچنا (کھونا) چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بقیہ ترجمہ صفحہ آئندہ

پھر ادائی زکوٰۃ[۱] پھر حج[۲] - نماز روزے کی اہمیت ہم جو زعفلاں سے کے جیسویں اعد

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو پھر جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے کہ) اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور (اے پیغمبر) جب یہ لوگ سودا (بکتا) یا تماشہ (ہوتا) دیکھیں (تمہارے پاس سے) چھٹک کر اسی کی طرف چل دوڑیں اور تمہیں (خطبہ پڑھتے) کھڑا چھوڑ جائیں - (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ جو (ثواب عبادت) اللہ کے ہاں ہے (وہ) تماشے اور سودے سے بہتر ہے - اور اللہ (سب) روزی دینے والوں سے بہتر (روزی دینے والا) ہے ۱۲

[۱] جس کے پاس دو سو درہم یعنی باون روپے کلدار رہیں اور پورا برس گزر جائے تو اُس کا چالیسواں حصہ یعنی ایک روپیہ پانچ آنے زکوٰۃ دینی آئے گی اور یہی نصاب ہے چاندی کا یعنی جس شخص کے پاس اُرسٹھ تولے تین ماشے کے قریب چاندی ہو اور چاندی کا نرخ فی تولہ بارہ آنے ہو جیسا کہ اس زمانے میں اکثر رہتا ہے تو بھی ایک روپیہ پانچ آنے اُس پر فرض ہوں گے اس سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں مگر آسانی کے لیے یہ قاعدہ ٹھیرا لیا گیا کہ فی صدی ڈھائی روپیہ نکالے جائیں سال کے اندر کچھ اور روپیہ جمع ہو جائے اور اُس پر پورا سال نہ گزرے تو زائد روپیہ پر زکوٰۃ نہیں ہوتی جب تک اس زائد روپیہ پر تاریخ جمع سے پورا ایک سال نہ گزر لے - الغرض زکوٰۃ کے ادا کرنے کی خاطر نصاب کا پورا ہونا اور برس روز کا گزرنا چاندی اور سونے کا نصاب الگ الگ ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا ہو اور اُس پر پورا سال گزر جائے تو دو ماشے سونا یا اُس کی قیمت دینا فرض ہے ۱۲

[۲] حج یہ کہ احرام باندھ کر عرفے کے دن عرفات جا حاضر ہوئے وہاں سے فارغ ہو کر لوٹے تو رات رہے مزدلفہ میں جس کو مشعر الحرام بھی کہتے ہیں اگلے دن عید کی صبح منا میں جا کر کنکر پھینکے بال اتروا کر احرام اُتار دے پھر آ کر طواف کعبہ کیا صفا مروا کے درمیان دوڑے پھر

اکیسویں باب میں بالتفصیل لکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات اپنے بندوں پر اتنے ہیں کہ ہر وقت اُس کا شکریہ ادا کیا کریں تب بھی عہدہ برآ نہوں

گر کسے شکر حق فزوں گوید — شکر توفیق شکر چوں گوید

پس ہر بندے کو چاہیے کہ زیادہ نہیں تو پانچ وقت تو ضرور اپنے خالق کے آگے سر جھکاے۔ آدمی دو چیز سے بنا ہی۔ جسم اور روح سے۔ ان دونوں چیزوں کے بڑھنے اور ترقی کے لیے خوراک کی ضرورت ہی۔ آدمی کا بدن تو غذا سے نشو و نما پاتا ہی اور اُس کی روح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز سے ترقی ہی۔ جس طرح غذا چھوٹ جانے سے جسم دُبلا اور کمزور ہو جاتا ہی اسی طرح نماز چھوڑنے سے روح کا بڑھنا اور تر و تازگی جاتی رہتی ہی۔ روح میں یہ طاقت نہیں رہتی کہ وہ گناہ سے بچ سکے اُس کی کمزوری کی وجہ سے شیطان اُسے جلد دبا بیٹھتا ہی۔ ہر شخص کو جو چاہتا ہی کہ شیطان پر میں غالب رہوں ہمیشہ نماز کا پابند رہنا چاہیے کیوں کہ روح کی درستی بدن کی درستی سے زیادہ ضروری اور اہم ہی۔ حاکم وقت کا قانون نقل ہی قانون الٰہی کی اور نقل بھی ہی تو ناقص اور ناتمام کجا حاکم وقت اور کجا خداے تعالیٰ۔ حاکم وقت کیسا ہی بیدار مغز اور با اقتدار ہو پھر بھی بندہ بشر ہی اور اُس کا اختیار بھی محدود ہی دوسری بات یہ ہی کہ جرموں کا وقوع اس طرح ہوتا ہی کہ مجرم پہلے ارادہ کرتا ہی پھر جس فعل کا ارادہ کرتا ہی اُس کو کر گزرتا ہی

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اور بعد منا میں جا کر تین دن یا دو دن رہے اور ہر روز کنکریاں پھینکے پھر لوٹ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور رخصت ہوے ۱۲

تو سزا دے تک حاکم دنیا اُس کا کچھ نہیں کر سکتا لیکن قانونِ الٰہی میں جرم کا ارادہ کرنا بھی جرم ہی۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ۱ اور ظاہر ہی کہ ارادہ اصل ہی اور فعل اُس کی فرع ہی تو نتیجہ کیا نکلا کہ قانونِ الٰہی جرم کو جڑ سے اکھاڑتا ہی اور حاکم وقت کا قانون جرموں کی جڑ پر تو دسترس نہیں رکھتا ٹہنیوں اور پتّیوں کو کاٹا چھانٹا رہتا ہی۔ بدی کی جڑ بدستور قایم ہی یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ قانونِ الٰہی باطن اور ظاہر دونوں کی اصلاح کرتا ہی اور حاکم وقت کا قانون صرف ظاہر کی۔ حکام وقت کے قانون میں اس کے سوا ایک اور نقص ہی کہ اس قانون میں ثبوت جرم کا مدار شہادت پر ہی اور شہادت ہو یا نہ ہو اور کافی نہ ہو تو مجرم سزا سے بچ جاتا ہی بخلاف اس کے قانونِ الٰہی کا مجرم سزا سے بچ ہی نہیں سکتا نفس لوامہ کا مجسٹریٹ مجرم کے دل میں بیٹھا ہوا اُس کو ندامت اور ملامت اور حسرت اور افسوس کی سزا دے رہا ہی جس کی ایذا قید اور جرمانے اور تازیانے سے بڑھ کر ہی۔ غرض مذہب ہی وہ چیز ہی جس نے دنیا کے نظم و نسق کو برقرار رکھا ہی۔ صرف خدا ہی کا ڈر ایسا غالب ہی جو سب کو تھامے ہوئے ہی۔ آج اگر لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا خدانخواستہ نکل جائے تو کل ہی دیکھیے کہ ایسی اودھم مچ جاتی ہی جو کسی کے سنبھالے سنبھل نہ سکے اور خون کے ندی نالے بہ جاتے ہیں۔ مذہب کا استحکام اور انسان کی

---

۱ اور (لوگو!) جو تمھارے دلوں میں ہی اگر اُس کو ظاہر کرو یا اُس کو چھپاؤ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا۔

روک تھام پابندیِ مذہب پند و نصائح اور وعظ پر موقوف ہے اگر لوگ اس کی طرف سے کان بہرے کرلیں تو پھر اندھیر نگری چوپٹ راج ہو جائے۔ اس لیے ضرور ہے کہ ہم کبھی کبھی وعظ کی مجالس میں بھی جایا کریں کہ اس کا بہت مفید اثر دلوں پر قائم رہتا ہے۔ جو شخص شریفانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے وہ تو بے اس کے ہو نہیں سکتی کہ قرآن شریف کو مضبوط پکڑے رہے اُس کو اپنا دستور العمل قرار دے اور اُس کی ہدایتوں پر نظر رکھے۔ یہ کلام خدائے تعالیٰ اس کا کیا پوچھنا ہے ۱؎ فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ سب کتابوں سے انوکھی ہے اِس کے مثل جامع اور نافع فصیح اور بلیغ اور سراپا مجموعہ خوبی کوئی دوسری کتاب دنیا میں نہیں ہے۔ ساری دنیا کی کتابیں ایک طرف اور یہ ایک طرف۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے عرب جیسی وحشی خوں خوار اور بت پرست قوم کو موحّد بنا دیا۔ اسی نے کفر و ضلالت اور شرک کی جڑ مار دی اس کتاب کو نازل ہو کر تیرہ سو برس سے زیادہ ہونے آئے مگر آج تک اس میں کسی بات کا رتی برابر فرق نہ نکلا۔ ۲؎ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ

۱؎ جیسی برتری خداوند تعالیٰ کی اپنی ساری مخلوق پر ہے ویسی ہی برتری کلام خدا کی دوسرے کلام پر ہے۔۱۲

۲؎ کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) میں غور نہیں کرتے (کہ کہیں سے بھی فرق نہیں) اور اگر (قرآن) خدا کے سوا (کسی اور) کے پاس سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پاتے۔۱۲

عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۞ پ۵ نساء

اس کی فصاحت بلاغت ایسی ہی کہ اگر دنیا بھر کے جن و انس سب اکٹھے ہو کر بھی زور لگائیں تو اس کے مثل چھوٹی سی چھوٹی آیت بھی نہیں بنا سکتے۔
قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۞ پ۱۵ بنی اسرائیل۔[۲]

اس آسمانی کتاب نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا ہی۔ یہی وہ کتاب ہی جس کی بدولت پچیس کروڑ مسلمان خدائے واحد کے سامنے سجدۂ عبودیت کرتے ہیں اور روے زمین کے مخلوقات میں سے پندرہ فی صدی مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ یہی وہ کتاب ہی جو شاہ و گدا۔ عالم و جاہل۔ آزاد اور غلام۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت غرض ہر فرد بشر کے لیے یکساں مفید ہی۔ اس کتاب کا اصل مقصد ایمان داری۔ راست بازی۔ نیکو کاری کا تمام دنیا میں پھیلانا ہی۔ اس کے کھلے کھلے اور صاف صاف احکام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سب کے واسطے واجب العمل ہیں یہ کتاب کسی قوم کے لیے مخصوص ہی نہ کسی خاص زمانے اور وقت کے لیے آتری ہی نہ کسی خاص ملک میں محدود ہی بلکہ رنج ہو یا خوشی شادی ہو یا غمی۔ بیماری ہو یا تن درستی۔ عسر و یسر۔ زندگی ہو یا موت۔ یہ کتاب کچھ

---

[۲] (اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ اگر آدمی اور جنات جمع (ہو کر اس بات پر آمادہ) ہوں کہ اس قرآن کی طرح کا (اور کلام) بنا لائیں تو اس جیسا نہیں (بنا) لا سکتے اگرچہ اُن میں سے ایک کی پشتی پر ایک (کیوں نہ) ہو۱۲

ایسی نعمت عظمیٰ ہی کہ ہر حالت میں اور ہر جگہ کے لئے ایک بکارآمد ہدایت نامہ اور دستور العمل ہی - یہ کتاب ہر شخص کے دل کی کنجی ہی جو ہر قسم کے قفل میں خواہ وہ کیسا ہی پیچیدہ ہو برابر پور ٹھیک جا بیٹھتی ہی اور جھٹ سے کھول دیتی ہی یہی کتاب ہی جو غم زدوں کے دل کی تسلی نا امیدوں کی امید گاہ ہی جو ترقی کی نقیب اور سوشل - پولیٹکل - عقل فلسفیانہ اور اخلاقی گروہوں کا محور ہی یہی کتاب گنہگاروں اور بگڑے ہوؤں کو راہ راست پر لانے والی ہی وہ خدائے پاک کا کلام ہی جو ہمیشہ ہمیشہ قایم و برقرار رہے گا - آگ - طوفان لڑائیاں - وبا کوئی بھی اسے نیست و نابود نہیں کرسکتا وہ لوگوں کے دلوں پر لکھا ہوا ہی - کتنی سلطنتیں پیدا ہوئیں اور مٹ بھی گئیں دنیا میں کیسے کیسے انقلاب ہوئے مگر قرآن جیسا تھا ویسا ہی ہی اور قیامت تک ویسا ہی رہے گا - خدا خود اُس کا محافظ ہی - بھائیو! یہی کتاب ہی جس کے پڑھنے کی تم کو تاکید اکید کرتا ہوں - اسے[۱] ہمیشہ

---

[۱] قرآن شریف کی تلاوت کے لئے سب سے ضروری اُس کے مطالب اور مضامین میں غور و فکر کرنا ہی - کلام مجید خدا کا ایک فرمان ہی بندوں کی طرف جس میں اُس نے اپنی رضامندی اور نارضامندی کے موجبات سے لوگوں کو اطلاع دی ہی اور اس کے مطالب پر انسان جب مطلع ہوسکتا ہی کہ اُسے غور سے پڑھے اور لفظوں کے معنی سمجھے - اگر دنیا کا کوئی حاکم اپنے محکوم کو پروانہ لکھے اور محکوم بجز الفاظ پڑھ لینے کے اُس کے اصلی منشاء اور حکم کو نہ سمجھے اور اُس پر عمل درآمد نہ کرے تو اُس سے حاکم خفا ناراض ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ عدول حکمی کے جرم میں مواخذہ کرے - قرآن مجید کے الفاظ کو طوطے کی طرح سے پڑھنا اور مطالب اور احکام

پڑھا کرو۔ معنی اور مطلب سمجھ کر پڑھو اور اُس کے احکام پر چلنے کی غرض سے پڑھو

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) غور نہ کرنا یعنے ایسا ہی کہ کسی غلام کے پاس اُس کے آقا کا خط آیا ہو اُس میں لکھا تھا کہ فلاں فلاں کام کیجیو اور فلاں فلاں سے باز رہیو۔ غلام بجائے اس کے کہ آقا کے احکام کی تعمیل میں سرگرمی دکھاتا۔ خط کو نہایت خوش آوازی سے پڑھنے اور حرفوں کو اُن کے مخارج سے نکالنے بیٹھ گیا اور اُن احکام کو جو اُس میں لکھے تھے نہ تو سمجھا ہی نہ عمل میں لایا ایسا غلام بے شک سزا اور عقوبت کو مستحق عذاب ہوگا الغرض قرآن مجید کے نزول سے اصل مقصود صرف لفظوں کا پڑھنا نہیں بلکہ اُس کا سمجھنا اور عمل کرنا ہے۔ پڑھنا تو یاد رکھنے کے لیئے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنے کے واسطے۔ جو لوگ صرف الفاظ کے یاد اور پڑھنے پر بس کرتے اور مطلب میں غور و فکر نہیں کرتے ایسے ہی لوگوں کی نسبت مولنا۔ روم نے فرمایا ہے۔

من ز قرآن مغز را برداشتم — استخوان پیش سگاں انداختم

قرآن شریف کو تعظیم سے پڑھنا چاہیئے اور نیز سمجھ بوجھ کر پڑھے اور مطالب میں غور و تامل کرنا چاہیئے (عربی نہ جانتا ہو تو خیر ترجمہ ہی سے کام نکالے) قرآن پڑھتے وقت روئے کیونکہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے قرآن پڑھتے وقت روؤ اور خود بخود رونا نہ آئے تو تکلف کر کے روؤ۔ یہ بھی فرمایا کہ قرآن رنج کے واسطے اترا ہے۔ جب اس کی تلاوت میں مصروف ہو تو اپنے تئیں غمگین بناؤ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جو شخص قرآن کے احکام اور اُس کے وعدہ وعید میں غور و تامل کرے گا اور اپنی عاجزی اور مسکنت اور بے حقیقتی اور کوتاہی پر نظر رکھے گا وہ خواہ مخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اُس پر غفلت سوار نہ ہو۔ ہر ہر آیت کا حق ادا کرے جس کا مطلب یہ ہے

یہی ایک کتاب ہے جو تمہارے دین و دنیا و طرز و معاشرت غرض یہ کہ زندگی اور موت
کی سب حالتوں کی پوری رہنمائی ہے جو ڈھونڈو گے اس میں پاؤ گے۔ ع وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ۱۴ زمر

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) کہ آیۂ وعید پر پہونچے تو خدا سے پناہ مانگے - آیۂ رحمت پر گزر ہو تو طالب
رحمت ہو۔ تنزیہ کی آیت پڑھے تو خدا کی تسبیح و تقدیس کرے - اگر ریا کا شبہ یا اندیشہ ہو یا
کسی کی نماز میں خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ چپکے چپکے قرآن مجید
پڑھنا پکار کر پڑھنے پر ویسی ہی فضیلت رکھتا ہے جیسے چپکے سے صدقہ دینا کھلم کھلا خیرات کرنے
پر۔ ہاں اگر نمود و ریا اور کسی کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو پکار کر پڑھنا بہتر ہے تاکہ اور لوگ
بھی مضامین قرآن سن کر مستفید ہوں اور اس کی ہمت تیز ہو شوق بڑھے - آگاہی حاصل ہو
غنودہ طبع کے سوتے جاگیں - خوش آوازی سے پڑھنے کی کوشش کرے - حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آواز جس قدر اچھی ہوگی قرآن کا اثر
اتنا ہی زیادہ پڑے گا لیکن کلمات اور حروف میں بے جا الحان کرنا جیسا قوالوں اور گویوں کی عادت
ہے مکروہ ہے ۱۲ از المتفرق والفوائد النفیس -

؎ اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اس قرآن میں سب ہی طرح کی مثالیں بیان
کی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں (یہ) قرآن (صاف اور سلیس) عربی (زبان میں ہے) اس میں کسی طرح
کی پیچیدگی نہیں تاکہ (اول اہل عرب اپنی زبان مادری ہونے کی وجہ سے اس کو خوب سمجھیں اور
سمجھ کر خدا سے) ڈریں ۱۲

اخلاق کی کتاب اس سے بڑھکر کوئی نہیں ہی۔ پاکبازی - نیکوکاری - راست بازی - استقامت سب باتیں موجود ہیں - غرض تم کو پارس بنانے والی اگر کوئی کتاب ہی تو یہی ہی - اگر آفرینش آدم - حیات و ممات کے نکات معلوم کرنے ہیں تو اسی کی زبان سے سنو جس نے تم کو پیدا کیا ہی - اگر تم کو دیانت امانت - امن چین - ترقی فلاح دارین کے رستے کی تلاش ہی تو یہی کتاب تمھارے لیے مشعل کا کام دے گی خلاصہ یہ کہ دنیا بھر کی ساری کتابوں میں صرف یہی ایک کتاب اِن صفات کی ہی اور انسان کے لیے اس سے بڑھ کر نہ کوئی رہ نما ہی نہ یار و مددگار - ای میرے پیارے دوست! اب وہ وقت قریب ہی کہ میں تم سے رخصت ہوں - اِس کتاب کے زریعہ سے میں نے جو کچھ تمھاری سمع خراشی کی ہی وہ معاملہ نہایت اہم تھا میں اُس کی اہمیت اور ضرورت سے ناواقف نہ تھا جب ہی میں نے تمھارا اتنا وقت لیا - اب چلتے چلاتے دو چار باتیں میری اور سُن لو پھر ہم اور تم کہاں شعر

اِنْ نَّعِشْ نَحْنُ عِشْنَا یَجْمَعُ اللّٰهُ بَیْنَنَا
فَاِنْ نَحْنُ مُتْنَا فَالْقِیَامَةُ تَجْمَعُ

یہ دور کھڑ کر یہی دن تمھارے ہونہار پنے کے ہیں - جو کچھ اثر زمانے کا تم پر پڑ رہا ہی وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تم کو راہ راست کی طرف لے جا رہا ہی یا صراط مستقیم سے پرے کھسکا رہا ہی - یہی زمانہ ساری زندگی میں بہت نازک ہی اسی کو عمارت زندگی کی تعمیر کا وقت سمجھو یا انہدام کا - اسی سے چال چلن کی یا تو اچھی بنیاد پڑے گی -

---

سلہ اگر زندہ رہے تو پھر اللہ ملا دے گا اور اگر مر گئے تو پھر قیامت ہی میں ملنا ہوگا ۱۲

یا بُری - جوں جوں تمہاری عمر بڑھتی جاتی ہو اُس کے سلیقوں ساتھ یا تو ہر سال تم راستی کی طرف ترقی کر رہے ہو یا کو راہ چل کر تباہ ہو رہے ہو - تمہارے آج کل کے کام آگے چل کر عادت راسخ ہو جائیں گے اور عادت ہی چال چلن کی جڑ ہی - میں نے کچھ لگی لپٹی نہیں رکھی - تم سے سیدھے سمجھاؤ وہ ساری باتیں کہہ دی ہیں جو جوانی کے زمانے میں آئے دن پیش آتی رہتی ہیں - میں نے تم کو اُن تمام خطرات سے آگاہ کر دیا ہو جو ناعاقبت اندیشی سے نہیں سوجھتے - لیکن اگر میرا مقصد پورا نہ ہوا یعنی تمہارے مزاج اور تمہاری عادات کی کچھ بھی اصلاح نہ ہوئی تو افسوس ہو کہ میرا اور میرے ساتھ تمہارا بھی وقت ضائع ہوا اور کی کرائی محنت اکارت گئی اور اگر میں نے تمہارے طرز زندگی میں ذرا سی بھی بہتری کی جھلک پیدا کر دی اور بُرے کاموں سے نفرت اور نیک کاموں کی طرف رغبت کا مذاق صحیح پیدا کر دیا تو سمجھو مراد بر آئی اور میری محنت ٹھکانے لگی -

آخری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہو کہ دنیا ہو یا آخرت کہیں بھی ہماری حالت سکون کی نہیں ہو ہم برابر گردش میں گرفتار ہیں - یا تو ہم ترقی کرتے چلے جاتے ہیں یا تنزل مگر کوئی شخص ایک حالت پر برقرار نہیں رہ سکتا

رباعی

کر عجز اگر عاقل و فرزانہ ہو   دانائی پہ بھولا ہو تو دیوانہ ہو

تسبیح کے دانوں پہ نظر کر تا دل   گردش میں گرفتار ہر جو دانہ ہو

اگر ہمارے اعمال اچھے ہیں تو ہم اچھائی میں ترقی کرتے کرتے اچھوں سے بھی اچھے ہو جائیں گے اگر بُرے ہیں تو بڑھتے بڑھتے بدتر اور بہت سے کمتر سے ہو نا

لازمی امر ہے۔ آج جو ہم ہیں کل وہ نہیں رہ سکتے۔ ایک سال ہماری عمر کا کیا گزرتا ہے گویا ہمیں یا تو (۵۶ ۳) قدم انسانیت کی طرف بڑھا کر ترقی دیتا ہے یا اسی قدر انسانیت سے پرے پھینک کر حیوانیت کی جانب تنزل کر دیتا ہے اور یہی بڑھاؤ گھٹاؤ کا سلسلہ جب تک دم میں دم ہے برابر لگاتار چلا جاتا ہے اور جب ہم دنیا کی منزل طے کر چکتے ہیں اور چل چلاؤ کا وقت آتا ہے تو یا تو ہم رحمن کے بندے بن جاتے ہیں یا شیطان کے پیرو کرتے کی بڑیا ہے۔ جس سڑک پر پڑ لوگے اسی پر چلنے ہو گے اور جہاں کہیں وہ رستہ ختم ہوتا ہوگا خواہ وہ بہشت ہو یا دوزخ وہیں تم کو پہنچا دے گا۔ جو کچھ کرنا ہے جوانی میں کر لو۔ عبادت بھی جوانی ہی کی قابل تعریف ہے رباعی

یہ عیش و نشاط دکامراں کب تک   عشرت بھی ہوئی تو پھر جواں کب تک

گر یہ بھی سہی قیام دولت ہے محال   دولت بھی ہوئی تو زندگانی کب تک

بڑھاپے میں تو خود بخود ہاتھ پاؤں جواب دے دیں گے جب اگر باز بھی آئے تو کیا

ع عصمت بی بی است از بے چادری

بھلا وہ بھی کوئی وقت توبہ استغفار کا ہے۔ نوسو چوہے کھا کے بی حج کو چلی۔ بڑھاپے میں تم نے دنیا ترک کی تو کیا کی جب کہ خود دنیا ہی نے تم کو چھوڑ دیا اور تم کسی قابل ہی نہ رہے۔

قطعہ

اے ذوق کسے کا کوئی دنیا کیا ترک   دنیا ہے بُری بلا ارے کیسا ترک

ممکن نہیں ترک ہو کسی سے دنیا   جب تک نہ کرے آپ سے دنیا ترک

اگر جوانی ہی میں تم نہ سنبھلے اور تم نے اپنے نفس پر قابو نہ پایا تو یاد رکھو کہ عمر بھر اسی گورکھ دھندے میں گرفتار رہو گے۔ جوں جوں عمر بڑھتی جاوے گی خواہشات نفسانی

بھی بڑھتی جائیں گی ع مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد۔
آخرکار وہ وقت آنے والا ہے کہ تم سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑے گی ہاتھ
پاؤں تو تمھارا ساتھ نہ دیں گے ؎

جھلاتی ہے مجھے آتی ہے نظر شمع حیات ۔۔۔ صبح پیری ہے عیاں باد صبا چلتی ہے

مگر دل کو کیا کروگے وہ تو مارے گناہوں کے بجائے گوشت کے لوتھڑے
کے پتھر کا ٹکڑا بن گیا ہے اُس میں جو خیالات بد جمے ہوئے ہیں وہ بدستور تمھارے
دماغ میں گونجتے رہیں گے اور جوانی کو یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو رلائیں گے۔ پیری
و صد عیب ؎

وقت پیری شباب کی باتیں ۔۔۔ ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

پس اگر دل جوانی میں کدورتوں اور آلایش سے پاک ہوگیا تو بڑھاپا بھی بخیر گزر جائیگا
ورنہ بڑھاپے کی مٹی پلید ہوگی۔ ایسے بڈھے جنھوں نے اپنی جوانی برباد کی ہے بہت
خطرناک ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت تم کو برباد کرنے والی ہے۔ ان سے خود تو اب
کچھ ہو ہوا نہیں سکتا۔ جوانی کو روتے ہیں۔ یَا لَیْتَ[1] الشَّبَابَ یَعُوْدُ۔
مگر دوسروں کے بگاڑنے میں ان کو مزا ملتا ہے۔ اُن کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں
فَمَنْ[2] رَامَ صَفْوَ الْوُدِّ مِنْ غَیْرِ اَھْلِہٖ ۔۔۔ کَمَنْ رَامَ ذَوْقَ الْعَسَلِ عِنْدَ الْعَلْقَمِ

---

[1] ایک کاش جوانی پھر ایک بار آجاتی ؎

جب جوانی کا مزہ جاتا رہا ۔۔۔ زندگانی کا مزہ جاتا رہا ۱۲

[2] جو شخص خالص دوستی کی توقع ایک نااہل شخص سے کرتا ہے تو ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کہ کوئی
ایلوے جیسی کڑوی چیز میں شہد کی مٹھاس تلاش کرے ۱۲

جوانی کے ایک ایک منٹ کی قدر کرو۔ پل پل کی خیر مناؤ۔ جوانی بار بار آنے والی نہیں ہے ؎

بوڑھے ہوئے گئے وہ تکلف شباب کے　　　اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

جو دم ہے غنیمت ہے۔ خدا جانے کب وعدہ پورا ہو جائے ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں　　　سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں

جب قدم دھرو تو نیکی اور راہ راست کی طرف بڑھاؤ جہاں تک ممکن ہو بدی سے بچو۔ کیوں کہ یہی زمانہ تمہاری ترقی اور تمہاری آیندہ زندگی کی داغ بیل کا ہے۔ نہ صرف یہ زمانہ دنیا میں تمہاری زندگی کا خاکہ طیار کرتا ہے بلکہ عاقبت کی بھی خبر دیتا ہے۔ اگر تمہاری زندگی دنیا میں بُری گزری ہے تو یاد رکھو کہ وہاں کی بھی خیر نہیں ہے۔ ؎[۱] مرنے پر بھی ہماری

؎[۱] ایک کہاوت زبان زد خاص و عام ہے کہ سر بازار کسی کسبی کا کوٹھا تھا۔ دن کے وقت چند یار آشنا بیٹھے ہوئے تھے۔ سڑک پر سے ایک جنازہ جاتا ہوا نظر آیا۔ کسبی نے جھٹ اپنی چھوکری سے کہا اری دوڑیو دیکھیو کہ کون مر گیا ہے جنتی ہے یا دوزخی؟ چھوکری جھپٹ کر گئی اور ذرا سی دیر میں آکر کہنے لگی بیوی جنتی ہے۔ لوگ جو وہاں بیٹھے تھے متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسے کیسے معلوم ہوا کہ جنتی ہے یا دوزخی۔ اُن سے رہا نہ گیا۔ پوچھا کیوں صاحب یہ تم نے عجیب بات کہی غیب کا حال تم کو کیسے معلوم ہوا؟

کسبی۔ اجی جناب۔ یہ کون سی بڑی بات ہے خدا کو دیکھا نہیں تو عقل سے پہچانا۔ جسے مرے بعد چار آدمی اچھا کہیں اُس کی موت پر افسوس کریں سمجھو کہ وہ بیچ کھیت جنتی ہے اور جس کے مرنے پر لوگ خوش ہوں اُسے بُرائی سے یاد کریں سمجھو کہ وہ دوزخی ہے ؎

اس طرح جی کہ بعد مرنے کے　　　گاہ گاہے تو کوئی یاد کرے

حالتوں کا خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ جو جیسا ہوتا ہے اُسی حالت میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ نیک
بندے فرشتوں پر سبقت لے جاتے ہیں اور جنت میں چین کرتے ہیں اور بد شیطان
کو بھی مات کرتے ہیں اور دوزخ کے کُندے بنتے ہیں۔ اسی خیال کو ڈاکٹر ناکوٹ[1] نے

---

[1] قرآن شریف میں یہ مثالیں پوری پوری کئی جگہ موجود ہیں جن میں جنتیوں اور دوزخیوں کی
حالت کو حسن من بتلایا گیا ہے یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ
وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ
وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰہِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۴ آل عمران
(بعض لوگوں کے منہ سفید ہوں گے اور بعض کے منہ سیاہ تو جو لوگ روسیاہ ہوں گے اُن سے
کہا جائے گا) کہ تم ایمان لا کر پیچھے کافر ہو گئے تھے نا؟ تو اب اپنے کفر کی سزا میں عذاب کے
(مزے) چکھو اور جو لوگ سفید رو ہوں گے (وہ) اللہ کی رحمت (یعنی جنت) میں ہوں گے (اور) وہ
اُسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ایک جگہ ہے۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ
ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ کَذَّبُوْا
بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۝ اِذَا رَاَتْھُمْ مِّنْ مَّکَانٍ
بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْھَا مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا
ھُنَالِکَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا کَثِیْرًا ۝
قُلْ اَذٰلِکَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ کَانَتْ لَھُمْ جَزَآءً
وَّمَصِیْرًا ۝ لَھُمْ فِیْھَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ۝ فرقان
(خدا کے ہاں کسی چیز کی بھی کمی نہیں) وہ ایسا با برکت ہے کہ اگر چاہے تو (ایک باغ کیا) اُس سے بڑ

ایک خواب کی صورت میں بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہو لوگ اُسے پڑھیں اور
عبرت پکڑیں۔ یہ تصویریں دو بڑے عنصر شخصوں کی ہیں ایک تو کیسی خوب صورت اور
دل کش ہو کر طبیعت بے روک جاتی ہو دل لوٹ پوٹ ہو جاتا ہو اور دوسری ایسی
ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہو کہ بدن پر کانٹے آجاتے ہیں کہ الٰہی تو بہ یوں سمجھو کہ
ایک اندھیرے گھُپ کمرے میں دو مردے پڑے ہیں۔ جن کی شمع زندگانی

(یعنی نزہت صنوبر کرو ستہ) (بنے) باغ تمھارے لیے (موجود) کرو ے جن کے تلے نہریں بہ رہی (
بہ رہی ہوں اور (باغوں کے علاوہ) تمہارے (رہنے کے) لیے محل (تیار) کر دے۔ اصل بات یہ ہو کہ (یہ سب
شرارتیں اس سے ہیں کہ) یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور جو لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھیں اُن کے لیے ہم نے
دوزخ تیار رکھی ہو۔ جب وہ اُن کو دور سے دیکھے گی تو (دیکھتے ہی جوش مارے گی اور یہ دور ہی سے)
اُس کا جوش و خروش سنیں گے اور جب دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں باندھ کر ڈال دیے
جائیں گے تو وہاں موت (ہی موت) پکاریں گے (فرشتے اُن کے جلانے کو کہیں گے
کہ) ایک موت نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ یہ
(دوزخ) بہتر ہی یا ہمیشہ رہنے کا (باغ) بہشت جس کا وعدہ پرہیزگاروں کے
ساتھ کیا گیا ہو کہ وہ اُن (کی پرہیز گاری) کا صلہ ہوگا اور (اُن کا) آخر ٹھکانا۔ جو چیز
وہ چاہیں گے اُن کے لیے وہاں موجود ہوگی (اور وہ اُس حال میں) ہمیشہ (ہمیشہ)
رہیں گے۔ (اے پیغمبر) یہ (ایک) وعدہ ہو (جس کا ایفا) تمھارے پروردگار
(نے اپنے) اوپر (لازم کر لیا ہو) ۱۲



ابھی ابھی خاموشی ہوئی ہے۔ گو اُن کے بدن برف کی طرح ٹھنڈے ہیں اور روح
پرواز کر گئی ہے اور دنیا کی چند روزہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر سچ پوچھو تو حیات ابدی
ابھی شروع ہوئی ہے۔ وہی زندگی ایسی ہے جسے موت کا ڈر نہیں۔ دونوں مسلمان
تھے اور دونوں کلمہ گو۔ دم نکلنے کی دیر تھی کہ وہ سفر شروع ہو گیا جو کبھی ختم نہ ہوگا
ان میں سے ایک شخص کا چہرہ تو ایسا نورانی ہے کہ گویا میٹھی نیند سو رہا ہے وہ بڑا
نمازی متقی اور پرہیزگار تھا۔ دوسرے کی شکل ڈراونی ہے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
ہیں زبان بھی باہر نکل پڑی ہے کہ دیکھنے سے ڈر لگتا ہے۔ تھا تو یہ بھی مسلمان مگر خدا اس کی
ارواح کو نہ شرمائے اور اس کی مغفرت فرمائے اس کم بخت نے بھول کر
بھی کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ یہ دونوں ایک ہی دن ایک ہی وقت ایک ہی جگہ
مرے۔ جوں ہی روح نے پرواز کی جلد جلد غسل دے دلا کر کفنا دونوں جنازے
قبرستان میں لے پہنچے۔ نماز پڑھانے کے بعد دفنا دیے گئے۔ قبریں بھی پہلو
بہ پہلو کھودی گئی تھیں۔ پٹاؤ پڑنے کی دیر تھی کہ منکر نکیر سامنے آموجود ہوئے کچھ
ضروری سوال و جواب ہونے کے بعد دونوں کی قبروں میں دو کھڑکیاں کھلیں
ایک دائیں طرف دوسری بائیں جانب۔ دائیں جانب کھڑکی میں سے تو ہوا کا ایک
ایسا ٹھنڈا جھونکا آیا کہ دماغ معطر ہو گیا بائیں کھڑکی میں سے ایسی لُو کی لپٹ آئی
کہ بس جھلس دیا۔ دونوں مُردوں نے جھانک کر خوب غور سے اجنبی جگہ
کو دیکھا۔

فرشتے نے نیکو کار سے پوچھا۔ کہئے حضرت آپ نے کیا دیکھا؟

نیکو کار میں نے تو بڑا اچنبھا دیکھا۔ بس کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا۔ سبحان اللہ

کیسی پُر فضا جگہ ہے۔ ماشاء اللہ خدا کی قدرت کا نمونہ ہے سبزہ کا زمردیں فرش
جہاں تک نگاہ جاتی ہے بچھا ہوا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے درخت مستانہ وار
جھوم رہے ہیں۔ چڑیاں چہچہا رہی ہیں۔ درخت میووں سے لدے ہوئے
زمین سے لگ گئے ہیں۔ انار کیسے بڑے بڑے اور لال لال میں سبز
پتوں میں کیسے بھلے معلوم دیتے ہیں کھجور اور انگور کے خوشے لٹک رہے ہیں
طرح طرح کے خوب صورت خوشبودار پھولوں کے تختے کھلے ہوئے
ہیں۔ لال لال بجری کی سڑکیں کیسی بہار دے رہی ہیں۔ جا بجا چشمے صاف
وشفاف شیریں پانی کے اُبل رہے ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں۔
نہریں جاری ہو رہی ہیں جدھر دیکھو سبزی اور شادابی جدھر دیکھو بہار ہی بہار۔ پہاڑ
ہیں کہ اُن کی چوٹیاں آسمان کو لگ گئی ہیں سبزہ گھٹا ٹوپ چھایا ہوا ہے پہاڑ کیا ہیں
زمرد کے ٹکڑے ہیں محل دیکھو تو انوکھے۔ کوئی زمرد کا ہے کوئی یاقوت کا کوئی سونے
کا۔ عمدہ عمدہ فرش چاروں طرف بچھے ہوئے ہیں اور سبز قالینوں پر
لوگ گاؤ تکیئے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے ہاتھوں میں سونے چاندی
کے کنگن ہیں اور لونڈیاں غلام ایک سے ایک بڑھ کر خدمت کو حاضر۔ میں نے تو
ایسے باغ ایسی عمارت کبھی دیکھی کیا سُنی بھی نہیں کہ آنکھوں تک ٹھنڈک
پہونچ گئی نہ میں نے ایسے خوش نما پھول دیکھے ایسی جگہ تو میرے خواب و خیال میں
بھی نہ تھی اور جوں جوں دیکھتا جاتا ہوں اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ۔۔۔ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

تم نے ناحق مجھے پکار لیا میرا دل تو کسی طرح سیر نہیں ہوتا میری نگاہ جہاں تک دوڑتی

بس باغ ہی باغ چلا گیا ہے خدا جانے اس کی کہیں تھاہ بھی ہے یا نہیں اور تعجب
تو یہ ہے کہ جتنی دور آگے وار کر نظر دوڑاتی ہے اُتنے ہی زیادہ درخت بلند اور خوشنما
معلوم دیتے ہیں - آسمان کیسا نیلا - صاف شفاف اور خوشنما ہے میوے دیکھو
تو ایسے بڑے ایسے ابیدہ ایسے خوشنما ہم نے کبھی سنے بھی نہیں - غرض جو
بات ہے عجیب ہے جو چیز ہے انوکھی ہے

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمیں ست و ہمیں ست و ہمیں ست

لاعین رأت ولا اذن سمعت. تعجب التعجب!! حیرت! حیرت!!
اس کے بعد مُردے نے ایک ہچکی لی اور چہرے پر بشاشت دوڑ گئی -

فرشتہ - کیوں! کیا دیکھا جو مسکرا رہے ہو؟

نیکوکار - ہاں یہ تو میں کہنا ہی بھول گیا کہ ابھی ابھی مجھے اُس باغ میں دور سے
ایک عجیب شخص دکھلائی دیا - جو بات یہاں کی دیکھو نرالی ہی ہے - وہ شخص بھی کچھ
عجوبۂ روزگار تھا - قد اُس کا خاصہ بڑا تھا اور تن درست اور توانا تھا - کیسا شکیل اور
خوب صورت تھا کہ میں کیا کہوں - انسان تو اس شکل وشمائل کا ہو نہیں سکتا -
ہاں - ہو نہ ہو کوئی فرشتہ ہوگا - بھائی! خدا را - تم ہی بتلاؤ کہ وہ کون تھا؟

فرشتے نے کچھ جواب نہ دیا اور وہاں سے غایب ہوگیا اور دوسری قبر پر پہونچا
اور اُس سے پوچھا کہو تم نے اس کھڑکی میں سے کیا دیکھا؟ وہ بے چارہ سہما
سکتا سمٹا یا پڑا ہوا تھا رنگ فق چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جیسے سچ مچ
کا مردہ بات کرنی اُسے مشکل تھی یہ ہزار خرابی اُس نے کہا کہ جناب میں نے تو بس
ذرا کی ذرا دیکھا میرا تو کلیجا دہل گیا - توبہ توبہ خدا کی پناہ - خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے

وہ لق و دق چٹیل میدان جس میں درخت کا نام و نشان نہیں دھوپ وہ کڑا کے
کی کہ چیل انڈا چھوڑے آسمان تانبہ ہو رہا ہے۔ ندی نالے خشک سبزے کا نام
نہیں۔ زمین ایسی تپ رہی ہے کہ قدم نہیں دھرا جاتا۔ لو اس غضب کی چل رہی ہے کہ
تن بدن بھنا جاتا ہے۔ پہاڑ ہیں کہ تپنے کے لگتے آگ کے گل رہے ہیں شاید کوہ
آتش فشاں یہی ہوں گے۔ دریا تو ہیں مگر پانی کی جگہ اُن میں کچھ کالی کالی چیز
بہ رہی ہے جو نہ پینے کی کام کی اور نہ کسی مصرف کی۔ پہاڑیوں کی گھاٹیاں ایسی
ڈراؤنی تیرہ و تار ہیں کہ دم سلب ہوا جاتا ہے اور جدھر دیکھو سانپ ہی سانپ بچھو ہی بچھو
سارا میدان ایک ہو کا عالم ہے خاک اُڑ رہی ہے پرندہ پر نہیں مارتا جہاں گھانس تک
نہیں وہاں پھول پتے کیا خاک ہوں گے آسمان دیکھو تو عجب ڈراؤنا اور ہیبت ناک
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس ایک توا اوندھا ہوا ہے اور چاروں طرف سے گھٹا ٹوپ
چھایا ہوا ہے۔ دم بوکھلایا جاتا ہے۔ گرمی کا وہ حال ہے کہ سوا نیزے پر آفتاب۔ زبان ہے
کہ پیاس کے مارے نکلی پڑتی ہے حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ بادل گرج رہا ہے۔ بجلی
کوند کوند پھرتی ہے مگر پانی کی ایک بوند نہیں پڑتی کہ ملا سے حلق تو تر کر لیتے۔ جہاں تک
میری نگاہ پہنچی مجھے سوا ویرانی تباہی بربادی جنگل بیابان لق و دق میدان کے
کچھ نظر نہیں آیا۔ کہیں ایک جھرجھری بھی نہ دکھلائی دی کہ آدمی وہاں ذرا دم لے سکے
یہ کہکر مردہ ایک سناٹے میں آگیا اور مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا۔

فرشتہ۔ کیوں کیوں! کیا ہوا؟

گنہگار۔ اجی حضرت ہو گیا۔ جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا۔ اصل بات تو میں نے
کہی ہی نہیں نہ میری زبان اُلٹی۔ اُسی لق و دق میدان میں پہلے سر سے پر بہت

دور سے ایک آدمی نظر پڑا - آدمی کا ہے کو تھا کوئی دیو تھا - بس اُسے دیکھ کر تو میرے
رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے - ای پروردگار پھر نہ دکھائیو - اُس کم بخت
کی صورت کچھ ایسی ڈراؤنی تھی اب تک میرا کلیجہ بانسوں اچھل رہا ہی - دل قابو میں نہیں
ہی - میں نے ڈر کے مارے اُس کا چہرہ بھی برابر نہیں دیکھا - اُس کے سارے
جسم پر بڑے بڑے داغ ایسے پڑے ہوئے تھے جیسے کسی نے بڑی بے رحمی
سے داغا ہی سارا بدن اُتو ہو گیا تھا - رنگ کالا بھبت شکل ہیبت ناک بڑے بڑے
دانت باہر نکلے ہوئے - خونخوار آنکھیں مُنہ تھا یا دوزخ کا گڑھا - آدمی ایسا کیوں
ہونے چلا کوئی بھوت پلید یا کوئی بڑا پاپی گنہگار - دوزخ کا کندا ہو گا - میں نے تو کبھی
آدم زاد کی ایسی شکل دیکھی نہ سُنی - توبہ توبہ - خدا پھر نہ دکھائے - فرشتہ یہ کہہ کر
چلتا ہوا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تم نے اُسے اچھی طرح دیکھا ہی نہیں ورنہ تم خود پہچان لیتے
خیر ابھی ذرا اور دیکھ لو - پھر فرشتہ نیکوکار کی قبر پر آیا اور پوچھا کیوں بھائی کچھ پتہ چلا کہ
وہ خوب صورت شخص جسے تم نے دیکھا تھا وہ کون تھا؟

نیکوکار - نہیں نہیں - مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں لگا - تم ہی بتلاؤ تم یہاں کے رہنے والے ہو
مگر بھائی میری کچھ نہ پوچھو جب سے اُسے دیکھا ہی دل بے قابو ہو گیا - بھائی وہ انسان
کیا تھا خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اُسے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا
آدمی کیا تھا فرشتہ تھا - فرشتہ نے پل کی پل میں اُس شخص کو سامنے لا کھڑا کیا - لو
اب پہچانو یہ کون ہی؟

نیکوکار - خوش ہو کر مارے تعجب! آنکھیں مل کر - ہیں! کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں
یا جاگ رہا ہوں - یہ تو عین مین میں ہی ہوں - ہو بہو میری شکل ہی - اہا! اب مجھے

معلوم ہوا حشر میں میں اسی شکل میں اٹھوں گا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (۳۰ الفجر)

گنہگار، سے فرشتہ نے پوچھا یوں تجھے بھی یہ سمجھائی دیا کہ جو شخص تجھے دکھلائی دیا تھا وہ کون ہے؟

گنہگار۔ اجی یہ تم نے اُس کم بخت کا ذکر نکالا۔ بس جانے بھی دو۔ مجھے خبر نہیں میں اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں۔ میری تو اُس منحوس کے تصور سے روح کانپتی ہے۔

فرشتہ۔ تو اچھا اب تو بھی اُسے دیکھ لے اور یہ کہہ کر اُسے رو برو لا کھڑا کیا۔

گنہگار۔ غور سے دیکھ کر لرز گیا اور چیخنے چلانے لگا۔ واویلا۔ وامصیبتا! یہ تو مجھ بدنصیب ہی کی شکل معلوم دیتی ہے۔ ارے خدا کے واسطے اسے میرے سامنے سے ہٹاؤ اسے دیکھ دیکھ کر میرا دم سلب ہوا جاتا ہے۔ اللہ میرے گناہوں کی توبہ۔ کیا سچ مچ حشر میں میری یہی گت بنے گی۔ کیا میں ان ہی جھگلوں میں مارا مارا

لے اس پر اللہ کا شکر ہے ۱۲

لے (اور جس روح کو خدا کی یاد سے اطمینان نصیب ہے اُس سے کہا جائے گا کہ) اے روح مطمئن اپنے پروردگار کی طرف چل تو اُس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی یہ (خدا اُس کو حکم دے گا کہ ہمارے (خاص) بندوں میں جا مل اور ہماری بہشت میں جا داخل ہو ۱۲

نجشکتا پھروں گا کیا میں ان ہی آتش فشاں پہاڑوں سے ٹکراؤں گا کیا یہ سب سانپ بچھو مجھے لپٹ جائیں گے۔ آہ۔ آہ۔ افسوس۔ میری تقدیر۔ واویلا۔ وا اسفا۔ میرے اعمال بد نے کیسا میری صورت کو مسخ کر دیا ہے۔ بالکل شیطان مجسم بنا دیا ہے۔ ای میری بدنصیبی اور شومیٔ طالع کہ مجھے ایسی مسخ صورت سے اپنے مالک کے سامنے جانا ہوگا۔ ہائے۔ ہائے۔ وائے۔ وائے لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ پ۳۰۔ تکاثر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْخِتَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَيْرِ الْاَنَامِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ۔

عَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ اِنِّيْ مُوَدِّعٌ   وَعَيْنَايَ مِنْ مَسِّ التَّفَرُّقِ تَدْمَعُ

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم

تمت بالخیر

۱؎ ایک دن تم ضرور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھو گے بہت دیکھو گے بھی تو عین مشاہدہ اور یقین سے دیکھ لو گے پھر اس دن دنیاوی نعمتوں کے بارے میں تم سے باز پرس بھی ضرور ہوگی ۱۲

۲؎ حسن خاتمہ پر خدا کا شکر۔ اور قیامت تک درود اور سلام اس کے رسول محمد پر جو ساری خلقت سے بہتر ہیں اور ان کے صحابۂ کرام پر پہنچا کرے ۱۲

۳؎ تم کو اللہ سلامت رکھے (میری حالت تو یہ ہے کہ) جدائی کی سوزش سے میری آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں ۱۲

تاریخ کتاب "یادگار نشاط عمر" نوشتہ مولوی کمال الدین صاحب

۱۳۲۹ھ

تحصیلدار گنگاوتی

ہے مسیح خلق و سعد مولوی بشیر الدین — کیا اُنھیں نے یہ سرچشمہ فیض کا جاری
ہے اس کتاب کا لب لباب مصرع سال — "نشاطِ عمر کا سرمایہ ہے نکوکاری"

۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ نوشتہ جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب رئیس تھلی ضلع باران

اے لطیف احمد ہے حاجت خامۂ گوہر فشاں (۱) لیجیے وقت آیا تاریخ اب لکھ دیجیے (۴۰)
مشتری دوڑے ہوئے آتے ہیں لے کر نقد جاں (۴۰) ہے نشاطِ عمر بعد از حرزِ طفلاں زر بہیچ (۵)
نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ فہم و نکتہ داں (۵۰) کیوں نہ ہو کیوں کر نہ ہو اس کے مصنف کون ہیں (۴)
خدمت ان کی ہے دکن میں اور دہلی میں مکاں (۶۰۰) نام اُن کا ہے بشیر اور اُن کے والد کا نذیر (۵۰)
ان پہ اُن پر آپ پر ہم پر برابر مہرباں (۱) صاف باطن پاک طینت محرم دل ہر دل عزیز (۹۰)
ہم کریں توصیف اُن کی یہ زباں منہ میں کہاں (۵) فرد ہیں یکتا ہیں بے ہمتا ہیں یہ فخر قوم ہیں (۴۰)
قادر مطلق نے دی ہیں ان کو ساری خوبیاں (۱۰۰) خوش خیال و نیک اندیشی و اخلاق و تمیز (۶۰۰)
ہو جو کافی از پئے اصلاح ناشائستگاں (۵) اب لکھی کس نے لکھی کوئی کتاب ایسی مفید (۴۰)
دیکھ کر جس کو ہیں لو انگشت حیرت در دہاں (۴) یہ کوئی جادو ہے یا اعجاز یا شانِ خدا (۱۰)
دیکھیے گر ہی نظر سے ہے یہ درِ شاہگاں (۴) اس کے جوہر تو نگاہ سرسری میں ہیں چھپے (۱)
موتیوں کے مول میں بھی یہ نہیں ہرگز گراں (۴۰) تھوڑے داموں کا ہے یہ نسخہ بڑے کاموں کا ہے (۴۰۰)

(۵) ہے یہی امید اب اللہ کی درگاہ سے (۳) جا سے گی ہرگز نہیں محنت کسی کی رائگاں

(۹) حرز طفلاں ہے کا آخر دوسرا حصہ ہے یہ (۷) زود تر ہو جائے گا اب یہ بھی مقبول جہاں

(۵) ہے وہ چھوٹوں کے لیے یہ حرز ان کے واسطے (۴۰۰) تا رہیں محفوظ مکروہات سے خرد و کلاں

(د) ہاتف غیبی نے وقت فکر سال عیسوی (۶۰) سچ کہا۔ وہ حرز طفلاں ہے یہ ہر تیغ جواں

۱۳۲۹ھ | سنہ ۱۳۲۰ فارسی | ۱۹۱۱ء

نوٹ۔ واضح رہے کہ شعر کے اول حروف سے سنہ ہجری اور عدد ثانی کے حروف اول سے سنہ فارسی نکلتے ہیں

ولہ

نشاط عمر حصہ دوسرا ہے حرز طفلاں کا | کہانی ہے نہ قصہ ہے نہ کوئی واقعی تاریخ

وہی اس کے مصنف ہیں لطیف احمد ہیں یعنی | جنھوں نے لکھی ہے بیجانگر کی اک نئی تاریخ

یہ نسخہ اب تو زیر طبع با صد حسن صحت ہے | سجے اک [illegible] تاریخ

بہت کرنے لگے گی تصنیف ان کی کو ابھی معجوبہ | کہ جس کی ہے نہ لکھی ہو نہ ایسی بری تاریخ

قلم قرطاس حاضر ہے طبیعت گدگداتی ہے | ہو سب کچھ ہے اب لکھ دیجئے اک عیسوی تاریخ

یہی کچھ سوچتے تھے ہم کہ اتنے میں ندا آئی | نہیں رونق پذیر اب ہوگی کوئی دوسری تاریخ

خبر ہے یا نہیں کچھ آپ کو یہ ای لطیف احمد
کہ تاریخ آپ اپنی ہے نشاط عمر کی تاریخ

۱۹۱۱ء

غلط نامہ

ناظرین سے التماس ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل غلطیوں کی تصحیح فرمالیں +

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
سرورق	آخر	۲۰۵	۳۰۵	۹	۸	دیرسو	دیرسویر
۱	۲	پہنچیں	پونچھنا	۱۰	۹	فاصلہ	فاضلہ
۲	۹	الزسو	[illegible]	۱۲	۹	ہبولی	ہیولی
۳	۵	زہ ہ	زہ	۱۳	۵	دار	دارد •
۴	۸	ہوئیے	ہوئے	″	۷	بخیا	بچھنا
″	۱۳	کل	کُل	″	۱۴	″	+
۴	۱۵	لوالدیہ	لِوَالِدَیْہِ	۱۴	۵	دُرًّ	دُرًّا
۵	۸	یعصتہما	یَعِضْہِما	″	۲	تصرطر	تصیئر
″	۲	قولا	قَولاً حَسَنًا	″	۱۵	جاتے ہم	جاتے۔ ہم
″	۸	یُطِعْہُ	یُطِیْعُ	۱۵	۱	کے اُن کی	اُن کی
″	۹	یَجْتَنِبْ	مُجْتَنِبٌ	″	۱۴	ہمارے	ہماری
″	۲	اڈبیٹر	ادھیڑ	۱۶	۱۴	عنہ	عنہا
″	″	لڑکوں	لوگوں	″	۱۷	کرتوں	کرتوتوں
″	۸	ان للہ	اِنَّ اللّٰہ	۱۷	۵	باصف	پاک صاف
″	۹	یجبت	مُحِبُّ	″	۲	خیال ہی	خیال بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۱۲	عالی دی	خالی نہیں
"	۱۹	تعیم	تعیم کی
۱۸	۱۰	ہیمہ	بیمہ
"	۱۸	الدُّنیا	اَلدُّنیا
۱۹	۱۴	لنگسور	لنگگور
"	۵	وُقْعَۃٌ	وَقْعَۃٌ
۲۱	۱۸	گانف	گالف
۲۲	۱۹	نبا	نیا
۲۳	۵	کیا	گیا
"	۱۸	اجزاے	اجزاے
۲۵	۱۲	نخل	نخل
۲۷	۳	چھوڑتے	چھوڑدی
"	"	تعلقات کے	تعلقات
۲۸	۵	ترکیا را	ترکیا مارا
۲۹	۱۱	سکتے ہیں	سکتے ہیں یہ پرورش پا سکتے ہیں
"	۱۵	پنب	پنپ
۳۱	۹	بگڑنے	بگڑنے
۳۳	۱۲	آنکھ نک	(۱) آنکھ تک
"	۱۶	گرکا مسکا	(۲) گرکا مسکا
"	"	چھانڈوے	چھانڈے
"	۱۸	اندرکے	(۴) بھیتر کے
۳۳	۱۸	کر باہر	جب باہر
"	۱۹	پھیرت	(۳) پھیرت
۳۴	۳	خوش مزاج	خوش مزاجی
"	۹	اُن کے	اُن کا
۳۵	۸	پیدا لیا	پیدا کیا
"	۱۹	اُس کو	اُس کا
۳۶	۱۲	خریدلیا	خرید لیا
۳۷	۱۹	مزموم	مذموم
۴۰	۱۲	تم ہی کو	تم کو بھی
۴۴	۱۴	کاربوس	کار و بوس
۴۵	۱۲	الک ہٹ	الکساہٹ
۴۶	۲	فواے	قواے
۴۷	۸	ناواقف	ناواقفیت
۴۸	۱۱	رائج الوفت	رائج الوقت
۴۹	۹	ریلو	رو پیو
"	۱۵	فشن	فیشن
"	۱۸	فصرت	فطرت
۵۰	۴	انَّ	اِنَّ
"	۹	تخلیل	تخلیق
۵۱	۳	توجہ	توجہ
"	۵	جالی	جاتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱	۱۷	اَغلاء	اَغلاءُ	۵۹	۱۸	دوردوڑ	دوردورہ
"	۱۸	پُرغاش	پرخاش	۶۰	۱	اف گارڈ	آف گاڈ
"	۱۹	کفراء برحسنہ	کضراء برحسنۃ	"	۱۲	بھلکنا	بھٹکنا
۵۳	۵	س	بس	۶۲	۱۵	مہر	لہر
"	۱۹	طلفہ	ظلفہ	۶۳	۴	برحیما	ترحیما
۵۴	۱۱	توقانی	فوقانی	"	۱۲	اُس جاہیے	اُس کو چاہیے
۵۵	۹	کنگر	کنکر	"	آخر	ڈھکیل	دھکیلے
"	۱۳	یا بجائی	با بجائی	۶۴	۴	لگیٔ	لگی
"	۱۷	مورٹلی	مورٹیمیٹی	۶۶	۴	ضرورت	ضرور
۵۶	۹	سوٹنرز	سوٹنزر	۶۷	۹	لپاڑے	لباڑیے۔
۵۷	۲	قرارکر	قرار	"	۱۰	خاکے	خاکہ
"	۱۰	محالف	مخالف	"	۱۵	چسکلوں	چٹکلوں
"	۱۱	ریگیولیٹنست	ریگیولیٹنسٹ	۶۸	۳	ضرور	ضروری
"	۱۲	جوابں	جوان	۶۹	۳	ظار	ظاہر
"	۱۴	عی الرغم	علی الرغم	"	۱۰	ڈربڑا	دربڑا
"	۱۷	خیال سے	خیال کے	۷۱	۵	اس	لیک
"	۱۹	نمفیر	نیفنیر	۷۲	۱۲	یک اوٹ	لیک بے لوث
۵۸	۴	سنجش	کنجشن	"	۱۵	کانفیدنشل	کانفیڈنشل
"	۷	گرکے	گھر	"	۳	جوآدمیوں	جوان آدمیوں
"	۱۷	یکار	بکار	۷۴	۱۵	سیر	سپر
۵۹	۸	باکپانری	پاک بازی	۷۵	۸	ہیں کسی	ہیں جیسے کسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۹	جو	•	۹۳	۹	جن	جس
۷۶	۳	کردی	کردیا	"	۱۲	ہوتی	ہوئی
۷۸	۱۰	اُس حالت سے	•	۹۴	۷	خالی ہیں	خالی نہیں
"	"	طور	طور پر	۹۵	۹	معمول	معمولی
۷۹	۴	کیسی	کیسے	"	۱۱	متجر	منجر
"	۹	وقت	وقت	"	۱۴	بلیوریا	بلینوریا
۸۱	۳	کلیوں	کلیوں	۹۶	۵	خاک	ناک
"	۵	کسی	کس	۹۷	۲	نبغیر	نیفینر
"	"	درست ہیں	درست ہوتے ہیں	"	۳	کھنچا	کھینچا
"	۱۱	پرواہ	پروا	"	۷	تصور	تصویر
۸۴	۸	ہوتا	ہوتا ہو	"	۱۵	اینٹھے	اینٹھنے
۸۵	۱۲	قراباد ین	قرابادین	۹۸	۱۸	یافت	بافت
۸۶	۵	دار	وار	۹۹	۱۳	جلد جلد	جلد
۸۷	۱۱	پڑھی	بڑھی	"	۱۲	نمبردار	نمبردار
۹۰	"	رفتہ	رفتہ رفتہ	۱۰۰	۹	کیوں	کیوں کہ
"	۱۲	جھپٹ	جھپیٹ	"	۱۵	بھٹنے	پھٹنے
"	۱۷	جاتا کہ	جاتا	۱۰۲	۱۱	جیسی	جیسے
۹۱	۱۱	یاپیائی	پاپیائی	۱۰۶	۱	نرسیں	نرسیں
"	۱۲	ہرکیوکینیم	ہرکیولینیم	"	۱۱	دُلہن	دلہنیں
"	آخر	کانگڑے	کانگڑے	"	۱۴	تنفس	متنفس
۹۳ ۹۴	۲ ۹	رنجیگی نہیں ہے	رنجے نہیں ہیں	"	۱۵	•	•

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۱۰	Infections	Infections	۱۲۶	۲	تھملوں	تعملوں
۱۰۷	۲	کے دریافت کو	کی دریافت	″	۱۹	ڈھکیل	دھکیل
″	۱۳	گلینڈر	گلینڈز	۱۲۸	۵	غذر ہو	عذر نہ ہو
۱۰۸	۱	المضار	مضار	۱۳۰	۱	ستراد	مستزاد
″	۲	Tallofian	Fallofian	۱۳۱	۴	شاۓ	شائبہ
″	۱۳	Prostatitis	Prostitis	۱۳۳	۹	نہیں	+
۱۰۹	۳	Asphyxia	Asphyxia	″	۱۱	سم	ہم
۱۱۰	۱۳	جو	+	۱۳۴	۲	وو	+
″	۱۶	شکل میں	شکل	۱۳۵	۱۴	بچے	+
۱۱۳	۷	اسی	اس	″	۱۵	سریع	سریع
۱۱۴	۱۲	کو	کا	۱۳۷	″	ادہ	مادہ
۱۱۵	۱۱	شینگرایڈ	شینکرائڈ	۱۴۰	۱۷	ذر	ذرا
″	۱۵	صورتوں	صورتوں میں	۱۴۴	۷	ہی	یہی
۱۲۰	۴	آعظم	اعظم	″	۱۴	گھستے	گھسٹے
۱۲۱	۴	دوڑا	دودوڑا	۱۴۵	۱۹	سکرانیولا	سکرافیولا
″	۵	دوڑے	دودوڑے	۱۴۶	۱۴	نسل	سیل
″	۲	پپنیا	پپیٹا	۱۴۷	۱۳	امتاوب	التاوب
۱۲۳	۹	تولے	تولنے	″	۱۵	فاما	فَاَمَّا
″	۱۴	Deposit	Deposit	″	″	تاب	تاب
۱۲۶	۱۲	مبتلا میں	مبتلا میں	۱۴۸	۱۲	جب	جو
۱۲۷	۲	یجز ہوتی	تجویز ہوتی	۱۴۹	۳	تہالی	تہائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۹	۵	کمزور	کم زور	۱۸۶	۱۴	دھکیلنے	دھکیلنے
۱۵۲	۱	تُؤْمِنُونَ	تُؤْمِنُونَ	۱۸۸	۱۱	تعداد	تعدد
،،	۱۰	نرکا	لگا	۱۹۰	۱۷	جق	حق
،،	۱۵	بدکا-	بدکار	۱۹۲	۹	قرئیتہ	قرینہ
۱۵۳	۴	یہ صرف	بے صرف	،،	۱۷	ازدواع	ازدواج
۱۵۴	۱۷	ں قرار	اُس بے قرار	۱۹۳	۲	جنانچہ	چنانچہ
۱۵۴	۱۳	دیجیو	دیکھو	،،	۴	رکھوپے	رکھو یا اپنے
۱۵۵	۱۵	دوہی	دہی	،،	۹	دُنیادی	نبوی
۱۵۹	۱۰	غیر النہایۃ	غیر النہایۃ	۱۹۵	۱۲	قَ.	قَ
۱۶۱	،،	نکلت	نگت	۱۹۶	۸	عمر	+
۱۶۳	۹	صلاتہم	صَلَاتِہِم	۲۰۰	۳	رنگیتی رہتی	رنگیتی رہتی ہے
۱۶۴	۱۱	کرے	کرتے	،،	۹	ہو	+
۱۶۴	۴	برکرداری	بدکرداری	۲۰۵	۹	مرے	روے
۱۶۹	۹	اَنفقوا	اَنْفَقُوا	،،	۷	شہر میں ہے تو	شہر میں ہے
۱۷۳	۱	ہوتے	ہوتی	،،	،،	سکتی	کی جا سکتی
،،	۴	جانوں	جان مال	،،	۱۴	دھکیلیں	دھکیلیں
،،	۱۵	ناک	تاک	،،	۱۵	کے جنم	جنم
۱۷۵	۹	تَقَدْ	لَقَدْ	،،	۱۷	کوٹھری	کوٹھڑی
۱۷۸	۲	ملنے	ملانے	،،	۱۵	آنسوں	آنسو
۱۷۹	۳	ترغب	ترغیب	۲۲۴	۱۰	بیٹھے	بیٹھے
۱۸۳	۹	ہلا	جلا	،،	۱۱	چند چند	چند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۰	۲	ستے	ہیئے
〃	۱۷	کی	کا
۲۰۹	۷	رہٹی	ہیٹی
۲۱۰	۷	دیکھنا	دیکھا
〃	۱۷	اورسونے	سونے
۲۱۱	۵	اناں	آناں
〃	۱۸	کی	کا
۲۱۲	۱۳	یار	بار
۲۱۳	〃	کھب	کھپ
۲۱۴	۱۴	اوندھا	اوندھانہ
۲۱۵	۱۰	اپنا شوربا	نیا شوربا
۲۱۶	۹	ڈواں	ڈانواں
〃	۱۲	سنے	بننے
۲۱۷	۱۶	کا	کے
〃	۱۹	جب	مگریہ
۲۱۸	۱۰	کچھ	گچھ
۲۲۱	۳	خلت	ثلث
۲۲۳	۳	جہالیت	جاہلیت
۲۲۵	۳	دھوپ	تھوپ
〃	۸	فرگسن	فرگسن
〃	〃	جنٹلمین	جنگلین
۲۲۵	۱۸	کا	گا
۲۲۶	۷	فاروے	نا روے
〃	〃	میں	میں میں
۲۳۰	۳	سترہ	ستر
۲۳۱	〃	اَلْمُغْتَرِفِیْنَ	اَلْمُسْتَرِفِیْنَ
۲۳۳	۵	گو اور	گو
〃	۱۱	بہنت	پہنتا
〃	۱۸	اسی کے دن	اسی دن کے
〃	۱۹	بیٹوں	بیٹیوں
۲۳۴	۳	کیوں	کیوں کر
〃	〃	بیٹی کی بدولت	+
۲۳۵	۷	قرار دادے	قرار دادے ہی
〃	۱۴	بایں ہمہ	بااِیں ہمہ
۲۴۰	۵	بیٹھوگے	بیٹھوگے
〃	۶	〃	بیٹھوگے
۲۴۳	۲	اُنہیں	اِن
۲۴۴	۱۱	جھت	چھت
۲۴۸	۱۲	کرنیولی	کرنے والی
۲۴۹	۱۵	آقبال	اقبال
۲۵۰	۱	بھسلواں	پھسلواں
۲۵۱	۱	کس	کسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۲	دچاٹ	اُچاٹ
〃	۴	باد	یاد
۲۵۹	۱۳	آمر	تعر
۲۶۰	۳	دن	ان
〃	۵	کہتا	کہنا
〃	۷	ایسا	ایسی
۲۶۳	۱۰	انسن نجیب	انسانِ نجیب
۲۶۷	۶	سسر	سسر
〃	〃	ڈمڑی	دمڑی
۲۷۰	۲	مطمین	مطمئن
۲۷۳	۴	وہو	وہرہ
۲۷۴	۴	سے کاٹ	سے بات کاٹنا
〃	۱۰	جبوترے	چبوترے
۲۷۵	۱۵	جھی	ابھی
۲۷۹	۳	سی	سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۰	۱	گے	گی
۲۸۱	۱	مدراس	مدارس
〃	۲	ایک	دوسرا
۲۸۲	۲	انّ	اِنْ
۲۸۸	۳	پاسکتے	نہ پاسکے
۲۹۲	۱	ہم اور	ہم کہاں اور
۲۹۴	آخر	ہوگے	رہوگے
۳۰۱	۴	السیدہ	بالسیدہ
〃	۷	اُذان	اُذُن
۳۰۵	۲	نقشلّن	نتشن
۳۰۶	۱۱	ہمنا	ہمت
〃	۱۴	لو	لوگ
۳۰۷	۱۳	سوچنے	سوچیے
〃	〃	ندآلی	ندا آئی